موت نے دی نہ گھڑی بھر کیلئے بھی فرصت
رہ گئی آپ سے ملنے کی تمنا ہمکو

پھر وہی ہونگے گریبان کے سو سو ٹکڑے
پھر بہار آئی ہوا پھر وہی سودا ہمکو

ہمسے وحشی کو ہے میدان قیامت درکار
تنگ ہی جوشِ جنون وسعتِ صحرا ہمکو

تم مداوا کر دیا اب نہ کرو یکسان ہے
نہین پڑا سے شفا رشک مسیحا ہمکو

واقعہ وادی ایمن کا سنا ہی جب سے
شوق دیدار ہے ای حضرت موسے ہمکو

ہوگیا سینہ کے اندر دل مضطر بسمل
آپ نے کیون نگہ ناز سے دیکھا ہمکو

کچھ نہین قاقم و سنجاب کی حاجت ہی حفیظ
اپنی عریانی ہے بس خلعت زیبا ہمکو

غش نہ آئیگا کبھی دیکھ کے جلوا ہمکو
آپ کیا جانتے ہین حضرت موسے ہمکو

دیجئے آپ نہ قارون کا خزانا ہمکو
نہین منظور ہے دنیا کا بکھیڑا ہمکو

کیا کہین ہوتا ہے رہ رہ کے جو صدما ہمکو
یاد جب آتا ہے وہ اگلا زمانا ہمکو

تم محبت مین عبث کرتے ہو رسوا ہمکو
کیا کہیگا یہ بتاؤ تو زمانا ہمکو

شبِ فرقت مین اوسی شام سے آجاتا تھا
کیا بُرے وقت قضا دیگئی دھوکھا ہمکو

دردِ دل کس سے کہون کون خبر لے میری
نظر آتا نہین ہے کوئی اپنا ہمکو

زندگی بھر جو رہے پاس ہمارے احباب
چھوڑ کے وہ جاتے ہین تربت مین اکیلا ہمکو

کل جنھین راہ پہ لائے تھے ریاضت سے حفیظ
آج افسوس بتاتے ہین وہ رستا ہمکو

کیون اوٹھائے یار دستِ نازنین اس بار کو
تیغ ابرو کھینچئے رکھد تجئے تلوار کو

دین جگہ آنکھون مین پہلو مین بٹھائین یار کو
آج ہم جی بھر کے لوٹین دولتِ دیدار کو

کیا نہین ہے آپ کی زلفون مین دل میرا اسیر
دیکھئے تو بندہ پرور گیسوے خمدار کو

نقدِ جان لیکر دکھائی ہے تجلی اپنی
مفت یا خیرات بخشی دولتِ دیدار کو

ہر کس و ناکس کا رہنا زیر قصر اچھا نہین
دھوپ سے کہدو ہٹا دے سایۂ دیوار کو

لے لئے بوسے جو مین نے ہے اسی دل کا قصور
مشک باندھے حکم دیدیجے گیسوئے خمدار کو

حیر کو بے پردہ دکھلایا کرو برق جمال
اور سناؤ لن ترانی طالب دیدار کو

الحمد جوش جنون پھر وحشت دل ہے سوا
مژدہ باد اے دشت رکھنا تیز نوک خار کو

واہ رے تاثیر جذب عشق کیا کہنا ترا
کر دیا بیچین اک نالہ مین قلب یار کو

ہو گی پوری حسرت قتل و اسیری بھی کبھی
اے **حفیظ** اللہ رکھے چشم و زلف یار کو

آپ نے جلوۂ دیدار دکھایا کسکو
بیٹھے بٹھلائے کیا محو تماشا کسکو

ساکن عرش بھی ہے رونق کعبہ بھی ہے
ساتھ تعیین کے اب کہئے تری جا کسکو

کسکی آنکھون کو تری دید کا آزار نہین
زلف پرپیچ کا تیرے نہین سودا کسکو

کل تک اپنا تو سفر ہوگا سوے ملک عدم
تو سنائیگی بتا او شب یلدا کسکو

آئینہ دیکھ کے کیون حیرت تصویر بنے
کون تھا اسمین چھپا آپنے دیکھا کسکو

جلوۂ یار کو جب دیکھتے ہی غش آیا
دیکھنے آئے تھے پھر حضرت موسےٰ کسکو

میکدے والونکو کچھ ہوش بھی ہے اے واعظ
تو سناتا ہے بھلا خلد کا قصا کسکو

ہم نہ کہتے تھے نہ یون ہر کس و ناکس سے ملو
اب برا کہتی ہے بولو تو یہ دنیا کسکو

کوئی دنیا مین کسیکا نہین جب دوست **حفیظ**
پھر بھلا رنج یہان ہوگا ہمارا کسکو

تسلی دے رہے ہین اشک خونین اشکبارونکو
قضا فرقت مین سمجھاتی ہے آکر بیقرارون کو

ادھر کیا تاکتی ہے دخت رز پرہیزگارونکو
ادھر آ کر ذرا مسرور کر ہم بادہ خوارونکو

اجی یہ حضرت واعظ بھی تو طرفہ تماشا ہین
بھلا یہ حرمت مے کا سبق ہم بادہ خوارون کو

خرام ناز نے اونکے کیا ہنگامہ وہ برپا
زمین کو زلزلہ ہے اور جنبش ہے مزارون کو

عدو پر جور کیسا غیر پر شمشیر کیون کھینچی
اگر ہے آزمانا آزماؤ جان نثار ون کو

نہ دیتے بوسۂ لب وعدۂ فردا ہی کر لیتے
تسلی کچھ تو دیجاتے بھلا امیدوارون کو

گئے ہوش و خرد ہمراہ دل کے اونکی محفل مین
ہم اپنے ہاتھون کھو بیٹھے ہین اپنے غمگسارونکو

بھلا اے حضرت ناصح سمجھا را کیا بگڑتا ہی
اگر وہ آزماتے ہین تو اپنے جان نثارونکو

خدایا خیر کرنا پھر ہین آثار جنون پیدا
بہت بیچین ہون دیکھا ہی جب سے سبزہ زارونکو

ادھر وہ دیکھ ہی لیتے نہ کرتے بات مطلب کی
تسلی کچھ تو ہو جاتی بھلا ہم بیقرارون کو

حفیظ اوس شوخ کا وعدہ پھر اوسپر وعدہ واثق
تسلی سی تسلی ہو گئی امیدوارون کو

دشمن کے گھر پہ جاتی ہو چھپ چھپ کے رات کو
کھوتے ہو اپنے ہاتھ سے کیون اپنی بات کو

یا تھا وہ عیش یا یہ مصیبت ہے رات دن
روتا ہون یاد کر کے اب ایک ایک بات کو

پھر تو بڑا مزا تھا کسی تنگ راہ مین
مل جاتے آتے جاتے ہمین وہ جو رات کو

ملنے نہین حسین تو کی آرزو سے حور
ہم جانتے ہین حضرت زاہد کی گھات کو

ایسی مہیب شکل عدو کی ہے اے حفیظ
ڈر جائے دیکھ لے جو کوئی اسکو رات کو

چین آئے کوئی بتلائے تو کیونکر مجھکو
کاٹے کھاتا ہے شب غم مین مرا گھر مجھکو

بار ہے فرقت جانان مین میرا سر مجھکو
ہون سبکدوش کرے قتل جو دلبر مجھکو

رہنے دیگا نہ کبھی چین سے دم بھر مجھکو
لیچلا پھر سوے صحرا دل مضطر مجھکو

واہ جی آپ کے لائق نہین اے بندہ نواز
پھیر دین آپ مرا اب دل مضطر مجھکو

کیا سمجھکر نہین معلوم کہ سجدہ بھی کیا
ملگیا جب ترے دہلیز کا پتھر مجھکو

دست نازک سے جو تلوار نہین اوٹھ سکتی
خود گلا کاٹ لون دیدیجئے خنجر مجھکو

وقعتِ حرمانِ دلِ محزون نہوا تھا سو ہوا
یاس یون آ کے نہ کرتی تھی مکدر مجھکو

روز فرقت مین تو مر مر کے بسر کرنے سے
یار کچھ کھا ہی کے مر جانا ہے بہتر مجھکو

کچھ تو غیر زن نے بڑھایا ہے جو آیا ہی غبار
دیکھ سکتے تھے کبھی تم نہ مکدر مجھکو

اتنی تشویش ہی قسمت کے لکھے پر ناحق
دیکھ لونگا جو دکھا ئیگا مقدر مجھکو

مجھسے بے پردہ جو تو یان نہین ہوتا نہ سہی
وان تو دیدار ترا ہوگا میسر مجھکو

سامنے میرے جزا جور کی ملتی ہی اوسے
یہ گوارا نہین اے داور محشر مجھکو

دلشکن آپ ہین کہتے ہین دل آزار مجھے
جور خود کرتے ہین کہتے ہین ستمگر مجھکو

وصل سے آج تحیر نے رکھا ہے محروم
کردیا حسن نے اوس حور کے ششدر مجھکو

مے اگر آپنے رکھی ہے رقیبون کے لئے
زہر دیجئے اک جام مین بھر کر مجھکو

میرے نالے کہین ڈھا دین نہ فلک کو اکدن
ابتو رہتا ہی یہی آٹھ پہر ڈر مجھکو

ہاے کیا میرا مقدر ہے کہ توبہ توبہ
یار جب ملتا ہے ملتا ہے ستمگر مجھکو

کچھ تو کھا کر شب دیجور مین سوتا بیشک
روز پرسش کا نہوتا جو کہین ڈر مجھکو

گھر مین وحشت ہی تو صحرا سے اولجھتا ہی دم
تو نے برباد کیا او دلِ مضطر مجھکو

اے جنون تیری بدولت یہ ملا ہے رتبہ
حضرت قیس سمجھتے ہین برادر مجھکو

نام حاتم کی سخاوت کا مٹا دون مین بھی
اس زمانہ مین جو ہاتھ آئے کہین زر مجھکو

دُرِ دندان کی تصور مین جو روتا ہون حفیظ
دانۂ اشک نظر آتے ہین گوہر مجھکو

لن ترانی جو کہا کرتے تھے موسے مجھکو
اب دکھاتے ہین وہی صورت زیبا مجھکو

کب سے دیدار کی ہے یار تمنا مجھکو
اب بھی للہ دکھا دیجئے جلوا مجھکو

جس ادا نے شب وصل آپکی مارا مجھکو
پھر دکھا دیجئے ویسا ہی تماشا مجھکو

ہوگیا جب سے تری زلف کا سودا مجھکو
سر اوٹھانے نہین دیتا ہے زمانا مجھکو

مین نے چھیڑا جو خریداری یوسف کا ذکر / وہ یہ کہتے ہین سمجھنا نہ زلیخا مجکو

کسقدر بھیڑ ہے قاتل کے در دولت پر / نظر آتا نہین ابتو کہین رستا مجکو

مین کہان اور کہان روز کی یہ دربدری / کردیا حضرت دل آپ نے رسوا مجکو

کیجئے اگلی نہ صحبت کا بیان چپ رہیئے / دیکھئے ہوتا ہے اس ذکر سے صدما مجکو

اسلیئے ابتو گنہ روز کیا کرتا ہون / دیکھنا ہے تری رحمت کا تماشا مجکو

اب جدھر چاہو مجھے لیچلو ای حضرت دل / دل سے منظور ہے بس ساتھ تمھارا مجکو

جائیے آپ رقیبون ہی سے ملئے صاحب / اب نہین آپ سے ملنے کی تمنا مجکو

کیا قیامت ہی وہ فرماتے ہین محشر مین مجھے / کیجئے گا نہ خدا اسکے لئے رسوا مجکو

مین جو کچھ بول اوٹھونگا تو بگڑ جائیگا / آپ دیتے ہین عبث دیکھئے صدما مجکو

ہم بھی پرتو ہین کسی جلوہ قدرت کے حفیظ / دے رہا ہے یہ خبر سایۂ طوبےٰ مجکو

چھیڑتے ہو بخدا یار عبث تم مجکو / شب فرقت مین نہین تاب تکلم مجکو

کیا جلاؤ گے کبھی کہہ کے بھلا تُم مجکو / بھول ہی جاؤ گے بس بعد فنا تم مجکو

دیکھتے بھی نہین الفت سے کبھی تم مجکو / اپنی آنکھون مین جگہ دیتے ہین تم مجکو

یونہین کچھ سوچ کے آیا ہی تبسم مجکو / بات کیا ہے جو بُرا کہنے لگے تم مجکو

اونکی محفل مین جو پہونچا تو گیا آپ سے مین / بیخودی تونے کہان لاکے کیا گم مجکو

ہون وہ غم دوست کہ آنکھون مین بھر آیا آنسو / بھول کر بھی کبھی آیا جو تبسم مجکو

چھیڑ کر مجکو سر بزم وہ فرماتے ہین / نگہ یاس سے دیکھا نہ کرو تم مجکو

دل مین سوچو تو یہی شرط محبت ہی یہی / مین دعا دیتا ہون اور کوستے ہو تم مجکو

ہجر کی شب تری افشان کا تصور جو بندھا / آنکھ دکھلانے لگے دیدۂ انجم مجکو

ایک دن جلوۂ دیدار دکھاؤ بھی کہین
روز فردا پہ عبث ٹالتے ہو تم مجھکو

یون شب و روز کیا کرتا ہون دلسے باتین
سامنے اوسکے نہین تاب تکلم مجھکو

وصل مین ہجر کا کھٹکا نہین جاتا دل سے
آپ سچ کہتے ہین گھیرے ہی توہم مجھکو

پہلے تو میری محبت کی نہ کچھ قدر ہوئی
اب تقاضا ہی کہ پھر پیار کرو تم مجھکو

دونون کو مین نے محبت کی بتائین راہین
قیس و فرہاد پہ کیون ہو نہ تقدم مجھکو

زاہد و پاک محبت کا ہے آزار مجھے
چاہئے خاک شفا بہر تیمم مجھکو

میرے رونے پہ تری بزم مین ہنستے ہین عدو
ئے نہ ڈوبے مرے اشکونکا تلاطم مجھکو

میکدہ پیر مغان کا رہے یا رب آباد
آج تو اسنے پلائے ہین کئی خم مجھکو

بول بالا ترے میخانے کا ہوا ی ساقی
عید کا دن ہے ملے آج کوئی خم مجھکو

غم کی ہنسلی پھڑک اوٹھی جو ہوئی مجھکو خوشی
آنکھ بھر آئی جب آیا ہے تبسم مجھکو

یون سر حشر قیامت ہی کسیکا کہنا
کیون جی ہم کون ہین پہچانتے ہو تم مجھکو

دلمین کیا سمجھینگے لوگون کو گمان کیا ہوگا
غیر کی بزم مین کیون گھورتے ہو تم مجھکو

غم نے کیا شکل بنائی ہی کہ وہ کہتے ہین
حال پر تیرے اب آتا ہے ترحم مجھکو

بل بے شوق رہِ الفت کہ ہوا خانہ خراب
اُف ری بیتابیِ دل تو نے کیا گم مجھکو

مین تو آفت مین محبت کے پھنسا رہتا ہون
کیون نظر آتے ہو گھبرائے ہوئے تم مجھکو

کل تو مجھ رند نے مے پینے سے توبہ کی تھی
آج پھر دیدیئے ساقی نے کئی خم مجھکو

آپ جب گور غریبا کی طرف جاتے ہین
عرصۂ حشر کا ہوتا ہی توہم مجھکو

گیسوؤن سے رخ پُرنور چھپاتے ہین جو وہ
ابر مین ماہ کا ہوتا ہی توہم مجھکو

دیکھکر ہمکو پریشان فرماتے ہین
حال پر آپ کے آتا ہے ترحم مجھکو

ہین مسیحائے زمانہ اونھین کہتا بے شک
کبھی بھولے سے بھی کہدیتے اگر قُم مجھکو

دیکھکر دور سے صورت مری ڈر جاتا ہے
غیر کے حال پہ آتا ہے تبسم مجھکو

شب کو رہتا ہون کہان دنکو کہان رہتا ہون
بیخودی کا ہو برا جسنے کیا گم مجھکو

جب سے دریا سے محبت مین ڈبویا دل نے
خواب مین بھی نظر آتا ہے تلاطم مجھکو

ناتوان وہ ہون شب غم مین جو روتا ہون حفیظ
قطرۂ اشک نظر آتا ہے قلزم مجھکو

بیٹھتا ہون در پہ ترے گو قباحت ہو تو ہو
مین نہین اوٹھنے کا غیرون سے جو حجت ہو تو ہو

اوسکے کوچہ مین کسیکی ہوگی تربت کسطرح
یون تو ہے دشوار ہان یاور جو قسمت ہو تو ہو

ہمنے جو وعدہ کیا تھا لیجئے حاضر ہے دل
آپکو صاحب مکر جانے کی عادت ہو تو ہو

آپکا دل ہم کسی صورت سے لے سکتے نہین
آپ مین دل چھین لینے کی کرامت ہو تو ہو

گھر مین رہنے سے تو ایذای جدائی جائگی
کوچۂ جانان مین شاید دلکو راحت ہو تو ہو

سیکڑون تدبیر کرتا ہون پہ چین آتا نہین
آپ چاہین تو دل بسمل کو راحت ہو تو ہو

میرے نالے تو کرینگے کیا بھلا محشر بپا
آپ کی رفتار سے برپا قیامت ہو تو ہو

یان تو چین آتا نہین اک دم کسی پہلو حفیظ
گور مین جاکر کوئی دم دلکو راحت ہو تو ہو

جو کہتے ہو عدو سے ترک الفت ہو تو کیونکر ہو
تو پھر اوسکی جدا مجھ سے عداوت ہو تو کیونکر ہو

مشیر اغیار ہین اونکے مری صحبت سے نفرت ہے
ہر یجانب سے دو دل اونکی کدورت ہو تو کیونکر ہو

نہ ضبط درد ہجران ہے نہ امید وصال ابتو
دل مضطر کو پھر ایجان راحت ہو تو کیونکر ہو

سدا اغیار ہم پہلو رہا کرتے ہین اب اونکے
یہی ہر دم کا جھگڑا ہے جو فرصت ہو تو کیونکر ہو

کرین وعدہ نہ ملنے کا نہ دین بوسہ لبون کا وہ
جو تسکین دل مضطر کی صورت ہو تو کیونکر ہو

نہ بلواؤ کبھی مجھکو نہ گھر آؤ کبھی میرے
تمھین بتلاؤ پھر ملنے کی صورت ہو تو کیونکر ہو

کسیکی آپکو الفت نہ چھٹنے کا کسیکے غم
نصیب دشمنان بیکل طبیعت ہو تو کیونکر ہو

تمھین کیا تم تو ہم پہلو رہو گے غیر کے لیکن
حفیظ نیم بسمل کو جو راحت ہو تو کیونکر ہو

حالت اپنی اب کسیکی دید کے قابل تو ہو
خیر وحشت ہی سہی الفت مین کچھ حاصل تو ہو

کہتے ہو کیا تیغ ابرو کا کوئی گھائل تو ہو
سر بکف حاضر ہون مین لیکن کوئی قاتل تو ہو

پہلی آغاز الفت مین سبار کیا دکیا
اے جنون سودا مرا رسوائی کے قابل تو ہو

وہ دکھانیکو تو حاضر ہین تجلی برملا
دیدۂ اغیار لیکن دید کے قابل تو ہو

غیر پر بیکار فرمایش ستم سہنے کی ہے
ہم ہی سہینگے شوق سے تم جور پر مائل تو ہو

بس ہوی جاتی ہے سب ظاہر حقیقت غیر کی
جور پر مائل ذرا وہ رونق محفل تو ہو

سخت جانی کچھ دکھائیگی تڑپنے کا مزا
شل بوقتِ ذبح ای دل بازوی قاتل تو ہو

ہے حجاب اپنا نہین ہم دیکھ سکتے جو اونھین
ورنہ پردہ درمیان مین بھی کوئی حائل تو ہو

صدمۂ فرقت بھی انسان ہی اوٹھاتا ہے مگر
ناز اوٹھای دمبدم پہلو مین ایسا دل تو ہو

کون کہتا ہی کہ الفت مین نہین تاثیر ہے
خود بنے معشوق عاشق جذبۂ کامل تو ہو

پھر بتاوینگے تڑپنے کا سبب راتونکے ہم
جب کسی پر مہربان تم بھی کبھی مائل تو ہو

مجکو حیرانِ جمال یار پاکر رشک سے
آئینہ کہتا ہی تم بھی دید کے قابل تو ہو

جب مین جانون آہ مین میری اثر پیدا ہوا
کچھ نہین تو خیر اب بیچین اونکا دل تو ہو

مانگ لینگے خون بہا اپنا بروز حشر ہم
خون سے آلودہ یارب دامن قاتل تو ہو

رات بھر گھر غیر کے رہیئے مجھے تڑپائیے
کچھ نتیجہ دل لگانیکا بھلا حاصل تو ہو

کیون گئے بزم عدو مین خیر سمجھا جائیگا
اب وہ آئین یا نہین قابو مین اپنا دل تو ہو

موت ہی آجائے یارب یا سحر ہو جائے اب
جسطرح ممکن ہو تسکین دلِ بسمل تو ہو

منتہی ہر کام کا اچھا ہے بیشک ای حفیظ
گبر و ترسا یا مسلمان کوئی ہو کامل تو ہو

عیادت کو وہ خود آئے ہین قسمت ہو تو ایسی ہو
مریض غم پہ جیسے اُسکی عنایت ہو تو ایسی ہو

کرین وہ قتل لاکھونکو جو عادت ہو تو ایسی ہو
جلائین سیکڑون مُردے کرامت ہو تو ایسی ہو

نکلوائے گئے سو مرتبہ پھر آئے رندون مین
بھلا ای حضرت واعظ حماقت ہو تو ایسی ہو

جدائی مجھ سے حسرت نے نہ دم بھر کی گوارا کی
رہی بعد فنا بھی ساتھ الفت ہو تو ایسی ہو

نہ پوچھا بھولکر بھی غیر کو تم کیون بلاتے ہو
جفا کو ہم وفا سمجھے محبت ہو تو ایسی ہو

گئے تھے سوچکر دلمین کرینگے عرض حال اپنا
نہ پوچھی بات تک ظالم نے نخوت ہو تو ایسی ہو

میری پہلو مین آج اوس شعلہ رو کو دیکھکر کیا کیا
جلے جاتے ہین غیر ای دل حرارت ہو تو ایسی ہو

نہو جب تک حفیظ اپنے بغل مین کوئی مہ پارہ
کسی پہلو نہ چین آئے جو عادت ہو تو ایسی ہو

نہ کی فریاد مین نے جبر دل پر ہو تو ایسا ہو
نہو افشائے الفت بھی اگر ڈر ہو تو ایسا ہو

جسے دیکھو کہانی کہہ رہا ہے میری الفت کی
کسیکے عشق کا چرچا جو گھر گھر ہو تو ایسا ہو

در دلدار تک پہونچا دیا مجکو مرے دل نے
جو رہرو ہو تو ایسا ہو جو رہبر ہو تو ایسا ہو

لب و دندان کو تیرے دیکھکر اہل نظر بولے
اگر ہو لعل ایسا ہو جو گوہر ہو تو ایسا ہو

تڑپ دیکھی جگر دل کی تو ہنسکر بول اوٹھا قاتل
جو بسمل ہو تو ایسا ہو جو مضطر ہو تو ایسا ہو

جواب آئینہ دیتا ہی تمھاری سب اداؤن کا
مقابل ہو تو ایسا ہو جو ہمسر ہو تو ایسا ہو

کیا تشہیر بعد ذبح اوسنے میری میت کو
محبت مین کوئی رسوا جو مر کر ہو تو ایسا ہو

حفیظ اک جنبش ابرو مین اوسکی مر گئے لاکھون
اشارے مین گلے کٹتے ہین خنجر ہو تو ایسا ہو

آئینہ دیکھکر تم کیا خوب تن گئے ہو
نام خدا پری سے اب حور بن گئے ہو

اسکے یہہ کیا سبب ہی کیون اسقدر ہو برہم
سو بار تم ہو روٹھے سو بار من گئے ہو

انکار صاف کردو یا وصل پر ہو راضی
کچھ تو زبان سے بولو کیون بت سے بن گئے ہو

کوئی نہ کوئی تازہ گل آئے ہو کھلا کر
تم پھر سیر جسدن سوئے چمن گئے ہو

کل تک شکایتین تھین کل تک حکایتین تھین
آج اے **حفیظ** تم کیون تصویر بن گئے ہو

پیدا ہوئی عشق دلکو جب اک نگار کا ہو
کیونکر نہ پھر خزان مین عالم بہار کا ہو

کہتا ہون لاکھ تمسے مانگو نگا اب نہ بوسہ
پر کیا کرون کہ دل بھی جب اختیار کا ہو

اے باغبان مزا ہے پھر سیر کا چمن کی
اس ہاتھ مین ہمارے جب ہاتھ یار کا ہو

سیماب کا ہے دھوکا جس شئے پہ آپکو اب
ایسا نہو وہی دل مجھ بیقرار کا ہو

جاتے ہو پاس سے گر تو قتل کر کے جاؤ
جھگڑا عبث عبث یہ کیون بار بار کا ہو

تم کیا ہو پاس میرے جنت سے حور آئے
گر فضل بندہ پرور پروردگار کا ہو

اس سن مین تم سے کیا مین قول قسم بھلا لون
آنے دو وہ زمانہ جو اعتبار کا ہو

قاصد ذرا ہماری آنکھہ نہ پہ رحم کرنا
ایسا نہو کہ انکو روگ انتظار کا ہو

مرتا ہون خون رو کر فرقت مین اون لبون کے
پتھر بھی سرخ یارو میرے مزار کا ہو

توبہ کرو **حفیظ** اب الفت سے ان بتونکی
گر خوف کچھ بھی تمکو روز شمار کا ہو

بہار آئی الٰہی پھر وہی جلسے پہ جلسا ہو
چمن ہو ابر ہو ساقی ہو ہم ہون جام صہبا ہو

مزا جب ہو ادھر سے یون تقاضے پر تقاضا ہو
ہمین چاہو ہمین چاہو ہمین چاہو ہمین چاہو

تری محفل مین آئے جسکو جنت کی تمنا ہو
تری صورت کو دیکھے حور کو جسنے نہ دیکھا ہو

الٰہی میرے نالون مین کچھ ایسا درد پیدا ہو
کہ جسکو سنتے ہی بیتاب دل اوس بیوفا کا ہو

سر محفل برا پیر مغان کو اب یہہ کہتا ہے
خبر واعظ کی لو اے میکشو تم دیکھتے کیا ہو

تمھین آئینے مین جب عکس سے بھی رشک آتا ہے
اوسے کس آنکھ سے دیکھو جو کوئی تمسا چھپا ہو

تمھارے سامنے کرتا ہو کیا کیا پیار کی باتین
تمھارا چاہنے والا ہو تم ہو اور دنیا ہو

کسیکو خوبرو اپنا سا کب وہ دیکھ سکتے ہین | کہین ایسا نہو حورون سے بھی جنت مین جھگڑا ہو
غضب یہہ ہو کہ دیکھے آئینہ یہہ چاندسی صورت | تمھاری دید کا مشتاق جو ہر دم وہ ترستا ہو

حفیظ اچھی نہین یہہ دل لگی ہر دم حسینون سے
کسی سفاک عالم پر دل آجائے تو پھر کیا ہو

گنہگارون کو کیا خوف خطر ہو | جو حامی حشر مین خیر البشر ہو
بھلائی پر مری قسمت اگر ہو | مرا سر اور اونکا سنگ در ہو
فرشتہ ہے اگر ایسا بشر ہو | رہے دنیا مین - دنیا سے حذر ہو
تڑپ کر رات دن جسکی بسر ہو | اُسے کیا شام ہو یا اب سحر ہو
شکایت کیا تری اے چرخ ہمین | ہماری آہ جب خود بے اثر ہو
مین کہتا ہون نہ گھبراؤ شب وصل | وہ کہتے ہین الٰہی اب سحر ہو
چلے آئین ابھی گھبرا کے خود وہ | اگر نالہ ہمارا پُر اثر ہو
سنینگے کچھ نہ وہ میری زبان سے | کہانی طول ہو یا مختصر ہو
تماشا حسن کا تم اپنے دیکھو | اگر آئینہ خانے مین گذر ہو
دورنگی مین ہو کیا اے حضرت دل | مری جانب رہو یا اب ادھر ہو
نہین امید تم سے اے مسیحا | علاج دردِ دل دردِ جگر ہو
وہ شاید لاش پر آجائین میری | مرے مرنے کی اونکو بھی خبر ہو
بھلا وہ کیا سنیگا تیری ناصح | جو اپنے حال سے خود بیخبر ہو
نہ ہو جائین کہین خود بیخبر ہم | اونھین جب تک ہماری کچھ خبر ہو
جسے تار نظر سمجھے ہوئے ہین | کہین ایسا نہو اون کی کمر ہو
بھلا ہم مفلسون کی میکشی کیا | پیئے وہ پاس جسکے مال و زر ہو
کئے جا ظلم اے ظالم ہمین پر | جہانتک ہو سکے اور جسقدر ہو

بتو، عوسے خدائی کا کرے جو
اوسے کیا پرسشِ محشر کا ڈر ہو

پھرین ہم دربدر اے گردشِ بخت
گلی اوسکی عدو کی رہگذر ہو

کوئی قتل اوسکے کوچہ مین ہوا ہے
وہ میرا ہی نہ اے دل نامہ بر ہو

دعائے نیم شب کیا اوسکی زاہد
زبان ہی جسکی بالکل بے اثر ہو

کرینگے ضبط کی جبتک نہ تاکید
نہین ممکن کہ میری چشم تر ہو

خرامِ ناز سے دو گام چلکر
کرو فتنہ بپا گر فتنہ گر ہو

ہنسے دیتے ہو رونے پر ہمارے
بڑے ظالم بڑے بیداد گر ہو

مجھے سودا نہین ہے گیسوؤنکا
اوسے کہئے جسے یہہ دردِ سر ہو

حفیظ ایسا ہے رندِ لاابالی
کہ جسکے دل مین کچھ قاضی کا ڈر ہو

پہلے تصفیہ اب اسکا آؤ تم آپس مین ہو
ہم پرائے بس مین ہین یا تم پرائے بس مین ہو

جو کہو تم ہم کرین جو ہم کہین تم مان لو
پھر لڑائی کسلئے ہو رنج کیون آپس مین ہو

بیوفا کیون کہئے اسکو کہئے کیون نا آشنا
کیا ملے کیونکر ملے وہ جو پرائے بس مین ہو

چاہو جو رندونکو کہہ لو شیخ صاحب سخت سست
تم بھی جاتے پیرِ مغ کی خدمتِ اقدس مین ہو

یون پریشان ہے مرے دلمین ترا تیرِ نظر
جسطرح ارمان کوئی مضطر دلِ بیکس مین ہو

چاہیئے وحشت مین بھی پاسِ محبت اے حفیظ
دیکھئے ایسا نہو چرچا کسیکا دس مین ہو

محبت جب نہو کوئی کسی سے بدگمان کیون ہو
جفائین ہون تو پھر کیون ہو وفا کا امتحان کیون ہو

مٹے جو رخزان سے جو وہ میرا گلستان کیون ہو
جہان صیاد گلچین ہون وہان پھر آشیان کیون ہو

تمھاری بام کے نیچے سے جو مجکو اوٹھاتی ہین
کوئی اون سے کہے تم لوگ زیر آسمان کیون ہو

تمھارے جھوٹے وعدون سے لبون پر جان آئی ہے
وفا کا پاس جب تمکو نہین دیتے زبان کیون ہو

مری آنکھون مین جب ٹھہرے ہو تم نور نظر بنکر
بتاؤ پھر نظر کیطرح آنکھون سے نہان کیون ہو

حکایت میری سنکے روئیگا صیاد اے بلبل
اثر جس مین نہو کچھ بھی وہ میری داستان کیون ہو

وہ بدخو اور ہم ہین بدگمان پھر وصل مین اے دل
ہماری اوسکی باتون مین کوئی درمیان کیون ہو

اگر الفت تھی میری غیر سے ملنے کا کیا باعث
جو دشمن ہو ہمارا وہ تمھارا رازدان کیون ہو

نہین آتے جو نالے لب پہ تو مین ناتوان خوش ہون
کسیکا جور پنہان اک زمانے پر عیان کیون ہو

اگر منظور رسوائی نہین اے دوستو میری
سر بازار پھر مجھ پر اوٹھاتے اونگلیان کیون ہو

قرار و ہوش و تسکین لوٹ کر جب کوئی لیجائے
دل بے صبر کی تب میرے ہاتھون مین عنان کیون ہو

جہان خوف خزان ہو اور ہو صیاد کا کھٹکا
مرا اے باغبان ایسے چمن مین آشیان کیون ہو

کسیکا ڈر نہین دلکی خوشی ہے اپنے بیٹھے ہین
مزاحم رہگذر مین آکے اونکا پاسبان کیون ہو

نہو گر دود دل میرا بلند آہونکے جھوکون سے
سیاہی شام فرقت کی زمانے پر عیان کیون ہو

نہ درد آمیز ہی جو ہو وہ کیون ہو داستان میری
جو خالی لطف و شوخی سے ہو وہ میرا بیان کیون ہو

کسیکی گیسوؤن مین دل تو اولجھا کر نہین آئے
پریشان سچ کہو تم اے **حفیظ** خستہ جان کیون ہو

فراق یار مین دلکو قرار کیونکر ہو
نہو امید تو امیدوار کیونکر ہو

ہم اوسکو دیکھ کے محو جمال ایسے ہوئے
کہ لوگ کہتے ہین آئینہ دار کیونکر ہو

سمجھتے ہم بھی ہین دیکھینگے اوسکو حشر کے دن
غضب تو یہہ ہے کہ یہہ انتظار کیونکر ہو

زمین کوچۂ جانان جب آسمان ٹھہرے
کسی غریب کا اوسمین مزار کیونکر ہو

وہ توڑے آئینہ بیٹھے ہوئے مکدر ہین
بتاؤ دور یہہ دل سے غبار کیونکر ہو

ہوس نہین ہے کسے وصل یار کی اے دل
ملے نہ یار تو بوس و کنار کیونکر ہو

ہزارون وعدے کئے ایک بھی وفا نہوا
تمھاری بات کا پھر اعتبار کیونکر ہو

جسے کہ عشق بت بادہ خوار سے ہو **حفیظ**

تمھین بتاؤ وہ پرہیزگار کیونکر ہو

نگاہ غیظ کبھی مجھپہ بار بار نہ ہو ... مری طرف سے اگر تمکو کچھ غبار نہو
حفیظ خستہ جو مشغول ذکر یار نہو ... تو اون کے عاشق جانباز مین شمار نہو
بھلا یہ لذت درد جگر وہ کیا جانی ... تمھاری تیغ ادا کا جو دلفگار نہو
بتون کے عشق نے ایسا کیا ہو ابلا غم ... کہ یا خدا کوئی دشمن بھی ایسا زار نہو
یقین ہے آتش فرقت سے آگ لگجائی ... اگر یہہ دیدۂ تر میرا اشکبار نہو
نہو اگر تر سے محتاج دام و دانہ کا ... تو مرغ دل مرا ہرگز کبھی شکار نہو

حفیظ کل سے زیادہ کھٹک ہی سینہ مین
کہین یہہ درد جگر ہی گلے کا ہار نہو

ڈرتا ہون میری آہ سے پیدا دھوان نہو ... اک اور آسمان کے تلے آسمان نہو
منظور ہو تو لیجئے حاضر ہے دل مرا ... دولت مگر فقیر کی ہے رائگان نہو
حاضر تمہارا خانۂ دل سا مکان ہے ... پر کیا کرین اسے جو کوئی میہمان نہو
جاتے ہو تم جو گور غریبان کے سمت کو ... روحین پکارتی ہین مسیح زمان نہو
قاتل بہت ہے شوق شہادت کا اب مجھے ... خنجر اٹک اٹک کے گلے پر روان نہو
رتبہ بلند ہو جو مقابل ہو غیر کا ... ہے خاک یہہ زمین اگر آسمان نہو
کیفیت شباب اوٹھے خاک ساقیا ... بدلی ہو اور غضب ہے مے ارغوان نہو
حق حق کہونگا جو کہ حقیقت بتونکی ہی ... چُپ تو مین جب ہون کہ دہن مین زبان نہو
رونے کی جا ہے قیصر و دارا یہ اے خدا ... جو صاحب علم ہو کبھی بے نشان نہو
انسان کو ہے ضرور کہ فکر سفر کرے ... بستر وہان لگائے کہ تکیہ جہان نہو
خنجر سے ہم ضرور ہی تشبیہہ دین اسے ... ابرو ترا اسقدر جو کمان کا گمان نہو
پیر فلک خطاب نہین اسکا بے سبب ... حاکم وہ چاہئے کہ مسن ہو جوان نہو

دیتا ہون دل مین آپ کو اقرار وصل پر
مفلس کا مال لیجئے گر کچھ گران نہو

تعریف مے کی کرتا ہے منبر پہ بیٹھ کے
واعظ کی بھیس مین کہین پیر مغان نہو

ہے آبرو اوسیکی جو چشمہ ہے فیض کا
منعم کو چاہئے ہو کہ اندھا کنوان نہو

کیون میرے دود دل پہ تعجب ہے آپ کو
ممکن نہین کہ آگ لگے اور دھوان نہو

جسطرح ہم وصال کی حسرت مین مر گئے
ایسا کسی کا باغ تمنا خزان نہو

کیا آپ سن سکینگے کبھی میرا حال دل
بندہ نواز قیس کی یہہ داستان نہو

دنیا مین زندگی تو بسر خوب کی **حفیظ**
اب خوف بس یہی ہے کہ پرسش وہان نہو

یا اب کبھی رقیب کا آباد گھر نہو
یا اوس کی بزم مین کبھی میرا گذر نہو

لین شوق سے حضور مبارک ہو دل مرا
برباد دیکھئے یہ یہہ شوریدہ سر نہو

یا اب کسیطرح سے ٹھہر جاے دل مرا
یا وہ بلائین آج خدایا سحر نہو

ہو جاے منکشف اگر احوال آخرت
منعم کبھی تجھے ہوس مال و زر نہو

آوارہ کوہ و دشت مین ہرگز نہ وہ پھرین
تو اپنے عاشقون سے اگر بیخبر نہو

مین چاندنی سے خوش ہون نہ ساقی سے شاد ہون
کیا لطف گر بغل مین وہ رشک قمر نہو

پچھلے سے اوٹھ کے جائین نہ ہرگز وہ اپنے گھر
کچھ فتنہ گر جو نالہ مرغ سحر نہو

آجاے یا تو صبر مرے دلکو اے **حفیظ**
کوچہ مین اون کے غیر کا یا اب گذر نہو

بتا وہ بات کہ زاہد نہ مجھے عذاب نہو
وضو شکست ہے ممکن اگر شراب نہو

کباب دل ہے جو برسات مین شراب نہو
یہ کیا غضب ہے کہ بدلی ہو آفتاب نہو

نہین ہے حسن کا کچھ حسن گر شباب نہو
مزا شراب کا کیا ہے اگر کباب نہو

لحد پہ فاتحہ پڑھکر نہ یار رو دینا
یہی خیال ہے مجھ پر کہین عذاب نہو

امید ہی مین رہونگا بلاسے ای قاصد ۔ نہ پھر کے آنا تو جب تک تجھے جواب نہو
رہے بلال ہمیشہ کسیکی فرقت سکا ۔ وہ دل نہین ہے کہ جس دل کو اضطراب نہو
چلین جو آپ کسی روز سیر گلشن کو ۔ برس پڑین مری آنکھین اگر سحاب نہو
خدا کیو اسطے برسات مین بچاؤ تم ۔ اس ابر مین کہین مٹی مری خراب نہو
تمام اپنی حقیقت لکھون مین کیا قاصد ۔ یہی خیال ہے خط سے کہین کتاب نہو
چھپے ہوئے ہین وہ عاشق سے بام گردونپر ۔ اوٹھا دین آگے سے پردہ اگر حجاب نہو
مقام خانۂ دلمین تو ہے کیا تو نے ۔ یہ گھر خراب مگر خانمان خراب نہو
اوٹھالے قبل ضعیفی خدا تو بہتر ہے ۔ مزا ہے زیست کا کیا خاک گر شباب نہو
کریم پوچھے گا ہم سے گناہگارونکو ۔ وہ کس شمار مین ہین جن سے کچھ حساب نہو
مزا وصال کا اوسدم ہے اے پری پیکر ۔ ہمین لحاظ نہو اور تمھین حجاب نہو

عبث عبث ہے یہ فکر معاش تمکو **حفیظ**
نہین ہے مال یہ دولت اگر شباب نہو

صبر انسان کرے غم سے جو آزاد نہو ۔ رنج پر رنج سہے مائل فریاد نہو
میری خواہش کہ یہہ گھر آپ کا برباد نہو ۔ آپ کی ضد کہ ترا دل ہے یہ آباد نہو
ایسی قسمت نہین دل میرا جو ناشاد نہو ۔ ہان جو تم چاہو تو یہہ گھر مرا برباد نہو
روز و شب جور پہ ہے جور ستم پر ہے ستم ۔ اوسپہ یہہ حکم کوئی مائل فریاد نہو
کیجیے وعدۂ دیدار نہ ایسا ہرگز ۔ بہر تسکین دل عاشق ناشاد نہو
جسطرح خانۂ دل میرا ہوا ہے تاراج ۔ یون بھی برباد کوئی خانۂ آباد نہو
قتل ہونے مین مرے شرط یہ ہے او قاتل ۔ تیغ ابرو ہو کہین خنجر فولاد نہو
موسم گل مین تو قید اوسنے کیا ہے مجکو ۔ وقت ماتم بھی کہین خانۂ صیاد نہو
جب مین کہتا ہون کہ مرتا ہون تو فرماتے ہین ۔ اوس سے فرمائیے جسکو یہہ سبق یاد نہو

هر صدا پر وہ اسی دو کھے مین چونکنا و تجھے ہین　　گر اوسی کشتۂ حسرت کی یہ فریاد نہو
آپ کا جور اگر جور نہین ہے صاحب　　میری فریاد بھی پھر داخل فریاد نہو

سنئے احوال دل زار **حفیظ** خستہ
آپ کو قصۂ فرہاد اگر یاد نہو

دل کیا جو آرزو تری اے نازنین نہو　　ویران وہ مکان ہے جسمین مکین نہو
وہ گفتگو نہ کیجئے جو دلنشین نہو　　کہئے وہ بات کیون جو کسیکو یقین نہو
روز جزا یہ اسکو اوٹھا رکھین کسلئے　　جھگڑا ہمارا آپ کا فیصل یہین نہو
جو بات کہئے منہ سے اوسے کچھ نباہئے　　ہان نکلے جب زبان سے تو پھر نہین نہو
کیون آئینے مین عکس پر اتنا عتاب ہے　　دیکھو تو اپنے مد مقابل تمھین نہو
اب آکے میری قبر پہ رونے سے فائدہ　　ہر دم جو کوستے تھے مجھے وہ تمھین نہو

اک پھانس سی جو دل مین کھٹکتی ہے بار بار
ہان اے **حفیظ** وہ نگہ شرمگین نہو

جور پر جور نہ ستم پر ستم ایجاد کرو　　غم پہ غم دو نہ مجھے بیداد پہ بیداد کرو
اے بتو شاد ہمارا دل ناشاد کرو　　یہ بھی اللہ کا گھر ہے اسے آباد کرو
غیر کے واسطے تم کیون ستم ایجاد کرو　　مین تو حاضر ہون مجھے شوق سے برباد کرو
مین وہ ہون چھوڑ دو جس بت سے ملنا تم　　ہر گھڑی میری تمنا ہو مجھے یاد کرو
شکوۂ جور جو کرتا ہون تو وہ کہتا ہے　　تمکو دعوے ہو تو اللہ سے فریاد کرو
آج سے پھر نہ کبھی طالب بوسہ ہم ہون　　جبر ہو خاطر نازک پہ تو ارشاد کرو
بزم اغیار مین ہنگامۂ محشر ہو جائے　　کیا تماشا ہو جو وان بھی ستم ایجاد کرو
اونکو بلوا دو یہان یا مجھے جانے دو وہان　　دوستو بہر خدا اب مجھے آزاد کرو

موسم گل ہے گھٹا چھائی ہے گردون پہ **حفیظ**

پھر چلو آج کوئی میکدہ آباد کرو

یار کب تک نہین آتا ہے ادھر دیکھین تو
آہ کب تک نہین کرتی ہی اثر دیکھین تو

ہم بھی کبتک نہین جاتی ہین اودھر دیکھین تو
وہ بھی کبتک نہین لیتے ہین خبر دیکھین تو

غور سے چاند سا مُنہ ایک نظر دیکھین تو
ہم بھی جلوہ ترا اے رشک قمر دیکھین تو

کیون سر شام سے دین جان بھلا گھبرا کر
کیا نہو گی شب ہجر انکی سحر دیکھین تو

مرتبہ چاند کو کیا ہے ترے رخ کے آگے
چشم انصاف سے سب اہل نظر دیکھین تو

وہ مداوا نہین کرتے نہ کرین بہتر ہے
ہوگا اچھا نہ کبھی درد جگر دیکھین تو

دل بھی ہم دینے کو حاضر ہین جگر بھی اپنا
اونکو دونون مین ہی کیا مد نظر دیکھین تو

شکر ہم بس ہو چکی اب پھیرئے گردن بیلد
ہم اودھر دیکھتے ہین آپ ادھر دیکھین تو

سب نے موزون کئے گو وصف دہن کی بیتے
باندھتا کون ہی مضمون کمر دیکھین تو

شب فرقت مین بدلجاتی ہے صورت میری
آپ بھی آکے کبھی وقت سحر دیکھین تو

فکر عقبے کی ابھی تک نہین کچھ کی ہی **حفیظ**
ساتھ کیا جائیگا ہنگام سفر دیکھین تو

قریب آ تجھے اے آفتاب دیکھین تو
جمال تیرا اوٹھا کر نقاب دیکھین تو

بتو نکی یاد رہے جس کے خانۂ دل مین
وہ کسطرح سے نہو گھر خراب دیکھین تو

شراب کے لئے توبہ ابھی سے کیون توڑین
بہار آئی فلک پر سحاب دیکھین تو

سُنا ہے باغ جہانکی ہوا بدلتی ہے
ہمین دکھائیگا کیا انقلاب دیکھین تو

یہان تو جو ہے وہ بیٹھا ہی طالب دیدار
وہان سے دیتے ہین کیا وہ جواب دیکھین تو

وہ میری بزم مین غیرونکو ساتھ لائے ہین
چلیگی تیغ کہ جام شراب دیکھین تو

گناہگار ٹھہرتے ہم کہ تو زاہد
عذاب کسپہ ہو روز حساب دیکھین تو

تڑپ تڑپ کے نکلتی ہے جان زار کباب
سنبھلتا ہے دلِ خانہ خراب دیکھین تو

ستم ہمارے ہی حصہ مین ہے ستم پرور
رقیب پر بھی کبھی ہم عتاب دیکھین تو

وہ ہاتھ سینہ پہ رکھکر مرے یہ کہتے ہین
تڑپ تڑپ دل خانہ خراب دیکھین تو

ہمیشہ رہتی ہے اغیار پر نگاہ کرم
ادھر بھی ایک نظر اے جناب دیکھین تو

بھلا رقیب کے گھر سے اوٹھین یہان تو لا
تری کشش دل پر اضطراب دیکھین تو

وہ مے پلانے کو آئینگے آج شب کو حفیظ
ذرا ہم آپ کا تقوےٰ جناب دیکھین تو

درد کچھہ اور ہو گیا اب تو
طور بے طور ہو گیا اب تو

مجھہ پہ ہوتا تھا جو ستم اے چرخ
وہ بہر طور ہو گیا اب تو

ناز بردار جو تمھارا تھا
موردِ جور ہو گیا اب تو

میرے آتے ہی بول اوٹھا ساقی
ختم یہہ دور ہو گیا اب تو

رنگ تیرے مزاج کا ظالم
اور سے اور ہو گیا اب تو

ناز بیجا بھی ہم اوٹھا لیتے
دل ہی کچھہ اور ہو گیا اب تو

وہ بھی کہتے ہین یہ کلام حفیظ
قابل غور ہو گیا اب تو

جلوۂ برق تجلی ہی دکھاتے جاؤ
ہمکو بھی حضرت موسے تو بناتے جاؤ

اپنے کشتہ کے جنازے کو اوٹھاتے جاؤ
خاک مین غیر کو اے جان ملاتے جاؤ

اک جھلک اپنی ہمین یار دکھاتے جاؤ
اپنا دیوانہ ہمین آج بناتے جاؤ

قبر مین مردونکو ٹھوکر سے جلاتے جاؤ
اپنا اعجاز ہمین بھی تو دکھاتے جاؤ

اوٹھکے پہلو سے مرے تم جو چلے جاتے ہو
خاک مین مجکو مری جان ملاتے جاؤ

آئے ہو گور غریبان پہ اگر بہر خدا
میری تربت پہ بھی دو پھول چڑھاتے جاؤ

خیر دکھلاؤ نہ جلوہ بمجھے الٹو نہ نقاب
مژدۂ وعدۂ فردا تو سناتے جاؤ

آ گئے ہو جو مزار شہدا پر اے جان / اپنی چالون سے انھین آج جلاتی جاؤ

کیسے غافل یہ پڑے زیر زمین سوتے ہین / آج انھین خواب عدم سے بھی جگاتے جاؤ

بل کی لینے لگین عشاق سے آخر زلفین / مین نہ کہتا تھا انھین سر نہ چڑھاتے جاؤ

مین بھی ہون کشتۂ دیدار تمھارا اے جان / قم باذنی مرے مردے کو سناتے جاؤ

منتظر گور مین مردے ہین مسیحائی کے / انھین پازیب کی جھنکار سناتے جاؤ

ابر تاریک مین مہتاب کا ہوتا ہے گمان / گیسوون سے رخ انور نہ چھپاتے جاؤ

پھر خدا جانے بچین یا نہ بچین فرقت مین / آخری وقت گلے سے تو لگاتے جاؤ

وصل سے شاد کرو یار مجھے بہر خدا / بخت خوابیدہ مرا آج جگاتے جاؤ

باغ مین آئے ہو تو کبک دری کو بھی ذرا / آج تم شوخیِ رفتار دکھاتے جاؤ

چھوڑ کر جاؤ نہ بسمل ہمین دیکھو صاحب / وار اک بہر خدا اور لگاتے جاؤ

دشت وحشت مین اگر جاتے ہو تم آج حفیظ / دھجیان اپنے گریبان کی اوڑاتے جاؤ

جلوۂ حسن ذرا مجکو بھی دکھلا جاؤ / کچھ تو تسکین دل زار بھی فرما جاؤ

تا بہ کے دردِ جدائی کے سہون ہین صدمے / اب بھی آغوش تمنا مین مرے آجاؤ

وعدۂ حشر پہ تسکین نہین ہوتی ہے / آج ہی جلوۂ دیدار بھی دکھلا جاؤ

خیر جو کچھ کہ مقدر مین تھا ہونا سو ہوا / اب بھی کچھ بات نہین ہے تم اگر آجاؤ

نہ وہ آئینگے نہ بہلے گا دلِ مضطر بھی / تو خدارا ملک الموت تمھین آجاؤ

وہ تو معلوم نہین کس سے ہم آغوش ہوے / کس سے تو کہتا ہے اے دل کہ ذرا آجاؤ

قتل تو خیر حفیظ دل بسمل کو کیا / ہاے یہ بھی نہوا لاش تو اوٹھوا جاؤ

اونکو سرو چمن آرا جانو / یا گل باغ تمنا جانو

دل بھی اک جنس گرانمایہ ہے — تم بُرا یا اسے اچھا جانو
رازدارِ رہِ الفت کو تم — آدمی کیا کہ فرشتا جانو
داعظو اتنی تعلّی نہ کرو — غیر کو آپ سے اچھا جانو
گہر اشک جو فرقت مین بہے — تم اونھین عقد ثریا جانو
دل ہمارا نہین خودسر ہرگز — قیدی زلف چلیپا جانو
ہم تو فرقت مین تمھاری ترپین — تم اسے کھیل تماشا جانو
کعبۂ دل مین وہ آکر بولے — اب اسے دیر و کلیسا جانو
دیکھ لو اسکے ترپنے کی سیر — نیم بسمل کو تماشا جانو
میری آہین شررافشان بھی ہین — شعلہ رو ہو تم اسے کیا جانو
ایک بوسہ کی عوض تمکو بتو — دل جو ملجائے تو سستا جانو
غافلو گور کی منزل کو تم — عدم آباد کا رستا جانو
گل ہستی کو لجالو سمجھو — باغ دنیا کو بھی صحرا جانو
جسکی تاثیر ہو دلبر او نکے — پُر اثر بس وہی نالا جانو
اوسکی الفت ہو تو الفت سمجھو — اوسکا سودا ہو تو سودا جانو
رونق کعبہ کا مسکن یہ ہی — دلکو انسان کے کعبا جانو
جب کسیکو نہین چاہا تمنے — تم محبت کا مزا کیا جانو

کیا خبر کعبہ ہے کس سمت حفیظ
تم تو میخانہ کا رستا جانو

کی تو غنچے نے دہن کی آرزو — رنگ لائیگی سخن کی آرزو
بیوطن ہون ہی وطن کی آرزو — ہون مین بلبل ہی چمن کی آرزو
ہو مبارک بلبلونکو شوق گل — مجکو ہی اوس گلبدن کی آرزو

رہنے والے کوچۂ دلدار کے کیون کرین سیر چمن کی آرزو
جو ہمن کوثر پر پیون جام شراب ہی یہ مجھ تشنہ دہن کی آرزو

اوسکے لعل لب سے دون نسبت حفیظ
ہے یہی لعل یمن کی آرزو +

گالی منہ سے نہ اب نکالو دیکھو دیکھو زبان سنبھالو
بچتا ؤ نہ خون میرا کرکے جانے دو اب اسپہ خاک ڈالو
انکار تمھین جو وصل سے ہے اچھا تو ہمین کو مار ڈالو
دیکھا مجھے بزم مین جو اپنی غیرون سے کہا اسے نکالو

تم ہو نہ خفا حفیظ سے اب
بوسے لیکر گلے لگا لو +

تیغ ابرو تیر مژگان سکے لگا کر دیکھ لو تم مجھے جسطرح چاہو آزما کر دیکھ لو
بسمل تیغ ادا کرکے تغافل کس لئے پھر ادا سے میری جانب مسکرا کر دیکھ لو
مین نہین وہ ہون جو غش کھا کر گرون مثل کلیم جلوہ جب چاہو مجھے اپنا دکھا کر دیکھ لو
حضرت ناصح نہ پوچھو عشق کا ہمسے مزہ اسکی لذت خود کسی سے دل لگا کر دیکھ لو
معرکہ مین بوالہوس کے کب ٹھہر سکتے ہین پانو دیکھ لو دشمن کو مقتل مین بلا کر دیکھ لو
بزم مین غیرون سے ابرو کے اشارے ہو چکے میری جانب بھی ذرا آنکھین اوٹھا کر دیکھ لو
تم اگر واقف نہین تاثیر حسن وعشق سے تم ہمین چاہو ہمین سے دل لگا کر دیکھ لو

پوچھتے ہو ہم سے کیا حال حفیظ خستہ دل
اک ذرا تکلیف کرکے آپ جا کر دیکھ لو

چُراتے آنکھ ہو کیون ہمسے ماجرا تو کہو ہوا ہو مد نظر کوئی دوسرا تو کہو
زبان دی تھی مجھے تم نے کیا شب وعدہ جو یاد ہو تمھین اے میرے مہ لقا تو کہو

یہ کیا سبب ہے جو تم منہ بنائے بیٹھے ہو
خطا معاف ہوئی ہو کوئی خطا تو کہو

وفا شعار و وفا دوست سے خطاب عدو
ہمین کچھ اپنی زبان سے برا بھلا تو کہو

شب وصال بھی کہتا رہا وہ شوخ حفیظ
کہ لپٹے جاتے ہو کیون اپنا مدعا تو کہو

ردیف ھائے ہوز

کسکی زلفون کی یہ تاثیر ہے اللہ اللہ
کسکا سودا یہ گلوگیر ہے اللہ اللہ

سرمہ آنکھون مین ہی ہاتھون مین حنا ملتے ہین
قتل کی کسکے یہ تدبیر ہے اللہ اللہ

یاد مین کس بت کافر کے ہون زنار بدوش
زلف کسکی یہ گلوگیر ہے اللہ اللہ

ہوگیا آج تو بیچین دل دشمن بھی
پُر اثر نالۂ شبگیر ہے اللہ اللہ

دی جگہ پہلو مین رسوا کیا جس دل نے مجھے
اپنے دشمن کی یہ توقیر ہے اللہ اللہ

حلقۂ چشم بھی اب فرط نقاہت سے مجھے
اے جنون حلقۂ زنجیر ہے اللہ اللہ

اک نگہ ہی نہین آمادہ مرے قتل پہ ہے
ابروے یار بھی شمشیر ہے اللہ اللہ

مشکین بندھوائین پئے ذبح نکالا خنجر
ایک بوسہ پہ یہ تعذیر ہے اللہ اللہ

کسکے وارفتہ ہو کس شوخ پہ مرتے ہو حفیظ
سامنے کسکی یہ تصویر ہے اللہ اللہ

آپ معشوق طرحدار ہین ماشاء اللہ
اور پھر میرے طلبگار ہین ماشاء اللہ

یاس ہونس ہی شب غم مین تو حسرت ہی انیس
کیسے کیسے مرے غمخوار ہین ماشاء اللہ

جسکے دیدار کے طالب تھے کلیم آج اوسکے
حضرت دل بھی طلبگار ہین ماشاء اللہ

سوزش درد جدائی کے جو دل پر تھے داغ
وصل مین غیرت گلزار ہین ماشاء اللہ

ڈھونڈھتا پھرتا تھا مین دیر و حرم مین جنکو
وہی اب میرے طلبگار ہین ماشاء اللہ

دشمن جان ہی لقب میرا خدا کی قدرت ۔۔۔ اور دوست آپ کے اغیار ہین ماشاءاللہ

آج تو چتیم سیہ مست ہے اوس بت کی حفیظ
کسقدر آپ بھی سرشار ہین ماشاءاللہ

مے سے ہے اوٹھین اجتناب توبہ ۔۔۔ بے ڈھب ہوا یہ حساب توبہ
عاشق سے تمھین حجاب توبہ ۔۔۔ اُلٹو بھی کہین نقاب توبہ
رخسار تو اپنے دیکھئے آپ ۔۔۔ ایسا ہی بھلا گلاب توبہ
کوچہ مین نہ اوسکے موت آئی ۔۔۔ مٹی بھی ہوئی خراب توبہ
پوچھو نہ شب فراق کا حال ۔۔۔ کس درجہ تھا اضطراب توبہ
پینے دو شراب زاہد و تم ۔۔۔ کیا ہوگی نہ مستجاب توبہ
رندون کے اگر گلے پڑیگی ۔۔۔ تو ہوگی بہت خراب توبہ
آئینہ وہ دیکھتے ہین ہر دم ۔۔۔ کیا چیز ہے یہ شباب توبہ
اس عشق کا حال کیا کہین اب ۔۔۔ برسون رہے ہم خراب توبہ
بیگانے ہین غیر غیر اپنے ۔۔۔ کیسا ہے یہ انقلاب توبہ
ہم وصل کو کب سے کہہ رہی ہین ۔۔۔ دیتے نہین تم جواب توبہ
برسات مین اور مے سے نفرت ۔۔۔ توبہ توبہ جناب توبہ
جاتے ہین جہان سے اکیلے ۔۔۔ کوئی نہین ہمرکاب توبہ

کیون عشق کیا حفیظ بُت سے
عقبےٰ بھی ہوئی خراب توبہ

آیا رقیب رات کو اوس بیوفا کے ساتھ ۔۔۔ اے دل وہ مہربان ہوا لیکن جفا کی ساتھ
چھوڑا لبس غنا بھی کہان کوے یار کو ۔۔۔ پہونچی ہماری خاک بھی اوڑکر صبا کی ساتھ
بیٹھے بٹھائے دل مرا اولجھن مین پڑ گیا ۔۔۔ الفت جو ہوگئی مجھے زلف رسا کے ساتھ

مین اونکے آتے ہی یہان شادی سے مرگیا
قسمت تو دیکھو آئی قضا بھی شفا کے ساتھ

ہر ہر قدم پہ کبک دری ہوتے ہین نثار
چلتا ہے جبکہ باغ مین وہ گل ادا کے ساتھ

کیا کیا تڑپ تڑپکے رہا ہے دل مرا
آیا جو میرے سامنے وہ بت حیا کے ساتھ

اوس بیوفا کے ظلم کو دیکھے کوئی ذرا
بدلا ہے نام اوسنے جفا کا وفا کے ساتھ

دیکھو کہ بعد قتل بھی جا کر لپٹ گیا
ہاتھون مین اونکے خون ہمارا حنا کے ساتھ

یہہ بھی ہو رہبری مری قسمت کی اے حفیظ
رنگ قبول ہاتھون نے پایا دعا کے ساتھ

دیکھتا ہے پیار سے وہ فتنہ قامت آئینہ
دیکھئے برپا کرے اب کیا قیامت آئینہ

پرتو رخسار کس آئینہ رو کا پڑ گیا
بنگیا جو آج میرا سنگ تربت آئینہ

واہ رے اوسکی رسائی واہ رے بخت رسا
دیکھتا ہے بزم مین اوس بت کی صورت آئینہ

شک جو آئینہ پہ ہے میرے دل بیتاب کا
ہاتھ مین لیتا نہین وہ بے مروت آئینہ

دیکھکر حسن اپنا اسمین وہ کرینگے قتل عام
سر پہ مشتاقون کے لائیگا قیامت آئینہ

دیکھکر آئینہ رخسار جانان کی بہار
کیا اوٹھاتا دل پہ ہے داغ ندامت آئینہ

صبح اوٹھکر دیکھتے ہین روز منہ یہہ مہجبین
اندنون چمکی ہے تیری خوب قسمت آئینہ

دوست دشمن سے ملا کرتا ہے اک صورت سے یہ
کب کسی سے دلمین رکھتا ہے کدورت آئینہ

ہوتی کچھ شہر خموشان مین بھی کچھ قدر ہنر
لے گیا ہوتا سکندر زیر تربت آئینہ

آتش حسرت سے تم کیون دل جلاتے ہو حفیظ
یون ہی اس بت سے رہیگا گرم صحبت آئینہ

لیا سو بار میرا امتحان آہستہ آہستہ
ہوا ہے صاف جب وہ بدگمان آہستہ آہستہ

لگا ہی لونگا مین اونکو کسی دن اپنی باتون مین
سنا ہی دونگا غم کی داستان آہستہ آہستہ

نہ ڈر جائین کہین سنکر بہت نازک ہے دل اونکا
دل بیتاب کر آہ و فغان آہستہ آہستہ

سلامت ہو چمن اے باغبان تو کچھ نہین پروا
نہ بیگا شاخ گل پر آشیان آہستہ آہستہ

زمین پر ملنے والونکے جو ہین کچھ کچھ نشان باقی
مٹا دیگا اسے بھی آسمان آہستہ آہستہ

ستم سے اسکے بھی پامال اب ہونے لگا عالم
چلا ہے چال تیری آسمان آہستہ آہستہ

حفیظ آسا تو فرمادیجئے شب کو دبے پاؤن
یہ چھپکر آپ جاتے ہین کہان آہستہ آہستہ

کیا سبب ہے کہ وہ خفا ہے کچھ
کوئی پوچھے مری خطا ہے کچھ

کبھی شوخی کبھی حیا ہے کچھ
اس تلون کی انتہا ہے کچھ

تھی جو باب اثر سے ناواقف
گئی رکتی ہوئی دعا ہے کچھ

ہچکیان بے سبب نہین آتین
ذکر میرا وہان ہوا ہے کچھ

ہائے شوخی تمہاری آنکھونکی
ان مین دیکھو کہین حیا ہے کچھ

مستعد قتل پہ جو ہو گئے آپ
یہہ تو کہئے مری خطا ہے کچھ

مر گیا غیر تو کہا مجھ سے
رنج اوسکا نہین ہوا ہے کچھ

کیا وہ سمجھیگا تیرا درد حفیظ
جو نہین درد آشنا ہے کچھ

ردیف یای تحتانی

وصل ہوتا ہے کہ پیغام قضا ملتا ہے
دیکھئے عشق کی سرکار سے کیا ملتا ہے

ہم اوسی سمت بصد شوق سفر کرتے ہین
جسطرف تجھسے ترے گھر کا پتا ملتا ہے

آپ آغوش تصور مین نہ آئین کیونکر
فکر کامل سے تو انسان کو خدا ملتا ہے

اک ہمین بستۂ گیسو ترے کوچہ مین نہین
ہر کوئی ہمکو تو زنجیر بپا ملتا ہے

سارے عالم کو مرے حال پہ حسرت سی ہے
دیکھئے جسکو وہ انگشت نما ملتا ہے

یہ پیا ہے مرے سفاک کا قاصد سن لے
اوسکے کوچہ مین مزار شہدا ملتا ہے

جان حاضر ہے مری نکہت گیسو کے عوض
تجکو انعام یہ اے باد صبا ملتا ہے

اک اونھین کو نہین صورت سے ہماری نفرت
جسکو ہم دیکھتے ہین رو بقفا ملتا ہے

حیلہ مہندی ہی کا محشر مین کرینگی وہ ضرور
کہ مرے خون سے کچھ رنگ حنا ملتا ہے

دلکا فرقت مین تقاضا ہی کہ نالے کیجئے
درد کہتا ہے تڑپنے مین مزا ملتا ہے

کان کچھ ایسے رقیبون نے بھرے ہین اوسکے
جب کبھی دیکھئے وہ ہمسے خفا ملتا ہے

نہ ملا آپ کو معشوق مجازی بھی حفیظ
ہم تو کہتے ہین کہ عاشق کو خدا ملتا ہے

کوچۂ یار مین میرا جو گذر ہوتا ہے
مجھ سے کیا کیا نہ رقیبونکو خطر ہوتا ہی

جلوہ گر جب کبھی وہ رشک قمر ہوتا ہے
گو شبِ تار ہو روشن مرا گھر ہوتا ہی

وہ پریرو جو کسی غیر کے گھر جاتا ہے
ٹکڑے ٹکڑے مرا صدمے سے جگر ہوتا ہی

آپ گھبرا کے چلے آئے ہین کیسا اسدم
دیکھئے آہ کا میری یہہ اثر ہوتا ہے

پوچھتے کیا ہو تڑپنے کا سبب بندے کی
حق تو یہ ہے کہ بُرا درد جگر ہوتا ہے

آخری وقت تو مل لیجئے ہم سے آکر
اب سوے ملکِ عدم اپنا سفر ہوتا ہی

کیا کہون تم سے طبیبو کہ دوا سے ابتو
اور دونا یہ مرا درد جگر ہوتا ہے

کیسی رونے پہ ہوا کرتی ہے حیرت سب کو
روز دامن جو مرا اشکون سے تر ہوتا ہی

مین وہ مے کش ہون کہ خالی کرون خم کے خم کو
سیر او سیر بھی نہین قلب و جگر ہوتا ہی

گر کرون آہ تو ہلجاے ابھی عرش برین
دیکھئے نالون مین ایسا بھی اثر ہوتا ہی

کیا بتاون دلِ رنجور کی حالت تمکو
ابتو یہہ درد جگر آٹھ پہر ہوتا ہے

تپش عشق مین جب آہ مین کرتا ہون حفیظ
خاک جل بھن کے رقیبونکا جگر ہوتا ہے

ضبط نالہ سے مرا درد سوا ہوتا ہے
اور کہتا ہون اگر کچھ تو گلا ہوتا ہے

لوگ کہتے ہین محبت مین مزا ہوتا ہے
مین تو اتنا بھی نہین جانتا کیا ہوتا ہی

تو جو بے جرم و خطا مجھ سے خفا ہوتا ہی
یہہ لکھا اپنی مقدر کا ادا ہوتا ہے

ساتھ اغیار کو لاتے ہو جلانے کیلئے
یار یہہ بھی کوئی انداز جفا ہوتا ہے

پھر کبھی نام محبت کا نہین لیتا ہے
تیری زلفون کے جو پھندے سے رہا ہوتا ہی

کب کریگا وہ بھلا وصل کا وعدہ قاصد
طلب بوسہ سے جو مجھپہ خفا ہوتا ہے

حضرتِ عشق کا ہوتا ہے گذر جس جاپر
عقل کھو جاتی ہے اور ہوش ہوا ہوتا ہی

منع تو کرتا ہے نالونکو عبث او ظالم
ضبط سے دردِ جگر اور سوا ہوتا ہے

خون ہوتے ہین اگر مہندی تو ملتا ہی کبھی
کیسا قاتل ترا یہ رنگ حنا ہوتا ہے

جان بھی جاتی ہی رسوائی بھی ہوتی ہی **حفیظ**
دل لگانیکا نتیجہ ہی برُا ہوتا ہے

حسینون سے ایدل وفا چاہتا ہی
یہہ کیا تجکو سوجھی ہی کیا چاہتا ہے

لڑی ہی نظر عکس سے آئینہ مین
وہ آپ اپنا شیدا ہوا چاہتا ہے

چلے ہین وہ بن ٹھنکے سیرِ چمن کو
نیا کوئی گل اب کھلا چاہتا ہی

وہ گھبرا کے کہنا شبِ وصل اونکا
اوٹھو اب سویرا ہوا چاہتا ہی

کہے دیتی ہے تیری آنکھونکی شوخی
نیا کوئی فتنہ اوٹھا چاہتا ہی

وہان مل رہے ہین وہ ہاتھونمین مہندی
یہان خون دلکا ہوا چاہتا ہے

وہ بے پردہ پھرتے ہین صحن چمن مین
شگوفہ کوئی اب کھلا چاہتا ہے

حفیظ اب وہ ملنے کو آتے ہین مجھ سے
یہہ پردہ دوئی کا اوٹھا چاہتا ہے

جو رفرمائین وہ حیلہ کی ضرورت کیا ہے
اونکا بندہ ہون مجھے اسکی شکایت کیا ہے

پوچھئے دل سے مرے درد محبت کیا ہی
غیر کیا جانے کہ اس درد مین لذت کیا ہے

سچ تو یہ ہے کہ یہ ہے بندہ نوازی اوسکی
ورنہ وہ بخشدے ایسی مری طاعت کیا ہی

جسکا مین چاہنے والا ہون فدا ہے مجھ پر
ناز اسپر ہے مجھے بھی مری قسمت کیا ہی

مین نے مانا کہ نہین تاب تجلی سب کو
پر جو مجھ سے بھی چھپو اسکی ضرورت کیا ہی

نہ تمھین آؤ نہ گھر اپنے بلاؤ مجھکو
پھر بتاؤ تو ملاقات کی صورت کیا ہے

جای انصاف ہی خود مجھپہ ستم کرتے ہو
پھر تمھین کہتے ہو یہ جور کی عادت کیا ہی

اپنے عاشق کو اگر قتل کیا خوب کیا
میریجان آپ کو پھر اسکی ندامت کیا ہی

منحصر وعدۂ موہوم پہ دیدار ہے کیون
صاف انکار ہی کردو تو قباحت کیا ہی

کیا ستم ہے کہ ستم سے وہ نہین شرماتے
اور کہتے ہین ستانے مین قباحت کیا ہی

تبچے عشق مجازی سے فرشتے واعظ
ہمتو انسان ہین انسانکی حقیقت کیا ہی

نزع مین آپ عیادت کو مری آئے ہین
جائیے جائیے بس اسکی ضرورت کیا ہی

دل وہ دل کیا ہے جو مائل نہ حسینونپہ رہے
ہو نہ خود رفتہ طبیعت تو طبیعت کیا ہی

اونکی فرقت مین نہین آئی تو وہ موت نہین
اونکی الفت مین نہ نکلی تو وہ حسرت کیا ہی

رات کو آپ نہ نکلے سہتے عدو کے گھر سے
ہمین جھوٹے سہی اس بات کی حجت کیا ہے

بات مین تم تو ہنسی کے بھی بنا لیتے ہو منہ
دل لگی مین بھی بگڑتے ہو یہ عادت کیا ہی

مال و زر دیکے دل و دین بھی دیدیتا ہون
پھر بھی وہ کہتے ہین تو کیا تیری ہمت کیا ہی

ہے یہ اک موج ہوا اور وہ اک قطرۂ خون
جان کی اصل ہے کیا دل کی حقیقت کیا ہی

کیون شب و روز مرے درپے آزار ہی تو
اے فلک تجکو مرے ساتھ عداوت کیا ہے

ہم فقیرون کو حقارت سے نہ دیکھ ای منعم
مال کیا مال ہی تیرا تیری دولت کیا ہی

میرے گھر آنے مین ہے خوف جو رسوائی کا
دور سے شکل دکھانے مین قباحت کیا ہے

ہم تو میدان قیامت مین رہینگے واعظ
اونکا دیدار جو وان ہوگا تو جنت کیا ہی

وہ نہ آئے نہ سہی اسکے لئے تمکو حفیظ
غم پہ غم کیون ہی اذیت پہ اذیت کیا ہے

مجھے وہ شوار اس دم کھینچنا تلوار کا کیا ہی
لگا دے بھی کہین اک وار قاتل سوچتا کیا ہی

نہ وہ آتے ہین اب تو اور نہ دلکو چین آتا ہی
سبب کھلتا نہین اسکا کہ آخر ماجرا کیا ہی

وہ آئے وصل بھی حاصل ہوا پھر کیون تڑپتا ہے
بتا تو اے دل بیتاب تیرا مدعا کیا ہے

بگڑتے ہو عبث بوسہ جو مین نے لیا رخ کا
چلو جانے بھی دو صاحب محبت مین گلا کیا ہے

اوسی سے پوچھنا اسکو کہ جسنے دل لگایا ہی
محبت کسکو کہتے ہین تڑپنے مین مزا کیا ہی

لپٹ کر وہ جنازے سے مرے کہتے ہین رو رو کر
بتاؤ تو خدا کیواسطے تمکو ہوا کیا ہے

سوال وصل پر کیون چپ ہوئے ہو گردن جھکا کر تم
اجی بہر خدا کچھ منہ سے بولو سوچتا کیا ہے

ہماری ابتدائے عشق مین یہ نوبتین پہونچین
خدا جانے کہ اس کمبخت کی اب انتہا کیا ہی

حفیظ اک بت کو دل دیکر جو آفت مول لی تمنے
تو پھر رونے کا شکوہ اور تڑپنے کا گلا کیا ہی

بلا سے اگر تو خفا ہے تو کیا ہے
ارے بت ہمارا خدا ہے تو کیا ہے

زمانے مین دو دن بقا ہے تو کیا ہے
اجی آدمی جب فنا ہے تو کیا ہے

کسی نے شب غم مین یہ بھی نہ پوچھا
ترے درد کی گر دوا ہے تو کیا ہے

محبت تو ہے ہمکو تیری ستمگر
جو کم تھی تو کیا تھی سوا ہے تو کیا ہے

نہ پروا ہے تمکو نہ ہم کو غرض ہے
ہمارے تمھارے گلا ہے تو کیا ہے

نہین جب غرض اور مطلب کسی سے
کوئی بے وفا باوفا ہے تو کیا ہے

مری بادہ خواری تو اب بھی وہی ہے
جو بدلی کا موسم گھٹا ہے تو کیا ہے

کسی روز اب جان دیدینگے ہم بھی
یہی عشق کی انتہا ہے تو کیا ہے

محبت نہ الفت مروت نہ رغبت
کسیکا کوئی آشنا ہے تو کیا ہے

شکستہ دلوں سے وہ کہتے ہیں ہنسکر
جو ٹوٹا ہوا آئینہ ہے تو کیا ہے

شکایت جنونکی تو بیجا ہے ہمسکو
نہ تھا جیب تو کیا تھا ہوا ہی تو کیا ہے

ہزاروں میں گل اب بھی باغ جہاں میں
جو طوطی ترا بولتا ہے تو کیا ہے

نہ بدلی نہ ساقی نہ پہلو میں دلبر
یہی زندگی کا مزا ہے تو کیا ہے

محبت میں کھوئے ہوئے آپ ہیں ہم
کسیکو جو دل ڈھونڈھتا ہے تو کیا ہے

حفیظ اب بھی اس دلکے جویاں ہیں لاکھوں
اگر وہ نہیں پوچھتا ہے تو کیا ہے

یہہ عرش بریں دل نہیں ہے تو کیا ہی
اور اوس بت کی منزل نہیں ہی تو کیا ہی

بصد آرزو نقد جان پر ہے ٹھہرا
وصال اوسکا مشکل نہیں ہے تو کیا ہی

رہ ملک جاوید یا خلد واعظ
اگر کوئے قاتل نہیں ہے تو کیا ہے

بھلا زلف پرخم میں اے بندہ پرور
یہہ کہئے مراد دل نہیں ہے تو کیا ہے

ذرا دیکھئے تو ہے سیماب یا دل
کہ ہے مرغ بسمل نہیں ہی تو کیا ہے

حیات دو روزہ تمھاری یہہ واعظ
بھلا خط باطل نہیں ہے تو کیا ہے

کیا جذب الفت نے اونکو بھی مضطر
مرا عشق کامل نہیں ہے تو کیا ہے

بھلا یہہ دل بستۂ زلف پرخم
اسیر سلاسل نہیں ہے تو کیا ہے

اوٹھائے ستم اور سہے لاکھوں صدمے
حفیظ اون پہ مائل نہیں ہے تو کیا ہی

کسیکی آرزو کیا جانئے کیا ہے
تمھاری گفتگو کیا جانئے کیا ہے

مزاج فتنہ جو کیا جانئے کیا ہے
عدو سے گفتگو کیا جانئے کیا ہے

محبت میں بتان جنگجو کی
لحاظ آبرو کیا جانئے کیا ہے

کیا بیخود مجھے اک دم میں ساقی
ترا جام و سبو کیا جانئے کیا ہے

جلایا سوز فرقت سے نے دل و جان
خیالِ شعلہ رو کیا جانے کیا ہے

مقدم ہے صفائی دل کی زاہد
غرور شست و شو کیا جانے کیا ہے

یہہ مانا ہے وہ یکتا ہے زمانہ
مگر اے عشق تو کیا جانے کیا ہے

دل مضطر کو فرقت مین کسیکی
تڑپنے کی یہہ خو کیا جانے کیا ہے

نہ پوچھو ناصحو دل کی تمنا
وصالِ خوبرو کیا جانے کیا ہے

نہ پوچھو ہو گیا سرشار کیون مین
وہ زلف مشکبو کیا جانے کیا ہے

حفیظ اب واسطے چاک جگر کے
تمنا سے رفو کیا جانے کیا ہے

اے دل زار بتا وجہ تحیر کیا ہے
کس پہ تو مرتا ہے کسکا ہے تصور کیا ہے

خود مین ششدر ہون تری بزم مین ای غیرت حور
مین تو آئینہ نہین وجہ تحیر کیا ہے

تو تو واقف ہی نہین ناصحا اس راہ سے
کیا کہون کون ہے وہ اوسکا تصور کیا ہے

جلوۂ حسن کی اوسکے جو نہین ہے تاثیر
تو ہی آئینہ بتا وجہ تحیر کیا ہے

مجکو ملجائین تو مین حضرت موسی سے کہون
جلوۂ ہوش ربا پر یہہ تفاخر کیا ہے

ہر گھڑی پیش نظر رہتا ہے جلوہ اوسکا
کیا کہون اورکہ مقصود تصور کیا ہے

کیا خطا ایسی ہوئی کون سی تقصیر ہوئی
کچھ کہو بھی تو سہی وجہ تکدر کیا ہے

رخ انور کو شب وصل چھپانا کیسا
اپنے شیدائی سے اسدرجہ تنفر کیا ہے

دل کو یہہ اسکے تغافل کا عبث ہے شکوہ
حسن پر اپنے وہ نازان ہے تکبر کیا ہے

بستر غم پہ تڑپنے کا سبب کیا ہے حفیظ
مضمحل ہو گئے کیوں وجہ تغیر کیا ہے

کیا کہین پہلو مین ای شوخ ستمگر کیا ہے
مرغ بسمل ہے ہمارا دل مضطر کیا ہے

گر نہین اسنے ہمارا دل مضطر چھینا
دیکھ زلفون مین یہہ ای داور محشر کیا ہے

دیکھئے ہو نہ گئے آپ بھی بیچین حضور
پھر نہ کہئے گا تمھارا دل مضطر کیا ہے

چاند سے یار کے چہرے کی ہے تشبیہ غلط
مہر کے سامنے شکل مہ انور کیا ہے

سُنکے حال شب دیجور وہ فرماتے ہین
نالہ کیا چیز ہے ہنگامہ محشر کیا ہے

چل کے خود دیکھ نہ لو گور غریبانکی طرف
پوچھتے کیا ہو کہ ہنگامۂ محشر کیا ہے

تم نے طغیانی مرے اشکونکی دیکھی کب ہے
سامنے میری ان آنکھون کے سمندر کیا ہے

لیجئے شوق سے اب قتل ہمین آپ کرین
نذر جب کر چکے دل اپنا تو پھر سر کیا ہے

کسکی زلفون کا ہوا ہے تمھین سودا یہہ حفیظ
کیون پریشان ہو دل کیون ہے مکدر کیا ہے

نہ وحشت ہے مجکو نہ سودا ہوا ہے
پری زلف کا تیری سایا ہوا ہے

نظر آتے ہین خواب ہین روز کالے
تری زلف کا جب سے سودا ہوا ہے

مری لاش دیکھی تو وہ رو کے بولے
یہہ بیکس محبت کا مارا ہوا ہے

چلو بوسہ دیدو نہ الجھو زیادہ
تمھارا ہی جھگڑا نکالا ہوا ہے

نمانونگا ناصح تری بات ہرگز
جنون آجکل میرا بھڑکا ہوا ہے

دئے آپ نے نقد دل لیکے بوسے
سمجھئے تو کیا خوب بدلا ہوا ہے

کہان سے تم آئے ہو سچ تو بتاؤ
جو بند قبا یار ٹوٹا ہوا ہے

حفیظ آئیگی قبر مین نیند اوسکو
شب ہجر کا جو کہ جاگا ہوا ہے

جو بات ہے اوس بت کی وہ اک قہر خدا ہے
شوخی ہے قیامت کی تو رفتار بلا ہے

اچھا جو نہین آپ نے دل میرا چرایا
فرمائیے پھر گیسوے خمدار مین کیا ہے

عکس کف رنگین سے ترے رنگ ہی بدلا
بیوجہہ نہین سرخ مزار شہدا ہے

اچھا ہے جو چھک جائے مرا آپ کا جھگڑا
ہان ایسے مین ہنگامۂ محشر بھی بپا ہے

سینہ مین تڑپتا ہے یہ سیماب کیصورت
کچھ آپ نے حال دل بیتاب سنا ہے

نخوت سے نہین دیکھتا عاشق کیطرف تو
کیا یہ بھی کوئی اوبت مغرور ادا ہے

کام آئی نہ تدبیر کسی کی مرے حق مین
کچھ درد جگر کل سے مرا آج سوا ہے

کوچہ ہے ترا یا کوئی میدان قیامت
جب دیکھئے در پر ترے اک حشر بپا ہے

بوسے کے عوض گالیان دیتے ہو ہزار دن
یہہ دل کے لگانے کی مریجان سزا ہے

دوڑے ہوئے وہ آئے ہین تھامے ہوئی دلکو
نالون نے ہمارے جو اثر آج کیا ہے

معشوق حفیظ آپ کو ملجائینگے لاکھون
پروا جو نہین اونکو تو پھر آپ کو کیا ہے

غضب ہی جس ستمگر نے ہزارونکو ستایا ہی
اوسی سفاک ظالم پر تو اپنا دل بھی آیا ہی

جو قد سرو سہی ہی تو دہن غنچہ کا پایا ہے
تجھے خالق نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے

کسیکے ساتھ سونا ہمکو جسدن یاد آیا ہی
تو پھر شب بھر دل بیتاب نے ہمکو جگایا ہی

سر گور غریبان فتنہ گر یہہ کون آیا ہی
کہ جس نے شور محشر اپنی چالون سے اوٹھایا ہے

نہ غش آیگا جلوہ دور سے دکھلائیے صاحب
ہمین بھی آپ نے کیا حضرت موسی بنایا ہے

صبا ہمکو پیام یار کب تو نے دیا لاکر
ہمارے غنچۂ دل کو کھلا کس دن کھلایا ہی

کھٹک رہ رہ کے ہوتی ہے دل مجروح مین ہردم
یہہ کسکا ناوک مژگان مرے دل مین خدایا ہے

خدا محفوظ رکھے آدمی کو انکے سایے سے
پری نے عشق جب جسنے کیا دھوکھا اوٹھایا ہے

بناتے ہین مکان لاکھون یہان کیون ہیچ منعم
مسافر ہے بشر رہنے کو کیا دنیا مین آیا ہے

یہہ کہدو سرکشون سے سرکشی اچھی نہین ہوتی
دبایا ہے فلک نے جب کسی نے سر اوٹھایا ہے

اوسیکو دے شب فرقت کی ایذا اور مصیبت بھی
مزا وصل صنم کا ای فلک جس نے اوٹھایا ہے

کبھی ڈھایا فلک کو گہہ ہلایا عرش اعظم کو
مرے نالون نے تو ہنگامۂ محشر اوٹھایا ہے

ہوا مین اسقدر لاغر کہ اے دل بارہا مجکو
صبا نے مثل برگ کاہ کانٹو نپر لٹایا ہے

دکھا کر چاند سا چہرہ کیا بیخود مجھے اوسنے
سونگھا کر زلف مشکین اپنا دیوانہ بنایا ہی

پلا ساقی مجھے ساغر شراب ارغوانی کا
بہار آئی ہے گلشن مین فلک پر ابر چھایا ہی

ارادہ ہو رہا ہے آجکل صحرا نوردی کا
بہار آئی ہے پھر سودا ہمارا رنگ لایا ہی

رہی ملحوظ خاطر مجکو مرتے دم بھی قاتل کی
تماشا رقص بسمل کا تہ خنجر دکھایا ہے

خدا کیواسطے جاؤ حفیظ خستہ کو دیکھو
تمھارے ہجر مین سنتے ہین اوسنے زہر کھایا ہے

جو پوچھا گور مین سوتا تھا مین کسنے اوٹھایا ہے
تو بولے ہنس کے ہمنے اپنی چالون سے جگایا ہے

بلا کر سامنے اغیار کو میرے بٹھایا ہے
عبث اے یار تمنے دوست کو دشمن بنایا ہی

کہون کیا رنج جو کچھ عشق مین مینے اوٹھایا ہے
خدا ہی یاد آیا ہے جب اوس بت نے ستایا ہی

ہزارون دل پسے جاتے ہین لاکھون ذبح ہوتے ہین
تمھین سرمہ لگانا یہ کہو کسنے سوجھایا ہی

صدای نالہ و شیون پہ کیون تمکو تعجب ہے
وہی نالان ہی جسکو تونے اے ظالم ستایا ہی

کیا ہی جسنے پیدا رزق بھی دیگا وہی غافل
کلام اللہ مین لا تقنطوا بے شبہ آیا ہے

کہون مین کس سی بار و ٹھوکرین کھاتا ہون گلیونکی
مجھے جسدن سے اوس گمراہ نے رستہ بتایا ہی

نہ آئین سامنے اوسکے کبھی یوسف خجالت سے
خدا کے فضل سے ایسا پری رو ہمنے پایا ہی

خدا محفوظ رکھے آپ کی ترچھی نگاہون سے
کہ جسنے سیکڑون کو اے پری بسمل بنایا ہے

کرینگے ہم بھی اب معشوق کوئی دوسرا پیدا
جو تمنے اپنا عاشق غیر کو اے جان بنایا ہی

جگہ تو آپ کی اس خانۂ دلمین ہماری تھی
مقام اپنا بھلا اغیار کا گھر کیون بنایا ہی

نہین سوجھے یہ ہمہر گر مرے دلمین کھٹکتا ہے
مگر سرمہ تری آنکھون مین غیرون نے لگایا ہی

ابھی روتے تھے لکو جانسے بھی ہاتھ دھو بیٹھے
نتیجہ دل لگا کر آپ سے ہمنے یہ پایا ہے

نہین پابند ہون اے ہمدمون بوجہ الفت کا
کسیکی گیسوؤن سے سلسلہ ہمنے بڑھایا ہے

کرین کیا ہمدمون تمسے گلا تقدیر کا اپنی
جسے اپنا سمجھتے تھے وہی اپنا پرایا ہے

گمان ہوتا ہے ماہ چاردہ کے گرد ناروں کا
شب وصلت جو ماتھے پر وہ افشاں چھڑکے آیا ہے

کہیں کیا ہمدموں ہم خوبی قسمت کے اوس بت کے
انھیں کمبخت نالوں نے عدو اپنا بنایا ہے

تماشا ہے کہ اوٹھتا ہے دھواں لعل بدخشاں سے
مسی ملکر نہیں اوس شعلہ رو نے پان کھایا ہے

ہوا ہے سرخ رو محفل میں اوس سفاک عالم کی
ہمارے قتل پر جب غیر نے بیڑا اوٹھایا ہے

حفیظ اب کیا کہیں تمسے شب فرقت کی بیتابی
دل شوریدہ سر نے رات بھر ہمکو جگایا ہے

ہمارے حال پر کس بیوفا کو رحم آیا ہے
پس مردن یہ کسنے ہار تربت پر چڑھایا ہے

ستارا اوج پر قسمت کا میری آج آیا ہے
خدا نے بعد مدت اے پری تجھ سے ملایا ہے

اونھیں بھی حال پر میرے بہت افسوس آیا ہے
جو مینے اپنا افسانہ کبھی اونکو سنایا ہے

غضب ہے اک جہان سفاک عالم جسکو کہتا ہے
اوسیکی یاد ہے اب تو وہی دل مین سمایا ہے

نہ پوچھو اے طبیبو تم غذا بیمار الفت کی
پیا خون جگر اور لخت دل فرقت مین کھایا ہے

نہین بیوجہ جاتا ہون کہین چھپ چھپ کے راتون کو
کسی پردہ نشین سے آجکل پھر دل لگایا ہے

نہین تیرا گذر اے موت یانسے جلد جا اسدم
کہ بالین پر ہماری دیکھ تو وہ کون آیا ہے

نہ جائیگا مرے سر سے یہ سودا اوسکی زلفونکا
عبث بک بک کر ناصح سر مرا تونے پھرایا ہے

بُری باتونکا آخر کو نتیجہ بد نہو دیکھو
بہت اغیار کو اے یار تمنے سر چڑھایا ہے

کروگے داور محشر سے وان کیا عذر بتلاؤ
بہت سے یار مظلومونکا خون تمنے بہایا ہے

طلب پر بوسہ کے تلوار تو کھینچی تھی اوس بت نے
مگر پھر ہنس پڑا ہے مینے جسدم سر جھکایا ہے

غضب ہے دین و دنیا یاد مین ہم جسکی بھولے ہین
اوسی کافر نے دل سے مدتن اب ہمکو بھلایا ہے

کوئی تو جان دیتا ہے کسی نے تیغ کھینچی ہے
بلا کر غیر کو تم نے یہ ہنگامہ مچایا ہے

دکھایا جلوہ برق تجلی کب ہے بولو تو
مجھے کس روز موسے کیطرح تمنے بلایا ہے

ہوا روی مصفا پر بھی دھوکھا ماہ انور کا
نقاب اوسنے شب وصلت جو چہرسے اوٹھایا ہے

نہ اوٹھیگا کبھی غیرون سے یہہ بارِ گران ہرگز
یہہ میرا کام تھا ظالم جو تیرا ناز اوٹھایا ہے

بٹھایا آپ نے کسوقت پہلو مین مجھے اپنے
بھلا کہئیے تو کس دن مدعا میرا بر آیا ہی

نشانِ قبر تک باقی نہ رکھا میرا دنیا مین
فلک نے اسطرح افسوس اب مجھکو مٹایا ہی

اوسے خط دیکے ای قاصد یہہ کہدینا زبانی بھی
حفیظ خستہ نے اے جانجان تمکو بلایا ہی

کیا یہہ نظارہ گہِ خاص و عوام اچھا ہے
بیٹھنا روز کا ایجان لبِ بام اچھا ہی

سچ ہے زاہد کہ وہ شکل اچھی ہی نام اچھا ہی
برتری حور سے یہہ ماہ تمام اچھا ہی

ذکر عابد پہ عبث طنز ہے اے پیر مغان
بات انصاف کی ہی اچھونکا نام اچھا ہی

ہو جو بیساختہ اے یار وہ بات اچھی ہی
جو بناوٹ سے مبرا ہو وہ کام اچھا ہی

ایک بوسہ پہ دل و دین وہ طلب کرتے ہین
اسمین نقصان تو ہے پر یہہ پیام اچھا ہی

مصلحت سوچ کے یا طنز سے بولے تو کیا
ہان محبت سے اگر ہو تو کلام اچھا ہے

میری جان صدمہ فرقت سے نہ مرجاونگا
آپ بیکار پریشان ہین غلام اچھا ہے

جب مین کہتا ہون نہ مجنون مجھے فرمائیے آپ
ہنسکے فرماتے ہین اللہ یہہ نام اچھا ہی

لے بتو جس سے کہ ہنگامۂ محشر ہو بپا
تمھین سوچو تو یہہ اندازِ خرام اچھا ہے

روز کی دربدری خوب نہین حضرتِ دل
تمھین سوچو تو کہ پھرنا سرِ شام اچھا ہی

دشمنِ دین و دل و جان یہہ ستمگر ہین حفیظ
نہ پیام اچھا ہے ان سے نہ سلام اچھا ہی

واعظو دل کا ہمارے یہہ خیال اچھا ہی
آپ کی حور سے وہ حور جمال اچھا ہے

عشق جس روز ہوا خلق مبارک ہی وہ دن
حسن جس سال بنا ہے وہی سال اچھا ہے

تیغ سے اپنا گلا کاٹ کے مرجائینگے خود
جب نہو وصل میسر تو وصال اچھا ہے

ہاتھ رکھنے سے جو ہو جاتی ہی دہڑکن موقوف
کہتے ہین وہ دلِ بیتاب کا حال اچھا ہے

پوچھئے ہم سے تو اس غمکدۂ دنیا مین ۔۔۔ عیش اچھا نہین اندوہ و ملال اچھا ہے
دیکھئے چھیڑ کہ جب یاد عدو آتی ہے ۔۔۔ ہنسکے کہتے ہین ادا سے یہ خیال اچھا ہے

اے حفیظ اتنا تو اب بھی ہے کہ گاہی گاہی
پوچھ لیتے ہین وہ بیمار کا حال اچھا ہی

جفا پر جو آمادہ تو ہو رہا ہے ۔۔۔ سراپا حفیظ آرزو ہو رہا ہے
مبارک ہوا اے دست وحشت کہ پھر سے ۔۔۔ گریبان ہمارا رفو ہو رہا ہے
نہ چھیڑ اب زیادہ کہ ہاتھون سے تیرے ۔۔۔ کلیجا ہمارا لہو ہو رہا ہے
شب غم یہ کس طرح کی شب ہوئی یارب ۔۔۔ کہ نالہ بھی طوق گلو ہو رہا ہے
چھپو دیکھین چھپتے ہو جا کر کہان تم ۔۔۔ جہان بر سر جستجو ہو رہا ہے
کہا کرتے تھے بے دہن جسکو شاعر ۔۔۔ وہ آمادۂ گفتگو ہو رہا ہے
یہی ہے خطا ہمنے کیون انکو چاہا ۔۔۔ زمانہ ہمارا عدو ہو رہا ہے
سنا تھا جو دنیا مین محشر مین آخر ۔۔۔ تماشا وہ سب روبرو ہو رہا ہے
خدا جانے توبہ یہ کیسی تھی توبہ ۔۔۔ کہ پھر شوق جام و سبو ہو رہا ہی
تعجب ہے الفت یہ غیرونکی مجھکو ۔۔۔ غم عزت و آبرو ہو رہا ہے

حفیظ اہل فضل و ہنر کے سبب سے
یہہ پٹنہ مرا لکھنؤ ہو رہا ہے

صبا کسکی یہہ جستجو ہو رہی ہے ۔۔۔ جو آوارہ تو کو بکو ہو رہی ہے
جو زاہد کو فکر وضو ہو رہی ہے ۔۔۔ یہہ ظاہر کی اک شست و شو ہو رہی ہے
یہان موت کی آرزو ہو رہی ہے ۔۔۔ ادھر غیر کی آبرو ہو رہی ہے
جہان دیکھتا ہون تو ہی جلوہ گر ہے ۔۔۔ پرستش تری چار سو ہو رہی ہے
تو ہی مہر ہے اور تو ہی ماہ انور ۔۔۔ تری روشنی چار سو ہو رہی ہے

پسِ پردہ موسےٰ سے جو گفتگو تھی
وہی ہم سے اب رو برو ہو رہی ہے

ہنین تیری الفت سے کوئی بھی خالی
سبھونکو تری جستجو ہو رہی ہے

نہ تاخیر کر سر یہہ حاضر ہے قاتل
تری تیغ تشنہ گلو ہو رہی ہے

ہین یہہ دستِ وحشت گریبان کے دشمن
عبث ہمکو فکر رفو ہو رہی ہے

بھلا نوکرے اور جفاؤن سے توبہ
یہہ خو تیری اسے تندخو ہو رہی ہے

صبا دیکھ جھونکے نہ دے گیسوؤن کو
کہ اونکی یاریک مو ہو رہی ہے

کہان سے شب ہجر مین موت آئی
پریشان جو اے روح تو ہو رہی ہے

حفیظ اونکی محفل مین مین نے سنا ہی
عدو کی بہت آبرو ہو رہی ہے

فرقت جانان مین اب راحت مجھو نایاب ہی
دل کا وہ عالم ہی گویا آگ پر سیماب ہے

بل بے وحشت ہر گھڑی صحرا نوردی کا ہی شوق
اُف ری بیتابی کہ اب ہر موے تن بیتاب ہے

دلکی حالت فرقت جانان مین ہم کس سے کہین
مرغ بسمل ہی کبھی گہہ ماہی بے آب ہے

آپ فرماتے ہین دل کیا شئے ہی جسکو لیجئے
کچھ نہین لیکن حقیقت مین بہت نایاب ہے

خط مین پہلے قیس لکھتے تھے کبھی فرہاد وہ
ابتو وحشی اور سودائی مرا القاب ہے

قطعہ

مجھسے کیا تم پوچھتے ہو موت سے ڈرتے ہو کیون
لو سنو اسواسطے مرنے سے دل بیتاب ہے

گور کی وہ تیرگی سر پر گنا ہونکا وہ بار
صدمۂ جانکاہ او سپر دوری احباب ہے

کو بکو تو کر چکا مجھکو ذلیل و خوار تو
اور آگے کیا ارادہ او دل بیتاب ہے

آپکی محفل مین سنتا ہون کہ آئینگے رقیب
مین تو رخصت بندہ پرور لیجئے آداب ہے

مین بیان کیونکر کرون صدمہ شب فرقت کا آہ
وہ سنین ہر چند یان کہنے کی کسکو تاب ہے

اگلے جلسے ہین کہان وہ لوگ کب ہین اب نصیب
اس زمانے مین تو جو صحبت ہی وہ نایاب ہی

کیا مزا ہو اے حفیظ آئے اگر وہ آفتاب
بانغ ہے بدلی گھری ہے مجمع احباب ہے

ساقی کوئی ہے پاس نہ جام شراب ہے
زاہد کے واسطے تو یہ دنیا عذاب ہے

جلتا تو اور رشک سے اوس مہ کو دیکھکر
اچھا ہے منہ اودھر جو ترا آفتاب ہے

بوسے شب وصال مین کسطرح سے لیجیے
ہمکو اگر ہے رعب تو اونکو حجاب ہے

ساقی فراق یار مین جلتا ہون رات دن
کیسی شراب آپ یہان دل کباب ہے

کیونکر کریگا یار کے چہرے سے ہمسری
تیرا تو آسمان پہ داغ آفتاب ہے

کیونکر نہ چومین مصحف رخ کو ترے مدام
ایمان جسپہ لائے ہین یہ وہ کتاب ہے

ہنس ہنس کے بار بار وہ کہتے ہین جائین ہم
اونکو تو دل لگی ہے ہمین اضطراب ہے

ہم چیختے ہین قبر سے اوٹھتا نہین کوئی
کیا خواب مرگ دیکھیے غفلت کا خواب ہے

غیرون کے سامنے کبھی روئے نہین حفیظ
ابتک تو آبرو سے یہ چشم پر آب ہے

کیا تمکو بتاؤن مین کیون میری یہ نوبت ہے
جو کچھ میری حالت ہے الفت کی بدولت ہے

ہر موے بدن اپنے جلکر ہوئے خاکستر
اُف اُف تپ فرقت کی کسدرجہ حرارت ہے

یہ ناز ترے ظالم کیا غیر اوٹھائینگے
کب تاب کسیکو ہے یہ بار محبت ہے

وہ کہتے ہین مردیکو ٹھوکر سے جلا دینا
یہ حضرت عیسے مین یا ہم مین کرامت ہے

آئے جو عیادت کو تو دور الگ بیٹھے
بیمار محبت سے ایسی تمھین نفرت ہے

جا جا کے جو کرتے ہو غیرونسے گلا میرا
منصف ہو تمھین دلمین ایسی تمھین نفرت ہے

تم کہتے ہو جاتا ہون کیونکر مین کہون جاؤ
آئے تو عنایت کی جانا مگر آفت ہے

گن گن کے گھڑی ہمنے یہ رات بسر کی ہے
طول شب فرقت بھی آفت ہے مصیبت ہے

کچھ منہ سے کہو ہمسے کیون چپ ہو حفیظ اسدم

کس بات کا صدمہ ہے کیا ایسی مصیبت ہے

گر نہین آپ کو محبت ہے — نہ سہی ہمکو کب شکایت ہے

ہم کرین تمکو سجدہ حیرت ہے — اے بتو کیا خدا کی قدرت ہے

مجھ سے بے فائدہ وہ ملتے ہین — اونکو غیرون سے گر محبت ہے

پوچھئے کچھ نہ ماجرائے دل — درد فرقت عجب مصیبت ہے

غیر سے مشورے بھی ہوتے ہین — ہم سے چھپ چھپ کے کیا قیامت ہے

حال دل میرا سُن کے وہ بولے — انھین باتون سے ہمکو نفرت ہے

جائے چھوڑ کر ہمین دم مرگ — گر یہی آپ کی مروت ہے

موت بھی کرتی ہے حذر ہم سے
اے **حفیظ** اپنی اب یہ صورت ہے

گر مصیبت ہے گاہ راحت ہے — دل لگانا بھی ایک آفت ہے

چشم بد دور حُسن لاثانی — خال نام خدا قیامت ہے

جھیلنی آفت شب فرقت — سچ تو یہ ہے بڑی مصیبت ہے

کچھ گلا ہے تو بس مقدر کا — ہمکو تم سے نہین شکایت ہے

مے دھری ہے وہ پاس بیٹھے ہین — ہائے توبہ بھی ایک آفت ہے

پھر کہو تم مزاج کیسا ہے — ہم کہین آپ کی عنایت ہے

یا وہی تم ہو ہمپہ مرتے تھے — یا وہی ہم ہین ہم سے نفرت ہے

ہجو مے کر رہا ہے پھر واعظ — انھین باتون سے ہمکو نفرت ہے

پوچھتے کیا ہو حال فرقت کا — یاس ہے سوز غم ہے وحشت ہے

گذرا اوس جا کہان ترا اے دل — جس جگہ آئینہ کو حیرت ہے

تھا تصور تمھارا جس دل مین — غم و اندوہ و یاس و حسرت ہے

صاف نظروں سے گر گئیں جو ہیں
میرے محبوب کی وہ صورت ہے

ایک آتا ہے ایک جاتا ہے
غافلو یہ مقام عبرت ہے

شیخ صاحب ہمارے سامنے وعظ
اس سے بڑھکر کوئی حماقت ہے

کون اوٹھائیگا ناز اونکے حفیظ
بعد مردن بھی یہ ندامت ہے

پلاتا جو پیر خرابات ہے
پیو جام مے شیخ کیا بات ہے

نہ وہ جوشش الفت نہ وہ بات ہے
نہ وہ دن رہا اور نہ وہ رات ہے

سحر ہوتے پھر ہم کہاں تم کہاں
یہہ صحبت فقط رات کی رات ہے

شب وصل بھی جو دہن میں تری
زبان اب وہ صرف مناجات ہے

وہ کہتے ہیں دیکھینگے ہم دل ترا
یہہ دل مانگنے کی نئی گھات ہے

نہ بوسہ زکات رخ کیجیے گا سوال
یہی حسن عارض کی خیرات ہے

دہن اور غنچہ میں نسبت حفیظ
نہ یہہ گفتگو ہے نہ یہہ بات ہے

مجھے اقرار بھی اوس فتنۂ عالم کا یاد ہے
مگر معلوم ہے یہہ بھی کہ برگشتہ مقدر ہے

وہ بت غیر ونپہ مائل ہے مگر ہمسے مکدر ہے
گریں کس سے شکایت اپنا اپنا یہہ مقدر ہے

بعینہ صورت دل جلوہ گر وہ ماہ انور ہے
تعالی اللہ یاور آجکل اپنا مقدر ہے

کہیں کیا خاک یارو تم سے ہم کس بات کا ڈر ہے
جسے ہم پیار کرتے ہیں وہ ظالم ہی ستمگر ہے

تصور اونکی دانتونکی چمک کا دلمیں ہنتا ہے
ہو گریاں مثل ابر تر مرا یہ دیدۂ تر ہے

قیامت ہے یہاں بھولے سے بھی اگر شن وہ آئیں
رقیبوں ہی کے گھر جائیں عجیب اپنا مقدر ہے

نہ صحرا میں نہ گلشن میں نہ گھر میں دل بہلتا ہے
خدا جانے طبیعت کس سے کیوں اپنی مکدر ہے

زبانی خط سے پہلے جا کے کہنا اوس سے اے قاصد
ترے بیمار ہجران کا بہت اب حال ابتر ہے

مرے نالوں سے آہن ہو تو گھلکر موم ہو لیکن
اثر تک بھی نہیں ہوتا ہے دل اونکا وہ پتھر ہے

سوال وصل کر کے آپ مجکو یہہ ندامت ہی — خفا وہ ہوگئے شاید شکن اونکی جبین پر ہے
لب شیرین کا بوسہ وہ دوبارہ دیکے کہتے ہین — مرے سر کی قسم سچ تو کہو قند مکرر ہے
پہنانے کو کوئی بیڑی کوئی زنجیر لاتا ہے — مری وحشت کا چرچا آجکل ای یار گھر گھر ہے
وصال یار مین ہی لطف مینوشی کا ای ساقی — صراحی قہقہہ بھرتی ہے اور چکر مین ساغر ہے
بھلا کیا کام ہمکو واعظون کی باغ جنت سے — ہمین تو روضۂ رضوان سی بڑھکر کوی دلبر ہے
مرض نے عشق کے ایسا کیا لاغر مجھے آخر — کہ میرے جسم پر سبکو گمان تار بستر ہے
گھٹا جاتا ہی دم اپنا تپ فرقت سے او ظالم — خبر لے جلد اب عاشق کا تیرے حال ابتر ہے
جسے دیکھو وہ نالان ہی جسے دیکھو وہ حیران ہے — مرے نالون سے برپا آجکل کیا شور محشر ہے

نہین کچھ فکر ہمکو سختی میدان محشر کی
ہمین کافی حفیظ اب دامن آل پیمبر ہے

نہ دیجئے ہمین بوسہ جناب بہتر ہے — عوض ثواب کے لیجئے عذاب بہتر ہے
شب فراق مین بھی کچھ تو مشغلہ ہی ضرور — تڑپ تڑپ دل خانہ خراب بہتر ہے
کہا جو مین نے کہ فرقت مین دم الجھتا ہی — کہا تمھارے لئے اضطراب بہتر ہے
شب وصال نہ بگڑو عبث خدا کے لئے — خطا معاف تمھین بس حجاب بہتر ہے
نہین غرض ہمین اس ظاہری ستائیش سے — ہمارا دشمن جان ہی خطاب بہتر ہے
جو میری چاہ سے مانع کوئی ہوا تو کہا — مرے لئے وہی خانہ خراب بہتر ہے
بجاے بوسہ زبان منہ مین دیکے کہتے ہین — ترے سوال سے میرا جواب بہتر ہے
جناب حضرت واعظ تمھارے تقوے سے — ہمارے پیر مغان کی شراب بہتر ہے

وہ آئے بہر عیادت تو غیر کے ہمراہ
حفیظ ایسے کرم سے عتاب بہتر ہے

اپنی غزلون مین رقم وصف گل رخسار ہے — ہر ورق دیوان کا میرے تختۂ گلزار ہے

شوق مرگ اب کسکو ہی سر تن پہ کسکا بار ہے
یہ اشارہ کسطرف او ابروے خمدار ہے

گوش زد شاید کوئی پھر فقرۂ اغیار ہی
بے سبب مجھ سے جو یون برہم مزاج یار ہے

رہن ہے پھر حضرت زاہد کی اب دستار ہی
آجکل آباد رند و خانۂ خمار ہے

مین ہون اور تنہائی ہجران بے آزار ہی
آپ ہین اور رات دن کی صحبت اغیار ہی

واقعی یہہ ہی کہ ہم صحرا نورددن کے لئے
روضۂ رضوان تمھارا سایۂ دیوار ہی

ہے اشارہ ابروے خمدار کا کافی حضور
قتل کرنے کو مرے کیا حاجت تلوار ہی

سب ہین مشتاق زیارت رخ دکھا دو تو نقاب
اس لئے مانیکو تمھاری حسرت دیدار ہے

پوچھتا کوئی نہ ہرگز تجکو اے یوسف جمال
میری الفت کی سبب یہ گرمی بازار ہے

ترک الفت کی نصیحت کر رہا ہے کیا مجھے
باز آ ناصح کہ یہہ کوشش تری بیکار ہے

خط کے آنے سے ہوا کیون آپکو حزن و ملال
کون سا گل ہی زمانے مین کہ جو بے خار ہے

وہ خرام ناز سے کر دیتے ہین محشر بپا
یہہ خدا جانے کہ کس انداز کی رفتار ہے

لے خبر بہر خدا جلد او مسیحاے زمان
اب فقط دم بھر کا مہمان یہہ ترا بیمار ہے

سیر باغ ای ہمدمو بی یار کیونکر آئے خوش
میری نظرون مین تو گلزار جنان بھی خوار ہے

ہاتھ سے جوش جنون کے تنگ تھا پہلے حفیظ
ہاے کیا کہئے کہ اب تو سر بھی تن پر بار ہے

جل گیا کیون طور کیا یہہ نور تیرا نار ہے
آزمایش یا کہ پھر طالب دیدار ہے

شور ہے ہنگامہ برپا ہے جہان سرشار ہی
ہے قیامت یا کسیکا فتنۂ رفتار ہے

مژدہ باد اے مرگ اونکے ہاتھ مین تلوار ہے
المدد شوق شہادت سر بھی تن پر بار ہے

عرش پر یا خاص کعبہ پر نہین موقوف ہی
حضرت واعظ یہ دل بھی جلوہ گاہ یار ہے

اونکی مستوری کا بھی اندوہ سا اندوہ ہے
اونکی فرقت مین کوئی بیمار سا بیمار ہے

خار ہی گل کو ترا سنبل پریشانی مین ہے
داغ ہے لالے کو نرگس باغ مین بیمار ہے

تھا جو آغاز جنون زنجیر تھی اک پانون مین | ہاے طوق آہنی بھی اب گلے کا ہار ہے

کیا یہہ دھو جائیگا سب اشک ندامت سی حفیظ
نامۂ اعمال تو دفتر نہین طومار ہے

جسدن سے تیری زلف کا سودا سوار ہے | طرّہ یہہ ہے کہ سر مجھے گردن پہ بار ہے
کی ہم نے غیر سے جو محبت یونہین سہی | دلبر ہمارے آپ کا کیا اختیار ہے
ڈوبا ہوا ہے چاہ مین کس ماہ رو کے یہہ | سیماب کیطرح سے جو دل بیقرار ہے
جو گل ہے تیرے پھول سے رخ پر ہی شیفتہ | زلفون پہ تیری عنبر سارا نثار ہے
سولی بھی دے کوئی تو نہ حق سے پھرین کبھی | منصور کے کلام پہ دار و مدار ہے
اپنے گناہگارونکو بخشیگا یا نہین | منظور کیا تجھے مرے پروردگار ہے
جاتے کہان ہو عید تو مل لو ادھر تو آؤ | سر مہ ہے انکھڑیون مین غضب کا نکھار ہے

افسوس ہی وہ شام سے سوئے ہین ای حفیظ
اونکو خبر نہین کہ کوئی بیقرار ہے

زاہد و مت کو اگر حور جنان درکار ہے | ہم گنہگارون کو اوسکا آستان درکار ہے
حور سے مطلب نہ جنت مین مکان درکار ہے | جو رضا تیری وہی اے مہربان درکار ہے
نام گمنام اور مکان بس لامکان درکار ہے | اونکے وارفتہ کو یہہ نام و نشان درکار ہے
مال و زر اب اس ضعیفی مین کہان درکار ہے | اک کفن دو گز زمین اے آسمان درکار ہے
سالک راہِ فنا کو کیا ہوس دنیا کی ہو | ہمکو یہہ آرائش ہستی کہان درکار ہے
شیفتہ تیرے گل عارض کا ہون اور برق حسن | آتشِ گل سے جلے وہ آشیان درکار ہے
عشق کچھ آسان نہین تاثیر الفت کے لئے | نالۂ دلدوز چشم خونفشان درکار ہے
پھونک دے جو خانۂ اغیار اور بزم رقیب | تجکو اے دل وہ دمِ آتش فشان درکار ہے
خود غرض اغیار اور یہہ جان نثاری خیر ہے | کھینچے بس تیغ ابرو امتحان درکار ہے

کشتہ انداز کو تلقین کی حاجت نہین
خفتگان گور کو کب قصہ خوان درکار ہے

ہجر مژہ اپنا سکوت اونکو کرے بیچین جب
اب خموشی مین بھی تاثیر فغان درکار ہے

نالۂ محزون جرس رخت سفر غم ہے جنون
اور کیا سامان بہر کاروان درکار ہے

جسکو خوش آئے ہمارا یہ دل وحشت سرا
اے **حفیظ** ایسے مکین کو لامکان درکار ہے

دل کے لینے مین تو یہ حجت ہی یہ تکرار ہے
کوئی بوسہ مانگئے تو عذر ہے انکار ہے

رات دن آنکھین کھلی رکھتا ہی شوق دید مین
آئینہ ہم سے زیادہ طالب دیدار ہے

کل تو میخانے سے نکلے تھے بہک کر شیخ جی
آج کیون پینے سے حضرت آپکو انکار ہے

دیکھئے کس کس کو دکھلاتے ہین جلوہ حشر مین
ہر کسی سے وعدہ ہے ہر شخص سے اقرار ہے

ہجر کی شب نیند تو کیا موت بھی آتی نہین
وہ بھی اوسکی طرح میری شکل سے بیزار ہے

رشک دشمن صدمۂ ہجر اور جور آسمان
ایک میری جان کو سو طرح کا آزار ہے

کیا کہون تمسے **حفیظ** اب اوس بت بدخو کی چال
ہر گھری جھگڑا لڑائی ہر گھڑی تکرار ہے

اک وہ ہین اونکو غیر کا ہر دم خیال ہے
اک ہم ہین اونکی یاد ہین جینا وبال ہے

کیا پوچھتے ہو دیکھ لو صورت سوال ہے
کیا تمسے بھی چھپا ہوا کچھ میرا حال ہے

کیا پوچھتے ہین آپ تمنا وصال کی
کیا کہئے اے حضور کہ صورت سوال ہے

کیون آپ چپ ہین خیر تو ہے کچھ تو بولئے
کس بات کا خیال ہے کیسا ملال ہے

اغیار کی خوشی ہوئی مین قتل ہو گیا
بیکار اب حضور کو یہ انفعال ہے

خورشید مین ہے داغ تو دھبا ہے چاند مین
روے جمال یار مگر بے مثال ہے

مین اور اونکی یاد سے غافل غلط غلط
میرا اونھین خیال ہو یہ اک خیال ہے

نالون سے میرے لاکھ قیامت اوٹھا کرے
محفل سے اوسکی غیر کا اوٹھنا محال ہے

نادان ہو شباب پہ کیا جانتے نہیں
ہم عاشقوں میں خواب سے اسکی مثال ہے

میری طرف خطاب ہے دشمن کو دیکھکر
کہتے ہیں ہمکو بزم میں سب کا خیال ہے

اے چارہ گر علاج نے اولٹا اثر کیا
کل سے کچھ اور آج طبیعت نڈھال ہے

دیدار اونکا وعدۂ فردا پہ ہے مگر
فرقت کی ہمکو ایک گھڑی ایک سال ہے

پٹنہ بھی ایک شہر غنیمت ہے اے حفیظ
ہر فرد اس مقام کا اہل کمال ہے

شب فرقت میں ضبط نالہ و فریاد مشکل ہے
ٹھہر جا اے ہجوم غم بہت نازک مرا دل ہے

نکلنا حوصلہ دل کا شب وعدہ بھی مشکل ہے
کہ شرمیلی نگہ سے آرزو بھی نیم بسمل ہے

ترا ایفاے وعدہ اور پھر مجھ سے یہ مشکل ہے
مگر باور جو کر لیتا ہے اب وہ بھی مرا دل ہے

مقابل خنجر ابرو سے اونکے کیوں مرا دل ہے
مرا دل خود مرا دشمن مرا سفاک قاتل ہے

وہاں کیا تذکرہ دل کا مرے عاشق کا یہ دل ہے
جہاں خود اونکا دل اونکی نگہ سے نیم بسمل ہے

تو ہی بے شش جہت میں ہے تو ہی جب قیس و محمل ہے
تری وحدت کا جلوہ بھی مری کثرت میں شامل ہے

ترا جلوہ نظر آئے ترا دیدار ہو جائے
کبھی آسان سی آسان ہے یہی مشکل سی مشکل ہے

جسے تم بیوفا سمجھے ہوئے تھے باوفا ٹھہرا
جسے تم بے حقیقت جانتے تھے یہ وہی دل ہے

غرور حسن اور دعواے یکتائی ہے لاحاصل
یہہ آئینہ تمھارے سامنے مد مقابل ہے

عدو کی جھوٹی تعریفیں ہمارے سامنے توبہ
پھر اوس پر داد ہمسے چاہتے ہو سخت مشکل ہے

وہی ہو حق وہی شور و شغف رندوں میں ہے واعظ
تماشا دیدنی ہے حال والونکی یہ محفل ہے

تصور ہے حسینان جہاں کا خانۂ دل میں
کہ پریوں کا اکھاڑہ ہے کہ حوروں کی یہ محفل ہے

ہماری کشتی عمر اور طوفان بحر ہستی کا
مخالف ہے ہوا ہے ناخدا اور دور ساحل ہے

مجھے لیلےٰ سے مطلب ہے جدھر وہ ہے کیے سجدے
انھیں محمل مبارک ہو جنھیں درکار محمل ہے

چلو جانے بھی دو آپس میں یہ کس کام کی جھگڑے
ہمارا قول لایعنی تمھارا عہد باطل ہے

کہان وہ نور کا چہرہ اور اوسپر حلۂ احمر
تو ہی واعظ بتا انکا مقابل ماہ کامل ہے

نحیف وزار ایسا کردیا درد جدائی نے
کہ اب اک سانس بھی لینا ہمین بس ایک منزل ہے

دو روزہ دولت حسن اور اوسپر تمکو یہہ غرہ
کہ جسکو دیکھتے ہو تم سمجھ لیتے ہو سائل ہے

تمھارے پاس دولت حسن کی ہے اسپہ غرہ ہے
تو بہتر ہے ہمارے پاس بھی اک بے بہا دل ہے

پتا کیا پوچھتے ہو ہم سے تم خانہ بدوشون کا
جہان پہونچے وہ مسکن ہے جہان ٹھہرے وہ منزل ہے

تمھارے سامنے کوئی نہ کیونکر محو حیرت ہو
نہ ہوش اوڑ جائے آئینہ کا کیون کسکے مقابل ہے

ہمین تو معجزہ شق القمر کا یاد آتا ہے
جو کوئی ہمسے کہتا ہے فلک پر ماہ کامل ہے

ہوا معلوم ہے ہمکو عرصۂ محشر مین جب پہونچے
کہ یان بھی ہم مسافر ہین ابھی تک دور منزل ہے

چھپانے سے بھی چھپتی ہے کہین اس ڈھب کی سفاکی
لہو سے میرے تر ابتک زمین کوے قاتل ہے

جسے دیکھا وہان بھی محو نظارہ تجھے پایا
مین سمجھا عرصۂ محشر کو یہہ بھی تیری محفل ہے

بہلجائین تمھاری یاد مین عشاق ممکن ہے
تصور بھی حسینون کا حسینون ہی مین شامل ہے

ادھر دیکھو کہ ہم بھی ہین تمھاری جان نثارون مین
ہمارا نام بھی اس دفتر کامل مین داخل ہے

وہ ہے تیر نگہ جس تیر کو دلدوز کہتے ہین
غضب کی تیغ ہے وہ تیغ جو ابروے قاتل ہے

بڑھائی قید جسم ناتوان نے اور وحشت مین
ہماری آنکھ کا حلقہ بھی زنجیرون مین شامل ہے

عدو بھی ہم بھی تم بھی سب ہین اپنی اپنی حالت مین
تماشا دید کے قابل ہے محشر طرفہ محفل ہے

جہانتک ہو سکے اے منعمو راہ خدا مین دو
نوید مغفرت دنیا مین یہہ آواز سائل ہے

تری زلفون کے قیدی ہین نہین ہرگز یہہ دیوانے
عبث بار گران انکے لئے طوق وسلاسل ہے

ہمارے سامنے لکھا نہین ہے داور محشر
یہہ دفتر کاتب اعمال کا اک فرد باطل ہے

وہ کہتے ہین تڑپنے دو مین کہتا ہون تسلی دو
وہ کہتے ہین کہ بجلی ہے مین کہتا ہون مرا دل ہے

حفیظ خستہ کی بخشش کو یہہ کافی وسیلہ ہے
غلامان غلام شافع محشر مین داخل ہے

روشن خدا کے فضل سے اپنا مقام ہے
پہلو مین شام سے جو وہ ماہ تمام ہے

وہ حور آجکل ہے نہ ساقی نہ جام ہے
بس ایسی زندگی کو ہمارا سلام ہے

کیا کہہ رہی ہو جا نہین سکتے یہہ بام تک
نالون کا میرے عرش برین پر مقام ہے

کیونکر نہ باغ مین رہین راحت سے روز و شب
فصل بہار و دور مے لالہ فام ہے

جلوہ جو آجتک ہمین آتا نہین نظر
پردے مین ایسا ہی کوئی عالی مقام ہے

کل آئینگے وہ کسکی عیادت کے واسطے
یان آج شام تک مرا قصہ تمام ہے

کیا کوئی ہمسری کرے محبوب کی مرے
دیوانہ گر کوئی ہے تو کوئی غلام ہے

بیشک دہن ہے آپکا بمثل لاجواب
فرمائیے حضور اگر کچھہ کلام ہے

کہتے ہو کل نہ آئینگے کیونکر نہ ہو الم
ہمکو شب فراق اجل کا پیام ہے

بخشے نہ کسطرح وہ گنہگار کو حفیظ
بیشک رحیم داور محشر کا نام ہے

نہ سنینگے ہم تو جو زاہد و تمھین شرب مین کلام ہے
وہی پی سکیگا وہان بھی مے جسے یان بھی عادت جام ہے

نہ وہ ہمنشین ہے نہ ساقیا نہ وہ لطف صحبت جام ہے
نہ وہ دل رہا نہ وہ دل لگی فقط اب تو نام ہی نام ہے

کبھو ہے نہ شرط وفا ہی کہ نہ پیار ہے نہ کلام ہے
نہ وہ اشتیاق وصال ہے نہ سلام ہے نہ پیام ہے

جو اوٹھے تو مست شراب سے جو چلے تو فتنے بپا کئے
کبھو حشر جس سے کہ ہو بپا کوئی وہ بھی طرز خرام ہے

نہ یہہ طرز ناز ہے زاہدا نہ جفای لطف قرین ہے گر
تری حور خلد برین کو بھی مرا دور ہی سے سلام ہے

ہے ستم زبان دراز یان کبھی گالیان کبھی کوسنا
تمھین سیع جو دلمین تو لے ہو کوئی یہ بھی طرز کلام ہے

یہہ خدایا کون ہے جلوہ گر یہہ ہے شمس یا کہ یہ قمر ہے
کوئی حور ہے کہ پری ہے یا ہے بت سیمبر لب بام ہے

کرون تمسے ہمدمو کیا بیان وہی میرا بندہ نواز ہے
جسے کہتے داور حشر ہین وہ وہی کریم کا نام ہے

جسے کہتے جان حفیظ ہین جو سراپا جلوہ حسن ہے

وہی آفتاب ضیا فگن وہی شمع ماہ تمام ہے

مجھے ناز اس دلربا پہ بیجا نہین ہے
تری اسمین کیا کیا تمنا نہین ہے

ترا آئی چمکی جو برق تجلی
ہمین اپنے عاشق سے پردا نہین ہے

کسیکا گلہ کیون کرین ہجر مین ہم
کہ دل اپنے قابو مین اپنا نہین ہے

وہ گلشن ہے بلبل مرے داغ دل کا
خزان کا ذرا جسمین کھٹکا نہین ہے

دل اپنا ہے چاہینگے ہم جسکو دینگے
ترا اسمین ناصح اجارا نہین ہے

مین یون گم ہوا ہون تری جستجو مین
تصور مرا مجھکو پاتا نہین ہے

ہراسان ہے کیون اتنا محشر مین قاتل
مجھے خون کا اپنے دعوا نہین ہے

قیامت کا مشتاق کیونکر نہ ہوں دل
قد یار آنکھو نسے دیکھا نہین ہے

جو بھولے سے پی لی تو کیا غم ہے زاہد
حفیظ آدمی ہے فرشتا نہین ہے

جو غیرون سے تمکو کنارا نہین ہے
تو ملنا بھی ہمکو گوارا نہین ہے

بھلا آپ کیا ہونگے صاحب ہمارے
ہمارا ہی دل جب ہمارا نہین ہے

کرو ترک الفت رقیبون سے دیکھو
جو مرنا ہمارا گوارا نہین ہے

گیا کون آغوش سے اوٹھ کے اسدم
کہ پہلو مین دل ہی ہمارا نہین ہے

یہ چھپ چھپ کے ہر روز غیرونسے ملنا
سمجھتے ہو تم آشکارا نہین ہے

بگڑ کر وہ ہمسے کہین جا کے دیکھین
کسی گھر مین اونکا گذارا نہین ہے

جفا کی شکایت پہ بولے بگڑ کر
حفیظ آپ کا کچھ اجارا نہین ہے

بے سبب کب یہ نور دلمین ہے
اوسکا جلوہ ضرور دلمین ہے

کیون نہ آنکھین چڑھی رہین ہر دم
آجکل اک سرور دل مین ہے

آگے ملتے تھے تم صفائی سے / کچھ نہ کچھ اب فتور دل مین ہے

کیا ہوا حسن وہ جو کل تک تھا / کہیئے اب بھی غرور دل مین ہے

سر کو آہین جو روز بھرتا ہون / کوئی حسرت ضرور دل مین ہے

ساتھ اک دن لپٹ کے سو رہیئے / یہہ تمنا حضور دل مین ہے

کب مین پریونکو دیکھتا ہون حفیظ / کھب گئی اپنے وہ حور دل مین ہے

وہ طرز ناز جو اوس شوخ کجکلاہ مین ہے / تمھین بتاؤ تو کوئی بھی مہر و ماہ مین ہے

ہوئی خطائین یہ باعث ظہور رحمت کے / جو کوئی دیکھے تو حکمت ہر گناہ مین ہے

خدا ہی جانے وہان بھی ہو دید یا کہ نہو / ابھی تو وعدۂ فردا بھی اشتباہ مین ہے

عبث تو دیتا ہے ہاتھونکو بار خنجر کا / مرا تو فیصلہ ظالم بس اک نگاہ مین ہے

اشارون سے یہہ اشارے رہین بر سر محفل / اثر سا ہاے اثر وہ تری نگاہ مین ہے

فراق یار مین دلکو ملال سا ہے ملال / الم سا ہاے الم اب کسیکی چاہ مین ہے

نہ پوچھ داور محشر عذاب جور بتان / ہمارا حال اسی دفتر سیاہ مین ہے

بتاؤ واعظو ہم میکدہ سے کیون جائین / دھرا ہی کیا بھلا زاہد کی خانقاہ مین ہے

نسیم روح فزا ہے نسیم کوئی دوست / نشان عیسی دوران کسیکی راہ مین ہے

ملے جو ہمکو بھی جنت حفیظ کیا ہی عجب / کمی ہی کونسی خالق کی بارگاہ مین ہے

یہہ مجازی ہی جو اک پردہ نشین آنکھون مین ہے / وہ حقیقی ہی جو صورت آفرین آنکھون مین ہے

اونکی لب نظرون مین افشان کہین آنکھونمین ہی / گہہ تبسم ہی کبھی چین جبین آنکھون مین ہے

گہہ ادا اونکی نگاہ خشمگین آنکھون مین ہے / گہہ چھری ہی بنکے تری چین جبین آنکھون مین ہے

اوسطرف میرا دل اندوہگین آنکھونمین ہے / اسطرف اوس شوخ کی چین جبین آنکھون مین ہے

زاہدون نے چھان ڈالا دیر اور کعبہ عبث ۔۔۔ جلوۂ کون و مکان سب کچھ یہین آنکھون مین ہے
جلوہ گر ہی کون یارب کون سی ہی جلوہ گاہ ۔۔۔ دل ہی یا کعبہ ہی یا عرش برین آنکھون مین ہی
بھول سکتا ہے بھلا کیونکر ہمین قولِ الست ۔۔۔ لامکان جسکا مکان ہی وہ مکین آنکھون مین ہی
مین نے جسدن سے سُنا قولِ علی العرش استویٰ ۔۔۔ سچ تو یہہ ہی عرش رب العالمین آنکھون مین ہی
طور پہ ہون طالبِ دیدار مین مثلِ کلیم ۔۔۔ نجد مین ہون قیس اور محمل نشین آنکھون مین ہے
کیا بیان کرتا ہی واعظ خلد کو دیکھا بھی ہے ۔۔۔ ہمسے پوچھے کوئی جانان کی زمین آنکھون مین ہے
کس غضب کی کیا کہون ہمدم یہہ ہے عشوہ گری ۔۔۔ حسن بنکر اونکا روی خشمگین آنکھون مین ہے
کیا ٹھکانا ہے شبِ غم مین ترے بیمار کا ۔۔۔ حسرتِ دیدار ہی جانِ حزین آنکھون مین ہے
کسکا سودا تیرا ہی زلفون کا سودا سر مین ہے ۔۔۔ شکل کسکی تیری شکل ای حسین آنکھون مین ہے
کسکا کشتہ تیرا ہی کشتہ دلِ رنجور ہے ۔۔۔ چشم کسکی تیری چشمِ سرمگین آنکھون مین ہے
کسکا دل میرا دل اندوہگین زلفون مین ہے ۔۔۔ زلف کسکی تیری زلف عنبرین آنکھون مین ہے
میرے آغوشِ تمنا مین نہ آئے کسطرح ۔۔۔ تم تو کیا ہو حسنِ صورت آفرین آنکھون مین ہے
وصل کی شب ہائے عرضِ مدعاے وصل پر ۔۔۔ وہ ادا سے اک نگاہ خشمگین آنکھون مین ہے
کیا کہون جسدن سے آنکھین لڑ گئین اوس شوخ سے ۔۔۔ سچ تو یہہ ہی اوسکی چشم سرمگین آنکھون مین ہے
جس سے ہو جاتے تھے سو ٹکڑے دلِ رنجور کے ۔۔۔ اب کرشمہ بنکے وہ چین جبین آنکھون مین ہے
فصلِ گل بے لطف گلستان ابر باران کی بہار ۔۔۔ کیا نہ تھا نظرون مین اور کیا کچھ نہین آنکھون مین ہے
پوچھ لے قاصد پتا ہم سے درِ دلدار کا ۔۔۔ وہ محلہ وہ گلی وہ سرزمین آنکھون مین ہے
نزع کا عالم ہے گھبرائی ہوئی پھرتی ہی روح ۔۔۔ دم کہین لب پر شبِ غم مین کہین آنکھون مین ہے
جل رہی ہین کیون تپِ فرقت مین آنکھین رات سے ۔۔۔ لب پہ ہی یا کوئی آہِ آتشین آنکھون مین ہے
جسسے آنسو میرے پونچھے وقتِ رخصت صبحِ وصل ۔۔۔ دستِ نازک اونکا اونکی آستین آنکھون مین ہی
دیکھئے کیا سیر سنبل کی گلستان مین بھلا ۔۔۔ اک بت کافر کی زلف عنبرین آنکھون مین ہی

گرد ہین اپنی نگاہون مین حسینان جہان
کیا کہون جیسدن سے وہ زہرہ جبین آنکھون مین ہے

سنتے ہین وہ محو آرائش وہان ہین ہمدمو
ہائے ناکامی یہان جان حزین آنکھون مین ہے

وعدہ وانکار دونون کا بھروسا کچھ نہین
انکی ہان اوران حسینونکی نہین آنکھونمین ہے

میرے قاتل کے نشان کا ہی یہ اک کافی ثبوت
اوسکی صورت اوسکی وہ چین جبین آنکھون مین ہے

کیا سمجھکر ہمسے پردہ آپ کرتے ہین بھلا
یان سراپا آپ کا اے مہ جبین آنکھون مین ہے

چند ساعت ضبط نالہ کرکے بھی دیکھا حفیظ
ابتلک وہ سوز آہ آتشین آنکھون مین ہے

بے سبب ہرگز نہین یارو یہہ نور آنکھون مین ہے
اوس قمر طلعت کا جلوہ کچھ ضرور آنکھون مین ہے

جو نہین قائل تمھارے ہین فتور آنکھونمین ہے
جلوۂ کون و مکان سب اے حضور آنکھون مین ہے

جلوہ گہ کسکی ہے یہہ کسکا ظہور آنکھون مین ہے
وادی ایمن ہے یا یہہ برق طور آنکھون مین ہے

روشنی کس ماہ کی ہے کسکا نور آنکھون مین ہے
جلوہ گر یہ کون ہے کسکا ظہور آنکھون مین ہے

جسکا جلوہ دیکھکر موسے گرے تھے بیخود آکر
وہ حسین آنکھون مین ہے وہ رشک حور آنکھون مین ہے

کسکا جلوہ تیرا ہی جلوہ نظر آیا مجھے
نور یہہ کسکا ترا اے رشک حور آنکھون مین ہے

زاہدو تمسکو ملیگا خلد مین جانے کے بعد
یان ابھی سے نشۂ جام طہور آنکھون مین ہے

وہ تو شان اپنی دکھا دیتے ہین ہر ذرہ مین آپ
ہم نہ دیکھین اور نہ سمجھین تو قصور آنکھونمین ہے

ہے لکھا کچھ اور اب محشر مین پڑھتے ہین کچھ اور
کاتب اعمال کی بھی کچھ فتور آنکھون مین ہے

مینہ برستا ہے گھٹا ہے اک حسین پہلو مین ہے
بوتلین مے کی دھری ہین اور سرور آنکھون مین ہے

شب کو جاگے ہو کہین آنکھونمین ڈورے سرخ ہین
وصل کا یا نشۂ مے کا سرور آنکھون مین ہے

آپ کا یہہ غمزہ بیجا ہمارے سامنے
کسطرح کی شرم یہہ کیسا غرور آنکھون مین ہے

وصل کی شب بھی نگاہین جب نہین ہوتی ہین چار
گدگدی سی آپ کی کچھ تو ضرور آنکھون مین ہے

بوسۂ لب پر جو تھا ہے وصل مین بھی احتراز
پہلی ضد پیش نظر پہلا قصور آنکھون مین ہے

لاکھ شرمیلی نگاہون سے کرین توجیہ آپ
شوخیان کھنچ کھنچ کی کہتی ہین غرور آنکھون مین ہے

دیکھکر موقع سے جا بیجا سمجھ لیتے ہین آپ
خیر سے اللہ رکھے اب شعور آنکھون مین ہے

دیکھکر بیچین فرماتے ہین وہ دل سے مرے
تیری جا ای غمزدہ اے ناصبور آنکھون مین ہے

اوسکا جلوہ دیدۂ حق بین مین بھی دلمین بھی ہے
جتنا وہ دلسے قریب او تنا ہی دور آنکھون مین ہے

اوٹھ گیا پردہ **حفیظ** اب ہو رہے ہین محو دید
کیا مزے کا نشہ ہے کیسا سرور آنکھون مین ہے

ادھر میرا گلا میری جبین ہے
اودھر تیغ اور دست نازنین ہے

اودھر اونکی نگاہ خشمگین ہے
اِدھر آنکھین مری اور آستین ہے

کیا تھا ایک نالہ جب سے مین نے
فلک چکر مین گردش مین زمین ہے

مرا دل ہو رہا ہے ٹکڑے ٹکڑے
چھُری ہے یا تری چین جبین ہے

تمھین ہو آج یکتا اے زمانہ
جہان مین اور بھی کوئی حسین ہے

جلا دیگی ابھی بزم عدو کو
جلے دل کی یہ آہ آتشین ہے

ستم اور وہ ستم اوس بت کا مجھ پر
تحمل یہ تحمل آفرین ہے

گواہ درد فرقت ہے مرا حال
ثبوت سوز آہ آتشین ہے

حقیقت مین وہی ہے تیر دلدوز
بظاہر جو نگاہ شرمگین ہے

اوٹھاؤ سر ذرا آنکھین ملاؤ
ادھر دیکھو نگاہ واپسین ہے

ترا کوچہ ہے اوسکا کہ عالم
کہ یہہ گور غریبان کی زمین ہے

قتیل تیغ ابرو اک جہان ہے
شہادت سارے عالم کی یہین ہے

ہمین بوسے لبون کے مانگتے ہین
ہمین کہتے ہین ارمان بھی نہین ہے

تعجب ہے مجھے جوش جنون مین
تمنائے گریبان آستین ہے

تو ہی اے موت آ فرقت کی شب ہے
کوئی ارمان کوئی حسرت نہین ہے

بکھرتی ہین کہین زلفین کسیکی
پریشان کیون دل اندوہگین ہے

پتا اوسکا ملا جو بے نشان ہے
وہی ظاہر ہے جو ظاہر نہین ہے

دل مضطر جسے سمجھے حفیظ آپ
مکان اونکا اونھین کی سرزمین ہے

رات فرقت کی کہ روز انتظار آنیکو ہی
کونسی شئے اے مرے پروردگار آنیکو ہے

آج پیغام وصال گلعذار آنے کو ہی
یا نوید موت اے پروردگار آنیکو ہے

آئیگا مرقد پہ میری کیا مرا عیسی نفس
پھر پلٹ کر روح کیون زیر مزار آنیکو ہے

پھر رہے ہین اپنی نظرون مین جو سامان نشاط
سچ بتا اے جذبہ دل کیا وہ یار آنیکو ہی

ہوگا پھر دست جنون سے اب گریبان تار تار
مژدہ باد اے جوش وحشت پھر بہار آنیکو ہی

نالہ پُردرد تو مین نے کیا مشکل سے ضبط
پرلبون پر جان اب بے اختیار آنے کو ہی

کیا لکھون حال شب غم اور پھر کس سے کہون
کون اب ای موت میرا غمگسار آنیکو ہی

مین نے مانا کروٹین لے لیکے کٹ جائیگی رات
بعد اسکے پھر تو روز انتظار آنیکو ہے

حسرت و درد و الم سب اپنے مہمان ہوچکے
ایک مایوسی تھی وہ بھی اکی بار آنیکو ہے

کیا وہ آئینگے جو میرا غنچہ دل کھل گیا
سچ بتا دے اے صبا کیا پھر بہار آنیکو ہے

اے اجل تاخیر کر یہ آخری دیدار ہے
سن چکی ہے تو کہ وہ غفلت شعار آنیکو ہی

قابل تسکین یہ اے ناصح تری باتین نہین
ایسے فقرون سے مرے دلکو قرار آنیکو ہے

خاک کر ڈالا جلا کر آہ آتشبار نے
جس چمن پر تھا گمان اکی بہار آنے کو ہی

آہ کچھ ارمان و حسرت پر نہین ہے منحصر
یاس بھی بالین پہ میری اشکبار آنیکو ہی

آہ سوزان ہے کسی عاشق کی یا باد سموم
یا کہ آندھی ہے جو سوے کوہسار آنیکو ہی

آفتین سب آچکین فرقت مین اونکی ای حفیظ
اک اجل باقی رہی وہ اکی بار آنے کو ہے

مرجاے تمھارے لئے سودا ہی تو یہہ ہے
تم دلمین رہو دلکی تمنا ہے تو یہہ ہے

دل انسکا ملے مجھکو یہہ ہی کام کا میرے
محشر مین بھی اوس بت کا تقاضا ہی تو یہہ ہے

کیا عذر گنہ داور محشر سے کرینگے
بس ہمکو جو اندیشۂ فردا ہے تو یہہ ہے

دنیا مین کوئی اور ملے یا نہ ملے اب
تم مجھسے ملو میری تمنا ہے تو یہہ ہے

میرا دل بشکستہ وہ کہتے ہین دکھا کر
دیکھو کوئی ٹوٹا ہوا شیشہ ہی تو یہہ ہے

ملنے کی کسیکے ہو قیامت کی سی امید
کیا کہتا ہے بس وعدۂ فردا ہے تو یہہ ہے

بسمل جو کیا میرا تڑپنا بھی تو دیکھو
دنیا مین اگر کوئی تماشا ہے تو یہہ ہے

پہچان سکے آپ بھی عاشق کو نہ اپنے
صورت ہی تو یہہ اور جو نقشا ہے تو یہہ ہی

خود جا کے بنا ہے دل وحشی مرا قیدی
تاثیر تری زلف چلیپا ہے تو یہہ ہے

تم دل مین رہو اور یہہ دل گھر ہو تمھارا
دل ہے تو یہہ ہے دل کی تمنا ہی تو یہہ ہی

ہو خاتمہ بالخیر ملے عیش مخلد
خالق سے حفیظ اب جو تمنا ہے تو یہہ ہے

جور تیرے ہین دل مرا یہہ ہے
ضبط اسے کہتے ہین وفا یہہ ہے

زلف تیری ہے دل مرا یہہ ہے
دیکھ اسیری کا بس مزا یہہ ہی

کہتے ہین جور کو وفا یہہ ہے
اونکی اوسنے سی اک ادا یہہ ہے

خون عاشق کا ان کے ہاتھون مین
کہتے ہین دیکھئے حنا یہہ ہے

آہ و زاری ہے سینہ کوبی ہے
شب فرقت کا ماجرا یہہ ہے

دیجئے بوسۂ لب گلگون
درد فرقت کی بس دوا یہہ ہے

درد دلمین ہے سر مین سودا ہے
دیکھئے حال اب مرا یہہ ہے

رکھ کے خنجر گلے پہ کہتے ہین
خوش ہوئے کیون مری وفا یہہ ہے

میری تقصیر اوسنے جب پوچھی
بوسہ لیکر کہا خطا یہہ ہے

تم نہ اوٹھو ہمارے پہلو سے — آپ ہمارا تو مدعا یہہ ہے

پہلے بگڑے وہ پھر دئے بوسے — ناز بیجا تھا وہ ادا یہہ ہے

زہر دیدو اگر نہ دو بوسہ — ایسے بیمار کی دوا یہہ ہے

نکہت زلف مشکبو لائی — تیرا احسان اے صبا یہہ ہے

میرے پہلو مین آکے وہ بیٹھے — تیری تاثیر اے دعا یہہ ہے

دل بھی لو جور بھی کرو مجھپر — ہان تمھارا تو مدعا یہہ ہے

سب یہ بلا سے وہ خود چلے آئین — نالۂ دل کا مدعا یہہ ہے

ہاے تربت پہ اونکا یہہ کہنا — جان دی اسنے باوفا یہہ ہے

دل دیا پہلے ابتدا وہ تھی — مرمٹے آج انتہا یہہ ہے

گر نہ دل کو حفیظ کرے برباد
تیرے کوچہ کا رہنما یہہ ہے

تنہا جگر ہی مائل تیر نگاہ ہے — دل بھی اسیر حلقۂ زلف سیاہ ہے

فرمائیے تو کسکو ستاتے تھے روز آپ — پہچانئے تو کون بھلا دادخواہ ہے

محشر مین بھی ہے ساتھ کسیکے ہجوم خلق — کوئی گواہ اور کوئی دادخواہ ہے

جب تک نہ اپنے ہاتھ سے وہ پلائے مے — مذہب مین اپنے پیر مغان یہہ گناہ ہے

شمشیر جسکو کہتے ہین ابرو ہے آپ کا — ہے نام جسکا تیر وہ تیر نگاہ ہے

اون کو ابھی یقین نہین ہے کسیطرح — یان صدمۂ فراق سے حالت تباہ ہے

فرقت کی رات ہے کہ اندھیرا ہے قبر کا — یا یہہ رقیب کا کوئی بخت سیاہ ہے

گھایل بیک اشارہ کیا ہے دل و جگر — تیر نگاہ یار عجب بے پناہ ہے

اب آپ وہ ہین آپ نہ ہم وہ رہے حضور — سچ پوچھئے اگر تو فقط اک نباہ ہے

ناصح مدد سہی پہ سمجھاتا ہے دور کی — اتنا ضرور ہے کہ مرا خیرخواہ ہے

کس صحن مین آپ حضرت شیخ آئے ہین یہان
ہر میکدہ کہ یہ بھی کوئی خانقاہ ہے

افسوس ہی رقیب کے حال تباہ پر
بیکس غریب خستہ بہ غم گردہ راہ ہے

جسپر یہہ جا پڑی اوسے بسمل بنا دیا
سچ تو یہ ہے حضور غضب کی نگاہ ہے

الفت مین جب کشش نہین الفت ہو وہ کوئی
تاثیر جسمین ہو نہ کوئی وہ بھی آہ ہے

یکسان رہینگے زیر زمین منعمو سبھی
مر کر گدا گدا نہ شہنشاہ شاہ ہے

بخشا نہ جاے حشر مین ممکن نہین حفیظ
یہ اک غلام سید عالم پناہ ہے

محکوم جس کے ستارے ہین ماہ ہے
تیرا بھی اے حفیظ وہی جان پناہ ہے

اک تم ہو جسپہ ساری خدائی تباہ ہے
اک مین ہون جسکا ایک جہان کینہ خواہ ہی

جلوہ تھا یا کہ نور کوئی یا وہ نار تھا
موسیٰ ہمین تو اسمین ابھی اشتباہ ہی

موہوم کیون ہے وعدۂ فردا ہے روز حشر
بیکار اونکی دید مین بھی اشتباہ ہے

سنتے ہین جسطرح سے ہے کعبہ مین اونکا نور
میدان حشر ویسا ہی اک جلوہ گاہ ہے

اک جستجو ہمین کو نہین اونکی ناصحا
گردش مین آفتاب ہی چکر مین ماہ ہی

مین اور بے طلب ترا دیدار شکر ہے
بندہ نواز یان ہین کرم کی نگاہ ہے

غافل اوسکے نور کا ہے ہر جگہ ظہور
کعبہ کلیسا دیر سبھی جلوہ گاہ ہے

وہ تو قریب تر رگ گردن سے ہے مری
اب مین اوسے نہ ڈھونڈھون تو میرا گناہ ہے

مر کر کسی سے ملتے ہین نام اسکا ہی وصال
ظاہر مین گرچہ ملک عدم کی یہ راہ ہی

مداح صنعتو نکا کسی کے ہے ہر شجر
شاہد زبان حال سے ہر اک گیاہ ہے

ہے آرزو سے دولت دنیا بھی کوئی شے
دنیا کا عز و جاہ کوئی عز و جاہ ہے

جسکو ملی ہے دولت دیدار ہے امیر
اُس در کا جو گدا ہے وہی بادشاہ ہی

سب کچھ ہے اور کچھ بھی قیامت کا دن نہین
طالب کی عید غیر کا روز سیاہ ہے

ہمکو تو بتکدہ مین ملا ہے خدا حفیظ
پر سچ یہہ ہے کہ یہ بھی قیامت کی راہ ہے

نہ تنہا جوشش وحشت پر مرے زنجیر ہنستی ہے
مری ہستی بھی مجھپر اے بت بے پیر ہنستی ہے

تماشا دید کے قابل ہے میری سخت جانی کا
ادھر قاتل کو سکتہ ہے ادھر شمشیر ہنستی ہے

کوئی برگشتہ طالع مجھسے بڑھکر ہو نہین سکتا
بجاے گریہ میرے حال پر تقدیر ہنستی ہے

مری تحریر پر ہنس ہنس کے ثابت کر رہے ہین وہ
کہ مین ہنستا ہون اس سے مجھ سے یہ تحریر ہنستی ہے

ہمیشہ عہد ہوتا ہے ہمیشہ ٹوٹ جاتا ہے
جناب شیخ کی توبہ پہ اب تعقیر ہنستی ہے

یہہ ہے جاے تعجب سخت جانی دیکھکر میری
تری شمشیر اے قاتل دم تکبیر ہنستی ہے

خموشی مین بھی یہ انداز ہے مجکو تو حیرت ہے
تبسم آپ کو ہے یا کوئی تصویر ہنستی ہے

نتیجہ عاقبت فرقت مین اونکی یہ ملا اے دل
کہ نالون پر شب دیجور کی تاثیر ہنستی ہے

بہار آئی نہالان چمن اٹکھیلیون مین ہین
صبا سے آجکل سوسن دم تقریر ہنستی ہے

جفاؤ جور کو تیرے سمجھکر بازی طفلان
ہماری ہمت عالی بت بے پیر ہنستی ہے

مری ناکامیون پر وای قسمت اے حفیظ اب تو
کبھی تدبیر ہنستی ہے کبھی تقدیر ہنستی ہے

یہہ مانا اس سے تسکین دل دلگیر ہوتی ہے
مگر غارتگر ایمان مری تقریر ہوتی ہے

طلب پر بوسہ ابرو کے یہ تعذیر ہوتی ہے
جوابجان اب ہمارے قتل کی تدبیر ہوتی ہے

بیان جو اسطرح کرتا ہے قاصد کی کرامت ہے
وگرنہ میری حالت قابل تقریر ہوتی ہے

مجھے فرقت مین نالان دیکھکر وہ طنز سے بولے
سنا ہے دل جلونکی آہ مین تاثیر ہوتی ہے

بٹھاکر غیر کو پہلو مین مجھپر آپ ہنستے ہین
یہی اب بندہ پرور اب مری توقیر ہوتی ہے

بجاے لخلخہ زلف معنبر وہ سونگھاتے ہین
ہمین اب ہوش مین لانے کی یہ تدبیر ہوتی ہے

کرونگا وصل کے بدلے شب ہجران کی مین خواہش
دعا مین بھی مری برعکس حسب تاثیر ہوتی ہے

اسیرونکا کبھی اپنے تماشا دیکھئے آکر — کہ زندان مین بہار نالۂ زنجیر ہوتی ہے
عجب انداز ہے دلکا کبھی فرقت سے ڈرتا ہے — کبھی اسکو تمنای بت بے پیر ہوتی ہے

شب فرقت مین یاس او بت حفیظ نیم بسمل کے
تصور دل مین پہلو مین تری تصویر ہوتی ہے

بنا دیتی ہے دیوانہ محبت ایسی ہوتی ہے — بشر بیکار ہو جاتا ہے وحشت ایسی ہوتی ہے
وہ آئینے مین اپنا چاند سا مُنہ دیکھکر بولے — جو نظرون مین سما جاے وہ صورت ایسی ہوتی ہے
پس مردن مٹا دیتا ہی قبرون کی نشانون کو — فلک کو خاکسارونسے عداوت ایسی ہوتی ہے
بشر کیا دل فرشتونکا پھسل جاتا ہے ای زاہد — پریزادونکی پیاری پیاری صورت ایسی ہوتی ہے
خدا والی خدا کی راہ مین زر صرف کرتے ہین — خدا سے یہ ملا دیتی ہی دولت ایسی ہوتی ہے
جسے سُنتے ہی آتا ہے کلیجہ مُنہ کو عاشق کا — ہر اک بات اوس پری کی وقت رخصت ایسی ہوتی ہے
بنا دیتا ہے یہ انسان کو دم بھر مین دیوانہ — جنون ہوتا ہے ایسا اور وحشت ایسی ہوتی ہے
کبھی جب سامنا ہوتا ہے یہ آنکھین چُراتی ہین — بتو نسے ہمسے اب صاحب سلامت ایسی ہوتی ہے
کبھی سر اپنا دھنتا ہون کبھی دل تھامے روتا ہون — پڑے ہین جان کے لالے محبت ایسی ہوتی ہے
بتان سنگدل عاشق کے گھر خود کھنچکے آتی ہین — کشش تجھ مین بھی اے جذب محبت ایسی ہوتی ہے
جناب شیخ بھی جمہائیان لے لیکے کہتے ہین — بہت بیتاب ہون پینے کی عادت ایسی ہوتی ہے
تمھارا عکس بھی آئینے مین آتا ہے پہرون مین — نزاکت اسکو کہتے ہین نزاکت ایسی ہوتی ہے
وہ دل سے ساتھہ جاتا ہے تو یہ دم لیکے رہتی ہے — ترا ارمان ایسا تیری حسرت ایسی ہوتی ہے

تڑپ کر کوئی مرجاے تو کچھ پروا نہین انکو
حفیظ ان بیوفاؤنکی طبیعت ایسی ہوتی ہے

شوخ آنکھون مین تمھاری جو حیا ہوتی ہے — اے حسینو وہی عاشق کی قضا ہوتی ہے
لے لیا کرتی ہے دل سینون سے بیتابونکا — ایسی بجلی تیری اداؤن مین ادا ہوتی ہے

یون بھی کرتا ہے کوئی وصل مین عاشق سے حجاب
کہ تری شرم سے شرمندہ حیا ہوتی ہے

تم ذرا کھولدو جوڑا جو دم بادہ کشی
ابھی گردون پہ عیان کالی گھٹا ہوتی ہے

نہین کٹتی شب ہجران مری کیون پیر فلک
صبح اس شب کی نہین ہوتی ہے یا ہوتی ہے

دل کے گاہک نہین ہیو جہہ زمانے مین حسین
کوئی اون کی نگر ایسی بھی ادا ہوتی ہے

آئینہ کہتا ہے دل اپنا بچائین کیونکر
دلستان یار کی ہر ایک ادا ہوتی ہے

اب رسائی ہے تری زلف رسا تک اسکی
اسلئے آہ میرے دل کی رسا ہوتی ہے

ہے اون آنکھونکا تصور جو میری آنکھون کو
حور بچاتی ہے نازل جو بلا ہوتی ہے

دشت وحشت ہے وہ پُرہول بلاخیز زمین
جس جگہ موت کی بھی روح فنا ہوتی ہے

دیکھکر صورتِ صیاد **حفیظ** خستہ
باغ مین روح عنادل کی فنا ہوتی ہے

او پری تجھکو کچھ خبر بھی ہے
حال پر میرے کچھ نظر بھی ہے

دلکے ارمان کس طرح نکلین
کہ شب وصل مختصر بھی ہے

پوچھین گر حال کہنا اے قاصد
دل ہی زخمی نہین جگر بھی ہے

سنے دل [illegible] الفت مین
فائدہ بھی ہے اور ضرر بھی ہے

ہمکو امید زندگی کی نہین
گو شب ہجر کی سحر بھی ہے

آج تم آگئے تو خوب ہوا
کل عدم کو مرا سفر بھی ہے

دل دکھاتے ہو کیون غریبونکے
تمکو روز جزا کا ڈر بھی ہے

غیر پر ہے نگاہِ لطف و کرم
کچھ مرے حال کی خبر بھی ہے

مجھ پہ جور و ستم جو کرتے ہو
اے بت کچھ خدا کا ڈر بھی ہے

کل تو تھا درد دل فقط [illegible]
آج اے یار درد سر بھی ہے

مر رہا ہے **حفیظ** خستہ جگر

تمکو اے یار کچھہ خبر بھی ہے

دل لگانے کی تمنا بھی ہے
اونسے ملنے کا ارادا بھی ہے
لاکھہ الفت مین ضرر ہو لیکن
چاندنی رات بھی ہے تم بھی ہو
قصۂ درد جدائی سنئے

اور شب ہجر کا دھڑکا بھی ہے
جو صنم بھی ہے تمنا بھی ہے
دل خود سر کہین سنتا بھی ہے
مین بھی ہون اور لب دریا بھی ہے
حال دل کا بھی ہے شکوا بھی ہے

صرف اوس بت کا تصور ہی ہے
کہ حفیظ آپنے دیکھا بھی ہے

وصل بھی ہے اوس پری کا ہجر کا شکوا بھی ہے
فصل گل آئی تو ہے پر باغ جائین کسطرح
بیوفا بد جو ستم پرور سبھی اوصاف ہین
کیون نہ اک عالم ہو سودائی تمھارے حسن کا
ہو جئیے بس ہو جکے اب خانۂ دلمین مقیم
ماجرائے سوز فرقت اک ذرا سن لیجئے

بیٹھے ہین باہم یہ مائل بیچ مین پردا بھی ہے
باغبان کا خوف بھی صیاد کا ڈھرکا بھی ہے
سچ تو ہے دنیا مین کوئی آپ سے اچھا بھی ہے
ہے امنگون پر جوانی چاند سا چہرا بھی ہے
آپ کا گھر بھی ہے اور میرا دل شیدا بھی ہے
درد دل بھی ہے ہمارا آپ کا قصہ بھی ہے

سچ تو کہئے کس قمر طلعت پہ دل آیا حفیظ
آنکھو مین آنسو بھی ہے اوترا ہوا چہرا بھی ہے

جانا غیر محبت کی حقیقت بھی ہے
یون تو مین بندۂ احسان ہون تمھارا دل سے
خیر بوسے نہین دیتے تو بگڑتے کیون ہو
آج جسطرح سے ہو آئے گھر پر میرے
دل لگی کچھ نہین ہر ایک سے الفت کرنی

دل لگانے کی اوسے یار لیاقت بھی ہے
اور سچ پوچھو تو تھوڑی سی شکایت بھی ہے
ساتھہ انکار کے اے یار جہالت بھی ہے
وعدۂ وصل بھی ہے آپ کی دعوت بھی ہے
لالہ رو یونکی محبت مین ریاضت بھی ہے

نامہ بر کہتے ہین کیون بھیجتے ہو خط لکھکر
قاصدونکی در دولت پہ سماعت بھی ہے

وصل سے شاد کوئی ہجر سے بیچین کوئی
کوچۂ عشق مین راحت بھی اذیت بھی ہے

بے طلب آج مجھے دیجیئے بوسے رخ کے
یہ تو فرمائیے ایسی کوئی حکمت بھی ہے

کسکو سمجھاتا ہی برسات مین تو واسطے خط
آج کل مین نہین سنتا مجھے فرصت بھی ہے

گر تمھین جوش جنون ہی تو چلو نجد **حفیظ**
دل لگی بھی ہے وہان قیس کی تربت بھی ہے

گو شب غم کا دغدغا بھی ہے
ہمکو الفت کا حوصلا بھی ہے

درد دل بے سبب نہین کہتا
اسمین کچھ اپنا مدعا بھی ہے

داغ پر داغ دل پہ دیتے ہو
اس ستم کی کچھ انتہا بھی ہے

کیون طبیبونکو فکر ہے اتنی
مرض عشق کی دوا بھی ہے

حال دل مین فقط نہین کہتا
ستم و جور کا گلا بھی ہے

بے سبب آپ ہین خفا مجھسے
یا کہ میری کوئی خطا بھی ہے

باغ کی سیر کیجیے چلکر
آج بدلی بھی ہے ہوا بھی ہے

دوستی کیا کرین کسی سے **حفیظ**
کوئی دنیا مین آشنا بھی ہے

ہماری گریہ وزاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے
وہی فرقت کی بیماری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے

سفیدی آئی بالون پر جوانی ہو گئی رخصت
گناہونکی سیہ کاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے

تڑپنا لوٹنا راتون کو رونا سر کو ٹکرانا
وہ دن بھر گریہ وزاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہر سمت پھرنا خاک اوڑانا ٹھوکرین کھانا
بتون کے عشق مین خواری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے

حفیظ اونکو تمھاری حال پر کب رحم آیا تھا
وہی اونکی جفاکاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے

جسکی خصلت سدا جفا کی ہے
اوس سے امید کیا وفا کی ہے

کچھ رقیبون ہی سے نے وفا کی ہے
ہمنے بھی تم پہ جان فدا کی ہے

نکہت زلف لائی ہے شاید
چال مستانہ کچھ صبا کی ہے

مہربان ہے جو آجکل وہ بت
یہہ عنایت مرے خدا کی ہے

اب نہ جائیگا یہہ مرض ہرگز
ہم نے اک عمر تک دوا کی ہے

کیون مداوا طبیب کرتے ہین
ہمکو خواہش نہین شفا کی ہے

لی شب ہجر مین خبر میری
نظر لطف یہ قضا کی ہے

شب ہجران کہین بسر ہو حفیظ
صبح تک مین نے یہہ دعا کی ہے

تربت کی ہے امید نہ صورت کفن کی ہے
مدت سے لاش دھوپ مین مجھ خستہ تن کی ہے

غربت مین چاک جامۂ ہستی نکرا اجل
پرزے مین تنکے روح امانت وطن کی ہے

موجب مہر و مہ نہین گردش مین اتنے دن
ساقی انھین تلاش تری انجمن کی ہے

چپ جاکے اونکے سامنے بیٹھا ہے تانہ مہ
گویا زبان کو نہین قدرت سخن کی ہے

کیونکر کہون جو ہے تری باتون مین آن بان
ہر اک سخن مین نوک تری بانکپن کی ہے

طبع جوان کو ہوتے ہین مضمون نئے پسند
بندش نئی حفیظ ہمارے سخن کی ہے

زلف آپ کی رخ پہ آرہی ہے
بدلی سورج پہ چھا رہی ہے

خاک اپنی صبا اوڑا رہی ہے
تربت کا نشان مٹا رہی ہے

نالون سے ہے زلزلہ زمین کو
آفت مری آہ ڈھا رہی ہے

سوتا ہون لحد مین حور جنت
پاؤن بھی میرے دبا رہی ہے

پھر اوسکی گلی کی یاد آئی
پھر وحشت دل ستا رہی ہے

کیون باغ مین بلبلین ہین نالان | کیا فصل بہار جا رہی ہے
اے یوسفِ حسن چاہ تیری | کیا مجھکو کنوئین جھنکا رہی ہے
آکر مری قبر پر قیامت | نوحہ کر کے جگا رہی ہے
اوس رخ پہ بچھا کے دام وہ زلف | ہر ایک کا دل پھنسا رہی ہے
شیدا ہین ترے یہ مومن و گبر | صورت تری سب کو بھا رہی ہے

مدت سے حفیظ گردش بخت
مجھکو در در پھرا رہی ہے

تیغ اونکی اودھر چمک رہی ہے | روح اپنی ادھر پھڑک رہی ہے
واعظ کی زبان بہک رہی ہے | محفل مرے مُنہ کو تک رہی ہے
اک عمر کٹی ترے نام کی رٹ | برسون ہی مجھکو جھک رہی ہے
باقی نہین درد دل وہ پھر بھی | تھوڑی تھوڑی کسک رہی ہے
آکر جو چڑھا گئے ہین وہ پھول | کیا میری لحد مہک رہی ہے
کچھ تجھکو خبر ہے تیرے در پر | خلقت ہے کہ سر پٹک رہی ہے
تلوار عبث سنبھالتے ہو | سنبھلو بھی کمر لچک رہی ہے
آئینگے نہین وہ نزع مین بھی | جان آنکھون مین کیون اٹک رہی ہے
آئیگی نسیم کو تری چال | بیکار غریب تھک رہی ہے
شوخی کی بھی کچھ کوئی انتہا ہے | بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہے
بلبل کے خزان مین چہچہے کیا | دیوانی ہوئی ہے بک رہی ہے
اللہ رے یہ شباب کا جوش | کیسی شوخی ٹپک رہی ہے
گریان جو ہے باغبان خزان مین | بلبل بھی تو سر پٹک رہی ہے
جس سمت سے وہ گذر گئے ہین | ابتک وہ گلی مہک رہی ہے

گلشن مین بہار کی ہے آمد
خوشبو سے کلی مہک رہی ہے

یون کھُپ گئے وہ نگاہ دل مین
برچھی کی انی کھٹک رہی ہے

آج آتی تو محتسب نے بھی پی
باتون مین زبان بہک رہی ہے

مجھ سے نہ ملا عدو سے ملکر
کیا تیری نظر بھٹک رہی ہے

ہے فصل بہار پیجئے مے
بجلی بھی صنم چمک رہی ہے

کس ناز سے شاخ گل پہ بلبل
پھولون مین بسی چہک رہی ہے

شوخی تری اور تری شرارت
صورت سے تری ٹپک رہی ہے

کیا ہے جو گلاب لاکے بلبل
تربت پہ مری چھڑک رہی ہے

دیکھی ہے تمھاری جب سے مژگان
آنکھون مین مری کھٹک رہی ہے

آئی ہے بہار گل کھلے ہین
بلبل کیا کیا چہک رہی ہے

مدت سے تپ فراق کی آگ
سینہ مین مرے بھڑک رہی ہے

صحرا کو بھی ہے ہماری خواہش
وحشت بھی ہمین کو تک رہی ہے

جس گل کے حفیظ ہم ہین عاشق
نرگس بھی اوسیکو تک رہی ہے

مجھے اوس بت کی فرقت کھو رہی ہے
عبث بدنام وحشت ہو رہی ہے

جزا اپنے عمل کی مل رہی ہے
یہین میری قیامت ہو رہی ہے

وہ مست خواب بزم غیر مین ہے
ابھی تک میری قسمت سو رہی ہے

شب فرقت مین آفت پر ہے آفت
مصیبت پر مصیبت ہو رہی ہے

نہین فرقت مین چشم تر ہے گریان
ہمارا خط قسمت دھو رہی ہے

خیال آیا ہے کسکے گیسوون کا
پریشان کیون طبیعت ہو رہی ہے

قتیل یاس و حرمان و الم ہون
سرھانے میرے حسرت رو رہی ہے

خفا ذکر عدو پر ہین اودھر وہ
ادھر مجھکو ندامت ہو رہی ہی

نہین باور اونھین الفت ہماری
محبت کو بھی عسرت کھو رہی ہی

تماشا ہے جہان کشتہ ہے اونکا
زیارت پر زیارت ہو رہی ہی

وہ راضی وصل پر ہوتے مقرر
یہہ کانٹے میری عجلت بو رہی ہی

خرام ناز سے محشر ہے برپا
قیامت پر قیامت ہو رہی ہی

اگر ان جانی یہ وان قاتل پریشان
یہان ہمکو ندامت ہو رہی ہے

رقیبون ہی کی آمد رفت صاحب
یہہ آپس مین عداوت بو رہی ہے

سنا ہے جب سے ہوگا اونکا دیدار
تمنا ہے قیامت ہو رہی ہے

حفیظ اوس بت پہ ناحق کا ہے الزام
مجھے میری طبیعت کھو رہی ہے

کوہ و صحرا پہ قیامت کی گھٹا چھائی ہی
بلبلین دیوانے بجاتے ہین بہار آئی ہی

باغ ہے ابر ہے اور سبزہ مینائی ہی
بادہ نوشون کی بن آئی ہی بہار آئی ہے

کوئی دیوانہ ہے زندان مین نہ سودائی ہی
بیڑیان توڑکے بھاگے ہین بہار آئی ہے

نزع کے وقت بھلا یار عیادت کیسی
جائیے جائیے اب نیند ہمین آئی ہے

یاد بس آگئے نالے شب تنہائی کے
جب کبھی کانون مین رونے کی صدا آئی ہے

مے نہ پلوائیے للہ مجھے محفل مین
آپ کے سر کی قسم مین نے قسم کھائی ہی

دیکھئے گور غریبان مین بسر کیونکر ہو
نہ ملاقات کسی سے نہ شناسائی ہی

میری میت سے لپٹ کر وہ یہہ فرماتی ہین
لو اوٹھو بھی کہین کیسی تمھین نیند آئی ہی

گھو دیئے جاکے ضعیفی مین بتون کو کیونکر
اب وہ طاقت ہی بدن مین نہ وہ بینائی ہی

اس گنہگار کو کیا پوچھتے ہین آپ حضور
یہہ وہی خستہ حفیظ آپ کا شیدائی ہے

تیغ ابرو بہت پیر بہت اچھی ہے
قتل عاشق کی یہہ تدبیر بہت اچھی ہے

سنکے احوال دل زار وہ فرماتے ہین
جھوٹھ یا سچ ہو یہہ تقریر بہت اچھی ہے

ہر گھڑی پیش نظر رکھے تصویر اوسکا
دل کے بہلانے کی تدبیر بہت اچھی ہے

تم عوض بوسون کے دشنام دئے جاتے ہو
ہم سے کہہ جائین یہہ تقریر بہت اچھی ہے

ہنسکے فرماتے ہو تم پاس سے ہٹ کر بیٹھو
ہان یہہ مہمان کی توقیر بہت اچھی ہے

آپ خواہان مرے ہین آپ کا شیدا ہون مین
کسکی فرمائے تقدیر بہت اچھی ہے

اوسکو جب لکھتا ہون آج آؤ مرے گھر شب کو
پڑھکے کہتے ہین یہ تحریر بہت اچھی ہے

تم اجیو [illegible] آکے پہلو مین
بندہ پروری تقدیر بہت اچھی ہے

کوچۂ دلدار مین جایا کرو تم روز حفیظ
اوس سے ملنے کی یہہ تدبیر بہت اچھی ہے

جوبن سے آج تم پر مستی لگی ہوئی ہے
زلفین بنی ہوئی ہین چوٹی گوندھی ہوئی ہے

کیونکر نہ ہجر مین ہم ٹکرائین اپنے سر کو
تقدیر مین تو اپنی ایذا لکھی ہوئی ہے

اچھا وہ لیکے بیٹھین غیرون کو اب بغل مین
یان بھی تو اور ہی کچھ دلمین ٹھنی ہوئی ہے

حسرت سے غیر سنکر کیا کیا جلے ہین یارو
جسدن ہمارے اونکے کچھ دل لگی ہوئی ہے

میدان حشر مین ہم غم اپنا کس سے کہتے
دیکھا تو اپنی اپنی سبکو پڑی ہوئی ہے

جاگا کہین سے جاکر تو رات بھر مقرر
آنکھون مین نیند ظالم تیری بھری ہوئی ہے

عقبے کو بیٹھکر ہم دنیا مین کیا بنائین
مہلت کہان اجل تو سر پر کھڑی ہوئی ہے

نظرون مین اب ہماری کوئی نہین سماتا
صورت کسیکی ایسی دلمین کھبی ہوئی ہے

کس سے خفا ہوئے ہو مجھ سے تو کچھ کہو تم
چہرا ہے تمتمایا تیوری چڑھی ہوئی ہے

دنیا مین کیا کسی سے امید کوئی رکھے
احباب چلدئے ہین جب کچھ کڑی ہوئی ہے

کہنا زبانی قاصد جو حال دیکھتا ہے
رونے کی تو حقیقت خط مین لکھی ہوئی ہے

ساون کا ہے مہینا کیونکر نہ باغ جائین
بجلی چمک رہی ہے بدلی گھری ہوئی ہے

جب سے حفیظ اوبھے زلفون مین اک پری کی
دل کو ہماری ہمکو دل کی پڑی ہوئی ہے

شیخ جی آپ نے دستار یہ کیا رکھی ہے
ایک آفت ہے کہ سر اپنے لگا رکھی ہے

آرزو دلمین جو مدت سے نہان تھی میرے
خاک مین تمنے شب وصل ملا رکھی ہے

قتل عشاق ہے ابرو کا تمھارے شیوہ
گویا ہر لحظہ تہ تیغ قضا رکھی ہے

دل مرا پاس نہین آپ کے دیکھین تو حضور
زلف پر پیچ مین کیا چیز چھپا رکھی ہے

اوسنے تو وعدہ دیدار کیا ہے لیکن
شرط بھی وعدہ فردا کی لگا رکھی ہے

آسمان ڈھاتے کبھی عرش برین تک پہونچے
میرے نالون نے تو اک دھوم مچا رکھی ہے

گالیان تک مجھے دیتے ہین محبت مین حضور
کون سی بات مرے حق مین اوٹھا رکھی ہے

بوسہ لینے مین تو ایجان خفا ہوتے ہو
وصل کے واسطے کیا تم نے منا رکھی ہے

آج بھی گھر مرے آئیگا نہ وہ کل کیطرح
سنتے ہین پاؤن مین ملنے کو حنا رکھی ہے

زرد رخسار ہین لب خشک ہین آنسو ہین روان
یہہ حفیظ آپ نے کیا شکل بنا رکھی ہے

ہنسی اوس لب کی جو غنچون نے اوڑا رکھی ہے
چھوٹے سے منہ پہ بڑی بات بنا رکھی ہے

میکدہ سر پہ اوٹھایا ہے بہار آئی ہے
اپنے رندون نے عجب دھوم مچا رکھی ہے

دل عشاق پھنسانے کے لئے یہہ تم نے
جال پھیلایا ہے یا زلف رسا رکھی ہے

مرض ہجر کا غیرون کے تو کرتے ہو علاج
کچھ مرے درد کی بھی تم نے دوا رکھی ہے

وصل کی شب بھی لپٹ کر نہین سوتے ایجان
آرزو خاک مین کیون تم نے ملا رکھی ہے

ہو جو دلدادہ اوسی پہ یہہ جفا کرتے ہین
ان بتون نے تو عجب رسم وفا رکھی ہے

اونکے آنے مین توقف ہے تو اچھا وہ نہ آئین
ملک الموت نے کیون دیر لگا رکھی ہے

تیوریاں مجھ پہ چڑھائی ہین تو آنکھین بھی دکھا
یہہ ادا کے لئے تو نے اوٹھا رکھی ہے

مے کی تلچھٹ نظر آتی ہے جو بوتل مین حفیظ
وقت بیوقت کو تھوڑی سی لگا رکھی ہے

اوس ستمگار کی ہمدم یہہ ادا کونسی ہے
پوچھتا ہے تمھین مرغوب جفا کونسی ہے

کیا خفا آپ ہین کیون میری خطا کونسی ہے
بات آبائی صدجور وجفا کونسی ہے

تم ہو بزم مین اغیار کی تڑپا مین کرون
مجھکو حیرت ہے کہ یہہ رسم وفا کونسی ہے

بہر تسکین دل زار وہ آئین جس سے
ہمدمو یہہ تو بتاؤ وہ دعا کونسی ہے

بوسہ لب پہ تو بل آگئے تیور پہ حضور
ہنس پڑین آپ جو وہ بات بھلا کونسی ہے

ہین تو تم ماہ لقا ہر انداز پہ [illegible] ایمان
جس پہ خود آپ ہین مائل وہ ادا کونسی ہے

جس سے آیا نہ گیا بہر عیادت کبھی کبھی
ایسے بے رحم سے امید وفا کونسی ہے

یون تو ہے موت سبھی کیلئے واعظ لیکن
شب ہجران مین جو آئے وہ قضا کونسی ہے

مجھکو فرصت نہ غشی سے ملی دو دو دن تک
ایسے بیمار محبت کی دوا کونسی ہے

کر نہین سکتی ہے تسکین دل اوس شوخ کا جب
تجھ مین تاثیر بھلا اے آہ رسا کونسی ہے

نکہت زلف معنبر بھی نہین لاتی جب
تجھ سے امید بھلا اے باد صبا کونسی ہے

تمکو لپٹا لے گلے سے نہ ہو لیون ناز تجھے
اس سے بڑھکر کے مزیدار خطا کونسی ہے

کوئے دلدار کی تعریف نہین ہے یہ اگر
واعظو دوسری جنت کی فضا کونسی ہے

سنتو نے بھی نہ سمجھا دل بیتاب حفیظ
تمھین بتلاؤ کہ پھر میری خطا کونسی ہے

کسیکے ہاتھ مین مہندی لگی ہے
مرے دست ہوس کی بن پڑی ہے

شب غم جان پر آ کر بنی ہے
ارے دل دل لگانا دل لگی ہے

وہان وہ تیغ ابرو کھینچ رہی ہے
یہان خود شوق مین گردن جھکی ہے

نہین آتی ہے یہہ بھی تیسری کی شب
اجل بھی آج ظالم مر رہی ہے

سمائی یہہ خودی دلمین بتون کے
خدائی کا بھی دعوے دل لگی ہے

خیال افعی گیسو مین آخر
بڑی دکھ سے شب فرقت کٹی ہے

یہی ہے تربت عاشق کی پہچان
برستی اوسپہ ہر دم بیکسی ہے

گوندھی ہے موتیون سے زلف تیری
شب فرقت مری تارون بھری ہے

حسینون سے ہے آنکھین چار کرنی
بڑی قسمت کی اچھی آرسی ہے

کہان مین اور کہان وہ حور کا مل
الٰہی خواب ہے یا بیخودی ہے

حفیظ آنکھون مین کوئی کیا سمائے
مری آنکھون مین وہ صورت بسی ہے

صبا جب چال اوس گل کی چلی ہے
ہنسی کیا کھل کھلا کر ہر کلی ہے

کبھی گر شمع تربت پر جلی ہے
ہوا اوسکے بجھانے کو چلی ہے

اوٹھیگا فتنۂ محشر وہین سے
قیامت فتنہ خیز اوسکی گلی ہے

دل حاسد نہ دو ٹکڑے ہو کیونکر
کہ یہہ خامہ مرا تیغ علیؑ ہے

دم محشر تو نکلے حسرت دید
مری آنکھون مین یا رب یہہ پلی ہے

ہوا کب صبح محشر روز غم ختم
ابھی تو دوپہر اسکی ڈھلی ہے

حسینونکی جڑی ہین اوسپر آنکھین
گلے مین اوسکے جو چمپا کلی ہے

عجب انداز سے شمشیر قاتل
گلے پر میرے رُک رُک کر چلی ہے

لطافت یہہ طبیعت مین ہے میری
کہ پی ہے مین نے تب جب مے جھلی ہے

پتنگونکو جلا کر شمع شب بھر
کسیکی بزم مین آخر جلی ہے

عبث محشر سے مین جنت مین آیا
کہان یہہ میرے قاتل کی گلی ہے

وہ بولے خون دل ہاتھون مین ملکر
نئی رنگت کی یہہ منہدی ملی ہے

حفیظ اوس گیسوے مشکین سے لیکر
صبا گلشن مین کیا کیا اوڑ چلی ہے

وہان اوس شعلہ رو کی اب شرارت بڑھتی جاتی ہے
دل شوریدہ سر کی یان حرارت بڑھتی جاتی ہے

اودھر اغیار پر چشم عنایت بڑھتی جاتی ہے
ادھر ظالم کی اسپر بھی محبت بڑھتی جاتی ہے

کیا ہی وعدہ فردای قیامت کا جو اوس بت نے
قیامت ہی تمناے قیامت بڑھتی جاتی ہے

یہ آتے ہین عیادت کو ہماری غیر کو لیکر
یہہ سنکر اور بھی دلکی حرارت بڑھتی جاتی ہے

اودھر وہ دشمن جان ہے ستم کرنے پہ آمادہ
ادھر دلکو مرے اوسکی محبت بڑھتی جاتی ہے

نہ تو واقف کسی سے تھا نہ تجھسے کوئی واقف تھا
تری شہرت مرے دلکی بدولت بڑھتی جاتی ہے

صفائی لاکھ چاہی ہین نے باہم ہاے کیا کہئے
مگر اوس دشمن جان کی کدورت بڑھتی جاتی ہے

حفیظ اب پھر ہوا ہے ولولہ صحرا نوردی کا
بہار آئی ہے پھر اب دلکی وحشت بڑھتی جاتی ہے

سنا ہے جب سے گھر اونکے رقیبونکی رسائی ہے
نہ دلکو چین آیا ہے نہ شب کو نیند آئی ہے

کیا جب وصل کا وعدہ مقرر جھوٹ ہی نکلا
تمھاری بات صاحب ہمنے اکثر آزمائی ہے

الٰہی خیر رنگ اپنا نظر آتا ہے کچھ بیڈھب
پسا جاتا ہے دل میرا حنا اوسنے لگائی ہے

گلا کٹنے کا کچھ بھی غم نہین یہہ خوف ہے مجکو
کہین موچ آنہ جاے آپکی نازک کلائی ہے

پئے دو چار جام اے ساقی گلفام گلشن مین
ہوا کیا سرد چلتی ہے گھٹا ہر سمت چھائی ہے

فلک کچھ روز تو اب وصل سے دلشاد کرنے دے
فراق یار مین ہمنے بہت ایذا اوٹھائی ہے

بنا سکتے ملائک کسطرح یہ شکل یہہ نقشہ
خدا نے دست قدرت سے تری صورت بنائی ہے

بہت تم کرچکے آرام بس اب اے **حفیظ** اوٹھو
یہ کہکر کسنے میری قبر کو ٹھوکر لگائی ہے

کیون خفا ہوتا ہے ظالم ارے کچھ خیر تو ہے
ہم رہین یا نہ رہین پاس ترے غیر تو ہے

لائیے لائیے بس دیجئے بوسہ مجکو
کیسے جھگڑے ہین یہ بیکار کی کچھ خیر تو ہے

ہمکو سجدہ سے ہی مطلب کہین ہو کرینگے
زاہد و کعبہ نہین تو نہ سہی دیر تو ہے

سیکڑون جام دئے اورونکو تونے ساقی
سے ادھر بھی کوئی چلوہ عمل غیر تو ہے

دیر کو رند تو کعبہ کو ہین زاہد جاتے
مطلب ایک ہی ہے مگر دونون مین اک بیر تو ہے

سدھ دوپٹہ کی نہ ہی ہوش تمھین پردیکا
کیسے گھبرائے ہوئے آتے ہو کچھ خیر تو ہے

چلئے گلزار جنان کی کرین اب سیر حفیظ
گو وہان بھی نہین کچھ لطف مگر سیر تو ہے

شوخی تری او بت بخدا اور ہی کچھ ہے
انداز قیامت سے ادا اور ہی کچھ ہے

اے اہل وفا میری وفا اور ہی کچھ ہے
اور اوس بت کافر کی جفا اور ہی کچھ ہے

اغیار کو منہ جب سے لگا رکھا ہے تونے
تب سے تری باتون کا مزا اور ہی کچھ ہے

گلزار جنان کی بھی فضا گو ہے نرالی
پر یار کے کوچے کی ہوا اور ہی کچھ ہے

ہر گل سے جگر چاک فغان کرتی ہے بلبل
اس سال گلستان کی ہوا اور ہی کچھ ہے

یہ حضرت واعظ تو بیان کرتے ہین کچھ اور
پر غور سے دیکھو تو خدا اور ہی کچھ ہے

پھر اوسنے کہو حال حفیظ جگر افگار
وہ سمجھا ہے کچھ ہمنے کہا اور ہی کچھ ہے

برسات مین فراق ہو اوس آفتاب سے
تکرار ہا ہون سر کو مین جام شراب سے

عاشق تمہارے چین سے سوتے ہین قبر مین
اچھا ہوا کہ مر گئے چھوٹے عذاب سے

غنچہ کی شکل سینہ مین دل میرا کھل گیا
وہ لال لال گال جو دیکھے گلاب سے

جسدن سے زلف یار کا سودا ہوا اسے
ہم بھی بگڑ گئے دل خانہ خراب سے

کیا ڈر ہے عاصیو تمھین بخشے گا وہ ضرور
اقرار کر چکا ہے رسالت مآب سے

جوبن غضب کا آج تو ہے سر سے پانون تک
جی چاہتا ہے دوڑ کے لپٹون جناب سے

عاشق ہین آپکا ہون نہ عاجز ہین آپ سے
پھر دل حضور مانگتے ہین کس حساب سے

کب تک سنینگے آپ رقیبونکی گفتگو
کچھ ہم بھی عرض حال کرین اب جناب سے

غفلت ہی خوب تھی کہ بہ آرام سے رہا
رویا مین اپنے حال پہ چونکا جو خواب سے

آباد بھٹیان ہوئین کیا آگئی بہار
میخوار مانگتے ہین جو پانی سحاب سے

رات تو تمام ہو گیا [illegible] ہی ہوئی
اب تو دکھاؤ چاند سا منہ تم نقاب سے

کس سے کہون فراق مین گذری جو کچھ حفیظ
کیا کیا ہوا نہ حال مرا اضطراب سے

خطا کوئی ہوئی کیا اس دل رنجور و مضطر سے
جو منہ پھیرے ہوئے بیٹھے ہو صاحب تم مکدر سے

ہمارے نالۂ دل سے جو پتھر ہو تو گھل جائے
مگر اوس سنگدل کا دل کہین بڑھکر ہے پتھر سے

اشارون سے بہت وہ روکتے جاتے ہین گو مجھکو
دیکھ پڑتا ہون اوسے بھی سر محفل مین اکثر سے

کرون گر ایک نالہ آسمان گردش مین ہو اور تم
کلیجہ تھام کر اپنا نکل آؤ ابھی گھر سے

نہ وہ لطف ملاحت ہے نہ ہرگز وہ صفائی ہے
بھلا نسبت قمر کو کیا ہے میرے ماہ انور سے

سنیگا حال دل کب گوش دلسے وہ جفا پرور
تنفر ہے جسے مدت سے مجھ بیتاب و مضطر سے

رقیبون سے تمھین الفت ہوا اور ہم سے عداوت ہے
نہین تمسے شکایت ہے گلا ہے یہ مقدر سے

سمجھکر اپنا دیوانہ جفا کیا کیا وہ کرتے ہین
لگا کر دل بہت پچھتائے ہم ایسے ستمگر سے

خدا کیواسطے سر تو اوٹھاؤ منہ سے کچھ بولو
حفیظ خستہ نے کیا کی خطا کیون ہو مکدر سے

نہان نظرون سے رہتے ہین جدا ہین خانۂ دل سے
تصور مین بھی آتے ہین تو آتے ہین وہ مشکل سے

نہ نکلیگا کوئی ارمان اگر ارمان بھرے دل سے
تو کیا مشکل ہے مرجانا لپٹ کر تیغ قاتل سے

نہ پھیرو خدا کیواسطے آواز سائل سے
بڑی نعمت ہے یہ دنیا مین ملتی ہے یہ مشکل سے

ہمارے دل کے آئینہ مین کیون دیکھا جمال اپنا
غضب ہے تم مقابل ہو گئے تیر مقابل سے

صدا نالونکی میرے جب وہ سُنتے ہین تو کہتے ہین
نگاہونمین وہ رہتے ہین یہ دکھلائی نہین دیتے

کہین بہتر ہے میرا خانۂ دل بزم دشمن سے
مین کہتا ہون کہ نفرت ہے وہ کہتے ہین کہ الفت ہے

اشارے پھر رقیبون سے ہوئے ہین بزم دشمن مین
وہ شاید جا رہے ہین دل سے میرے وقت رخصت ہے

سُناؤن حال دل تمکو اگر سُنلو کہ مجنون کی
تڑپ جانیکو بجلی ہے ضیا مین ماہ انور ہے

نیا انداز ہے اللہ رکھے میرے قاتل کو
ہین گم کردہ رہ ہستی جہان مین ہم مسافر ہین

مخالف ہی ہوا ای ناخدا اور بحر ہستی مین
رہ بحر حقیقی بھی مجازی ہی سے ملتی ہے

فنا کے بعد عمر جاودان کا حال کھلتا ہے
ٹھکانا کیا شب غم مین ترے بیمار فرقت کا

ہجوم طالب دیدار ہے اک حشر برپا ہے
انھین خود کھینچ لائیگا یہ آغوش تمنا مین

تصور آپ کا اور آپ کی تصویر رہتی ہے
یہی نالے مرے عرش معلیٰ کو ہلاتے تھے

مرا طالب ہی جو مطلوب ہے سارے زمانیکا
ہمارے جذبۂ الفت نے بے پردہ کیا آخر

مزا ہو آپ محشر مین کہین گھبرا کے یہ مجھ سے

دماغ اپنا پریشان ہوگیا شور عنادل سے
بھری محفل مین بیٹھے ہین مگر پنہان ہین محفل سے

کہین روشن ہو داغ دل تو نکلی شمع محفل سے
مین کہتا ہون کہو کس سے وہ کہتے ہین ترے دل سے

ہوا زخمی دل مجروح پھر ابروے قاتل سے
صدا نالۂ دل آ رہی ہے خانۂ دل سے

کہانی ملتی جلتی ہے مرے افسانۂ دل سے
ملاتے ہو عبث تم دل ہمارا شمع محفل سے

تڑپنے کا سبب بھی پوچھ لیتا ہے وہ بسمل سے
عدم کے جانیوالے ہین پڑے ہین دور منزل سے

ابھی تک کشتی عمر رواں ہے دور ساحل سے
پتا ملتا ہے اوس دریا کا اس دریا کے ساحل سے

سراغ منزل آخر ملیگا پہلی منزل سے
کہ لب تک سانس بھی آتی ہے تو آتی ہے مشکل سے

صدائے لن ترانی آتی ہے لیلی کی محمل سے
ہمین امید ہے پوری ہمارے جذب کامل سے

ہمارا دل کہین اچھا ہے ایمان آپکی دل سے
لبون تک اب مرے فریاد بھی آتی ہے مشکل سے

نتیجہ یہہ ملا ہے مجکو میرے جذب کامل سے
نگاہون مین چلی آئی وہ خود آغوش محمل سے

چلو خلوت مین جنت کی قیامت خیز محفل سے

حفیظ اب کوچۂ محبوب بہتر خلد سے بھی ہے
زمین یثرب کی افضل ہے کہیں فردوس منزل سے

نہیں معلوم کیوں وہ بت خفا ہے اسقدر ہم سے ۔ صفائی کب سے رکھتا ہے مکدر ہے مگر ہم سے

بگڑ ہر بات پر اتنا نہ اے رشک قمر ہم سے ۔ غضب ہوگا کہیں بدلی اگر تیری نظر ہم سے

لگا کر اوس بت بے رحم سے دل ہم تو پچھتائے ۔ ذرا سی بات پر بگڑا ہے بدلی ہے نظر ہم سے

نہ وہ اگلی سی باتیں ہیں نہ وہ تمکو محبت ہے ۔ خدا جانے کہ بدلی آجکل ہے کیوں نظر ہم سے

بھلا بیفائدہ تشویش تو جراح کرتا ہے ۔ ارے زخم جگر یہہ خشک ہو سکتے ہیں مرہم سے

کریں گر ایک نالہ عرش تک چکر میں آجائے ۔ ستا اتنا نہ تو اے آسمان للّٰہ ڈر ہم سے

مداوا کسلئے بیکار تو جراح کرتا ہے ۔ بھلا زخم جگر اچھا یہہ ہو سکتا ہے مرہم سے

کبھی نالے نہیں کرتے کبھی شکوے نہیں کرتے ۔ بھلا پھر کسلئے کیوں آپ کرتے ہیں حذر ہم سے

اوٹھا دو اب نقاب رخ دکھا دو صورت زیبا ۔ کرو پھر خدا پروا نہ اے رشک قمر ہم سے

یہہ سب بیفائدہ کوشش تمھاری اے طبیبو ہے ۔ قیامت تک جدا ہوگا نہ یہہ درد جگر ہم سے

اثر ہم میں نہوتا گر نہ آتے وہ نہ آتے وہ ۔ یہہ کہتے ہیں ہمارے نالہا سے پر اثر ہم سے

خطا کی ہے کسی نے آج بھی فرمائے صاحب ۔ نظر آتے ہیں کیوں کل کیطرح پھر آج برہم سے

مچا رکھا ہے اتنا وصل میں کیوں شور پہلے سے ۔ نکالی ہے عداوت تو نے کیا مرغ سحر ہم سے

نہ شب کو نیند آتی ہے نہ دنکو چین آتا ہے ۔ جدا جبدن سے اے دل ہوگیا وہ سیمبر ہم سے

نہ نکلا وصل کے دن بھی کوئی ارمان اس دل کا ۔ جھگڑتے ایک بوسے پر رہے وہ رات بھر ہم سے

حفیظ اپنے کئے کی آپ ہمنے یہ سزا پائی
شکایت اونکی بیجا ہے جو وہ ہیں بیخبر ہم سے

کبھی کوئی شکایت یا گلا اپنا سنا ہم سے ۔ خفا کیوں ہوگئے کیا ہوگئی ایسی خطا ہم سے

نہ اب آنسو ہی تھمتے ہیں نہ دلکو چین آتا ہے ۔ ہوا ہے جب سے اے ہمدم وہ بے پروا جدا ہم سے

غم و درد جدائی نے یہان تک کر دیا عاجز
پریشان ہین مرض سے ہم تو حیران ہین دوا ہمسے

مرض نے عشق کی نوبت یہانتک ابتو پہونچائی
دوا سے ہم ہوئے نادم ہوئی عاجز شفا ہم سے

بتو انصاف سے بولو تعلّی کی نہ لو ہرگز
ہے ایجاد جفا تم سے تو بنیاد وفا ہم سے

نہ لی ہمنے اجازت اور لپٹ کر لے لئے بوسے
جو کچھ چاہو سزا دو تم ہوئی اب تو خطا ہم سے

پریشانی نہین دلکو ہمارے بے سبب ہمدم
مگر یہ کرتی ہے شاید تری زلف رسا ہم سے

خدا کی شان دیکھو جب لبون پر سانس آئی ہے
ادا کرنے کو تب آئے ہین وہ شرط وفا ہم سے

حفیظ اس دل لگانیکا نتیجہ ملگیا آخر
جسے ہم دوست سمجھے تھے وہ کرتا ہے دغا ہمسے

خوشی مین دن بسر ہوتے ہین یا روتے ہین ہم تم
ہمارا حال کیون پوچھو تمھین مطلب غرض ہم سے

نہ رویا جائیگا ہم سے نہ ہنسا جائیگا ہم سے
کوئی کہتا ہے نکلا یہ مری بزم ماتم سے

ہمین مطلب نہ کچھ تم سے نہ تمکو کام کچھ ہم سے
چلو اچھا ہوا فرصت ملی ہر روز کے غم سے

رقیب روسیہ کہین نہ کیون بغض و حسد ہمسے
عداوت مٹ نہین سکتی کبھی شیطان کی آدم سے

برا ہے یا بھلا جو کچھ ہے وہ تمکو مبارک ہو
عدو کا تذکرہ کیون ہر گھڑی کرتے ہو تم ہمسے

تری صورت مری الفت سے حسن و عشق باقی ہے
اوسے زینت ترے دم سے اسے رونق ہوئی ہم سے

ابھی ٹھہرو ابھی بیٹھو طبیعت تو بہلنے دو
ہمارا حال دل اسوقت کچھ پوچھو نہ تم ہم سے

نہ بزم سوگ مین تم بزم عشرت چھوڑ کر جاؤ
مرے عاشق تو مر جا تمھین کیا کام اس غم سے

حفیظ اب تم نہین رکھتے جو اونکی دید کی خواہش
تو کیون حسرت ٹپکتی ہے تمھاری چشم پرنم سے

مجھی پر بس ستم کر لو جہانتک ہو سکے تم سے
بتو تم آزما دیکھو جہانتک ہو سکے تم سے

نہ بہلیگا شب فرقت مین یہ باتونسے ای ہمدم
دل مضطر کو سمجھا لو جہانتک ہو سکے تم سے

اوٹھائے اسطرح کوئی ستم تو میرا ذمہ ہے
ستا لو اے بتو مجھکو جہانتک ہو سکے تم سے

تمھارے کشتۂ ابرو قیامت تک نہ اوٹھینگے
یہہ ہے وہ نیند چونکا لو جہانتک ہو سکے تمسے

جنازہ دیکھکر میرا وہ گھبرا اٹھینگے اے ہمدم
بعجلت لاش اوٹھوا دو جہانتک ہو سکے تمسے

قاتل اسقدر بیتاب [illegible] قتل مین میرے
کرو تعجیل جلادو جہانتک ہو سکے تم سے

جسم مین خاک ہون شوق ست صدمے اوٹھا لونگا
سراپا جور تم کر لو جہانتک ہو سکے تم سے

دل مضطر تجھے بردہ نشاط غیر مین لایا
اسکو تم سزا ابھی دو جہانتک ہو سکے تمسے

نہ تاثیر اپنی دکھلاؤ مجھے تڑپاؤ فرقت مین
ستا لو تم بھی اے نالو جہانتک ہو سکے تمسے

[illegible] جو میری زندگی چاہو
کرو جلدی کہا مانو جہانتک ہو سکے تم سے

نہ سمجھا یہہ دل وحشی تو سمجھائے کسیکے بھی
حفیظ اب تم بھی سمجھا لو جہانتک ہو سکے تم سے

وہ آئے دلمین میرے لامکان سے
اوٹھا پردہ دوئی کا درمیان سے

نکل آؤ گے گھبرا کر مکان سے
نہین واقف ہو تاثیر فغان سے

[illegible] یار آخر
کہان پہونچا دیا مجھکو کہان سے

نہ پوچھو پھر و ملک عدم سے
کدھر جاتے ہین آتے ہین کہان سے

چھپینگے دن بھی مجھسے گردہ یونہین
تو در گذرا مین عمر جاودان سے

[illegible] تم اہل محشر
اوٹھین ہین تم ابھی خواب گران سے

چھپین زیر زمین جا کر [illegible]
جو تنگ آئے ہین جور آسمان سے

تپ فرقت نے پہونچائی یہ حالت
سراپا ہو گئے ہم زعفران سے

ہوا شاید اثر نالون کا میرے
نظر آتے ہو تم کچھ مہربان سے

لگا پھر خدا اک زار قاتل
نہین اچھا تغافل نیم جان سے

اونہین کے سر کی جھوٹی قسمین کھاؤ
چلے آتے ابھی ہو تم جہان سے

نہو ظالم مرے آنے سے برہم
بگڑتا بھی ہے کوئی میہمان سے

کہان چھپ کر کے جاؤ گے **حفیظ** اب
بھلا تم اس زمین و آسمان سے

لگی آگ آتش عشق بتان سے
پھکا جاتا ہون مین سوز نہان سے

بہار داغہائے دل بھی دیکھو
اگر فرصت آئے سیر بوستان سے

سنو قصہ شب فرقت کا میری
اگر ہے شوق تمکو داستان سے

نہ بہلا ہے نہ بہلیگا کبھی اب
دل وحشی ہمارا بوستان سے

بلاتے ہین وہین جب آپ مجکو
نکالا پھر عبث باغ جہان سے

مجھے کافی ہے دیدار اوسکا زاہد
مین درگذرا تری حور جنان سے

ہوا قفل دہان کا پہلے ہے حکم
نہ کہنے پائے تھے کچھ ہم زبان سے

اگر پوچھین وہ میرا حال قاصد
تو کہدینا کہ باہر ہے بیان سے

سوال وصل پر خاموش کیا ہو
نہین ہان کچھ کہو بھی تو زبان سے

کسیکے فرقت دندان مین سیلاب
روان رہتا ہو چشم خونفشان سے

ہوا عشق مجازی سے حقیقی
کہان پہونچا **حفیظ** اب مین کہان سے

ٹپکتا ہے یہی چین جبین سے
کہ تم آتے ہو آزردہ کہین سے

ملا جوان بتان مہ جبین سے
وہی کھویا گیا دنیا و دین سے

سمجھکر پھینکے گا اسکو برباد
مرا دل کم نہین عرش برین سے

جو چاہون چرخ کو کردون ابھی خاک
جلا کر ایک آہ آتشین سے

وہ دل ویران ہے جسمین نہین تو
مکان کی ساری رونق ہے مکین سے

اجل کے بھی کرشمے ہین نرالے
یہ انداز اسنے سیکھے کس حسین سے

جو چاہین آج لکھ لین روز محشر
سمجھ لونگا کراما کاتبین سے

قیامت ہے کہ ذکرِ الفتِ غیر
وہ فرماتے ہین ہنس ہنس کر ہمین سے

ذرم آخر نہ دیکھو مجکو دیکھو
بجو میری نگاہ واپسین سے

اجازت دے فلک تو اس گلی مین
جگہ اک قبر کی مانگون زمین سے

چلو آئینہ خانے مین دکھا دین
ہزارون خوبرویونکو تمھین سے

مکرتے ہو میرے قتل پہ تم
اوٹھیگی تیغ دستِ نازنین سے

کیا مجکو جو تونے قتل قاتل
لہو دھو ڈال اپنی آستین سے

حفیظ اونسے شبِ غم کی حکایت
سنائی کچھ کہین سے کچھ کہین سے

ہین رنج کے آثار عیان چین جبین سے
ظاہر ہے کہ تم آتے ہو آزردہ کہین سے

کیا تیز چھری تھی ترے انکار کی ظالم
سو حسرتونکا خون ہوا ایک نہین سے

اب نام بھی لیتے نہین نفرت سے ہمارا
اک روز تھا وہ اونکو محبت تھی ہمین سے

واعظ کے بیان سے جو کھنچی حور کی تصویر
سچ دھج مین وہ ملتی ہوئی ہے ایک حسین سے

خالق سے حفیظ اپنے دعا دے جو مانگون
تاثیر اوتر آئے ابھی عرشِ برین سے

ملا کر آنکھ اوڑا لیتے ہو دل ہر اک کے پہلو سے
مسخر کر لیا دنیا کو تمنے چشمِ جادو سے

نہا کر کس ادا سے بال بکھرا کر وہ آتے ہین
کمر ہر گام پر بل کھا رہی ہے بارِ گیسو سے

یہ حیوان کسکی زلفِ عنبرین کے سایہ مین آیا
کہ خوشبو مشک کی آتی ہے ابتک نافِ آہو سے

بجھا دیتے ہین سب پانی چھڑک کر آگ کو کیونکر
بھڑک اوٹھی مرے دلکی لگی تو اور آنسو سے

پلادے کوئی چلو میکدے کی خیر ہو ساقی
گھٹائین کالی کالی جھوم کر آئی ہین ہر سو سے

کسی آئینہ رو کی یاد مین وہ محوِ حیرت ہون
کہ پہروں سر جدا ہوتا نہین ہے اپنا زانو سے

تری فرقت مین مثلِ نے گِلا کرتا ہون مین نالے
زبان میری کبھی لگتی نہین ہے میرے تالو سے

مین ہون وہ ناتوان وحشی نہ سوجھا خاک ربا نکو
رہا شب بھر مین لپٹا اوسکے دروازہ کی بازو سے

قیامت آگئی سر پر مرے صحن گلستان مین
قد موزون جو یاد آیا ترا قمری کی کوکو سے

مچلکر رہ گئے مجمع جہان دیکھا حسینون کا
غضب مین جان ہے اے حضرت دل آپکی خو سے

غم و رنج و الم مہمان ہوکر دل مین آتے ہین
لیے تعظیم کہدو درد اوٹھے میرے پہلو سے

حفیظ اپنے مقدر کو مین رویا صبح ہونے تک
بگڑکر وصل کی شب اوٹھ گیا جب کوئی پہلو سے

دیکھتے ہین روز اک بیداد تیرے ہاتھ سے
آ گئے تنگ اوستم ایجاد تیرے ہاتھ سے

حشر کے دن عاشقون مین ہم نہوتے سرخ رو
سر نہ کٹواتے جو اے جلاد تیرے ہاتھ سے

عشق مین اوسکے نہ تو مرتا نہ وہ ہوتی ہلاک
خون شیرین کا ہوا فرہاد تیرے ہاتھ سے

کشتۂ بیداد پہونچے اسقدر قاتل وہان
ہوگیا ملک عدم آباد تیرے ہاتھ سے

کہہ رہا ہے دل ہمارا دیکھکر تیور ترے
قتل ہونگا آج اے جلاد تیرے ہاتھ سے

موسم گل مین بھی تیرے دام سے فرصت نہین
بلبلین نالان ہین اے صیاد تیرے ہاتھ سے

دست گلچین سے گرا گل یا فلک سے آفتاب
یا گرا میرا دل ناشاد تیرے ہاتھ سے

نشتر مژگان رگ جان مین چبھوکر جان دی
موت آئی مجھکو اے فصاد تیرے ہاتھ سے

رحم کر حال حفیظ خستہ پر اے شام غم
ہے بہت نالان بہت ناشاد تیرے ہاتھ سے

جب کہا مین نے کہ باز آؤ ستمگاری سے
بولے وہ توبہ کرو تم بھی وفاداری سے

ہچکیان لگ گئین سانس آتی ہے دشواری سے
اب بھی باز آئیے لِلّٰہ دل آزاری سے

دیکھین کس دن قفس تن سے رہا ہوتی ہے روح
دیکھین کب چھوٹتی ہے جان گرفتاری سے

آئے بھی بہر عیادت تو خفا بیٹھے ہین
حال پوچھا نہ مرا آپنے دلداری سے

ذلل دنیا کی نہ کر چاہ جو کچھ بھی ہے سمجھ
مرد عاقل نہین ملتے زن بازاری سے

زلف شبگون کے تصور مین مرا سو رہنا
شیخ بہتر ہے تری رات کی بیداری سے

ہم بھی ای شیخ کبھی طوف حرم کرینگے
ہو گی فرصت اگر اوس بت کی پرستاری سے

ہجر مین اوسکی پیا کرتے ہین اب خون جگر
وہ گئے دن کہ ہمین ذوق تھا میخواری سے

دیکھ لین وہ بھی جھروکھے سے کوئی کہدی حفیظ
آج اک لاش ادہر آتی ہے تیاری سے

کبھی پوچھا نہ مرا حال تم نے مہربانی سے
بٹھایا اپنے پہلو مین نہ اکدن قدردانی سے

نہ وہ آئے نہ تو لایا جواب نامہ اے قاصد
تسلی ہو کہانتک مجکو پیغام زبانی سے

ہماری سرگذشت عشق سنکر وہ یہہ کہتے ہین
بہت ملتا ہی یہہ قصہ تو مجنونکی کہانی سے

بلا مین پھنسگیا دل جان آفت مین پھنسی اپنی
پڑے ہین جان کے لالے تمھاری مہربانی سے

بزرگ اوسکو سمجھکر یہہ حسین باتین تو کرتے ہین
بوڑھاپا شیخ کا اچھا ہے مفلس کی جوانی سے

پیا کرتے ہین اب خون جگر ساقی کی فرقت مین
گئے وہ دن کہ رغبت تھی شراب ارغوانی سے

قسم کا اعتبار اونکو نہ باتین میری باور ہین
خدا محفوظ رکھے بدگمان کی بدگمانی سے

مزا آتا جو اکدن داستان میری وہ سن لیتا
مہینون پھر مجھے فرصت نہ ملتی قصہ خوانی سے

ہمیشہ دل جلونکا صبر لیتا ہے حفیظ اب تو
شب و روز آسمان کو کام ہے ایذا رسانی سے

خدا سے آج ہم نے یہہ دعا کی
کہ چھوٹے اوس سے عادت اب جفا کی

وہ بولے ہنسکے گستاخی یہہ کیا ہی
جو اک بوسہ کی مین نے التجا کی

نہ آیا ایک شب بھی وہ مہ نو
مرے نالون نے پھر تاثیر کیا کی

عجب انداز سے لیتے ہو دل کو
تمھاری تو ادائین ہین بلا کی

گئے تھے جسکے گھر ہم جانتے ہین
نہ کھاؤ جھوٹی قسمین تم خدا کی

رہے کیونکر نہ دل میرا پریشان
محبت ہی کسی زلف دوتا کی

ہوا پابوسی جانان سے گیے قابل
یہہ قسمت دیکھیے رنگ حنا کی

نہ آئی ہجر کی شب نیند مجھکو
تمھاری شکل آنکھون مین پھرا کی

اسی حالت مین چھوڑو اے طبیبو
نہین خواہش ہمین مطلق دوا کی

جو پہونچاے خدا مجھکو مدینے
کرونگا پاے بوسی رہنما کی

لبو پر دم مرا ہو جب مسیحا
نہین امید اب کوئی شفا کی

کسیکو ہم نے بے پردہ جو دیکھا
نظر آئی ہمین قدرت خدا کی

حفیظ اب ہند سے کعبہ کو چلئے
نہین ہے ان بتون مین خو وفا کی

ہم نے تو شب ہجر مین مر مر کے بسر کی
افسوس کسی نے نہ مگر میری خبر کی

تیر نگہ یار نے گھائل کیا ایسا
معلوم ہوا زخم جدھر مینے نظر کی

کیا پوچھتے ہو تم شب فرقت کی مصیبت
اب کیا کہون کسطرح یہہ شب مین نے بسر کی

وعدے کئے آنے کے پہ آئے نہ کسیدن
آئے نہ یقین اب جو قسم کھائین وہ سر کی

معلوم ہوا ابر سے نکلا مہ تابان
زلف اوسکی دم شانہ جو رخسار سے سر کی

تشبیہ دون کس سے لب و دندانکو مین اون کے
کچھ قدر نہین پیش نظر لعل و گہر کی

جب رونے پہ آتا ہے بہا دیتا ہے دریا
کیا تمسے حقیقت کہون اس دیدۂ تر کی

برگشتگی یہہ اپنی مقدر کی تو دیکھو
آنے جو لگی راہ وہ بھولے مرے گھر کی

مجھسے تو یہہ نفرت ہے رقیبون سے یہہ رغبت
آیا مین ادھر آپ نے لی راہ ادھر کی

برباد تو کرتے ہو کیون کعبۂ دل کو
توقیر نہین کرتے ہو اللہ کے گھر کی

چین اب کسی پہلو نہین آتا ہے طبیبو
کچھ پوچھو نہ حالت مرے اب درد جگر کی

اللہ اس آزار محبت سے بچائے
بیطور ہے حالت مرے اب درد جگر کی

وہ محو تری چاندسی صورت کا رہا مین
دکھلائی دیا تو ہی جدھر مین نے نظر کی

سرمہ کیطرح روزان آنکھون مین لگائیں
ملجاے ہمین خاک اگر یار کے در کی

شیدا رخ روشن کا ترے ہو نہین آزار سے
صورت بھی نہین دیکھتا ہون شمس و قمر کی

مرجائینگے ہم سینہ و سر پیٹ کے اپنا
آجائیگی شب وصل مین نوبت جو سحر کی

کچھ بات بھی اوس گل سے نہ کی تھی کہ شب وصل
آواز حفیظ آنے لگی مرغ سحر کی

کہو مین تم سے کیا حالت دل رنجور مضطر کی
کبھی صحرا کی خواہش ہے کبھی اوس شوخ کے در کی

تمھاری جستجو مین ہے یہ حالت قلب مضطر کی
کبھی جنت کی خواہش ہے کبھی میدان محشر کی

کبھی ہو دیر کی رونق ضیا گہہ ماہ انور کی
کہین تم نور بنتے ہو کہین تصویر پتھر کی

کبھی ہو رونق کعبہ چھپے گہ لامکان مین تم
کہانتک تمکو ڈھونڈے خاک چھانے کوئی در در کی

نہ دلمین آکے رہتے ہو نہ آنکھو مین ٹھہرتے ہو
وہ بے پروا ہو رکھتے ہو خبر گھر کی نہ باہر کی

کہان وہ وادی ایمن کہان وہ نخل نور افگن
قسم کھانی پڑی ہمکو تو موسے کی مقدر کی

اگر دیدار وان اونکا نہوگا مین سمجھاونگا
عبث ترغیب دیتے ہین یہ واعظ روز محشر کی

خدانا کردہ مجھ آشفتہ سر کو وان جو وحشت ہو
اوڑائین دھجیان دست جنون داماں محشر کی

نہ رہنے پائیگا اک تار تن پر دست وحشت سے
عبث ہے ای جنون منت کشی بھی اب رفوگر کی

مٹایا سخت جانی کا گلہ اسنے گلے ملکر
روانی دید کے قابل ہے اوس سفاک خنجر کی

غریب آفت زدونکو چن کے یہہ پامال کرتا ہے
یہ چالاکی ہے قابل دید کے چرخ ستمگر کی

حفیظ اوس شوخ کے ابرو کا کافی اک اشارہ ہے
ہمارے قتل کو حاجت نہین ہے تیغ و خنجر کی

بیتابیان ہین ایسی دل بے قرار کی
پڑتی ہے جیسے آنکھ ہر اک گلعذار کی

کافی یہہ روشنی ہے دل داغدار کی
حاجت نہین ہے کچھ مجھے شمع مزار کی

منظور ہو جو سیر تمھین لالہ زار کی
دیکھو بہار مرے دل داغدار کی

خوشبو ملی ہوئی ہے جو گیسوے یار کی
کچھ اور ہی مہک ہے نسیم بہار کی

تشبیہ دون جو گوہر دندانِ یار سے
بڑھ جاے آبرو گہرِ آبدار کی

مدفن مین بھی نہ آئیگا دم بھر مجھے قرار
یو نہین رہی تڑپ جو دلِ بیقرار کی

آغاز دورِ جام مین کیون دیر اسقدر
ساقی نہین ہے تاب مجھے انتظار کی

پھولون مین پھر آئے ہین بن ٹھن کے گلعذار
دیکھی خزان کے بعد یہ صورت بہار کی

بولے وہ شوخیان دلِ مضطر کی دیکھکر
ہر اک ادا ہے شوخ مرے بیقرار کی

جلوہ کسیکا دیکھتے ہین چڑھکے طور پر
چوٹی ہمارے ہاتھ مین ہے کوہسار کی

محفل مین بے سبب نہین اونکی یہ تاک جھانک
لینگے وہ آج جان کسی جان نثار کی

غنچون مین ہے یہ روپ تو پھولون مین یہ شباب
یارب بہار حسن بھی ہے کس بہار کی

عاشق کو اب نہ وعدۂ فردا پہ ٹالیے
بندہ نواز حد ہے کوئی انتظار کی

بجلی تڑپ تڑپ کے فلک پر بہار مین
تصویر کھینچتی ہے دلِ بیقرار کی

دریا رواں ہوئے مری چشم پر آب سے
کچھ حد نہین ہے گریۂ بے اختیار کی

شاید اسیکی صبح قیامت کی صبح ہے
ہوتی نہین جو صبح شبِ انتظار کی

مجھ سے گناہگار کو یارب جو بخشدے
اک دھوم ہو ترے کرمِ بے شمار کی

بیٹھا ہے میکدہ مین جو واعظ ڈھٹائی سے
کیا پڑ گئی ہے چاٹ مے خوشگوار کی

قفلی جما رہے ہین مےِ ناب کی **حفیظ**
دعوت کرینگے آج کسی روزہ دار کی

تزئین کی صبا نے عروسِ بہار کی
بدھی اوتار کر مرے لوحِ مزار کی

تسکین جب تو ہوگی دلِ بیقرار کی
پہلو مین لیکے سوئینگے تصویر یار کی

ہے دھوم آمد آمدِ فصلِ بہار کی
چھائی گھٹا بن آئی ہے ہر بادہ خوار کی

چنکر پسند کی ہے زمین کوئے یار کی
ہمت تو دیکھیے مرے مشتِ غبار کی

دانستہ ہمسری جو کرے زلفِ یار کی
بادِ صبا خطا ہے یہ مشکِ تتار کی

غربت مین اسنے دی ہین مجھے راحتین بہت
ہین مہربانیان شجرِ سایہ دار کی

ظاہر وہ لاکھ رنج جتائین ہماری بعد
صورت نہ بن سکیگی مگر سوگوار کی

پان ہجر مین کسیکے لبون پر ہے جان زار
واعظ کو ہے پڑی ہوئی زور خمار کی

پائی ہی مین نے غم سے شفا مجھ سے پوچھ لو
تاثیر وردِ مصحفِ رخسار یار کی

اللہ رے شوق دشتِ جنون چھد گئے قدم
جب بھی ہوس ہے آبلہ پاؤنکو خار کی

اقرار وصل کیجئے یا دیجئے جواب
حجت نہین یہہ خوب ہے کچھ بار بار کی

پی لو شراب وعدۂ فردا یہ شیخ جی
قاضی کو بھی حلال ہے شئے مستعار کی

بسمل کیطرح طائرِ مضمون ہو لوٹ پوٹ
لکھون جو داستان دلِ بیقرار کی

دامن گلون کا باغ مین چھوڑا نہ خار نے
بلبل نے گرچہ باغ مین کوشش ہزار کی

بعد فنا بھی ہین مری آنکھین کھلی ہوئین
ابتک وہی ہے شکل مرے انتظار کی

ڈوباہی ہائے دلکو مرے لیکے طفل اشک
بیٹھی ادھر کے نادُ مرے ہونہار کی

بجلی گری تڑپ کے فلک سے زمین پر
دیکھی تڑپ جو میرے دلِ بیقرار کی

ساقی نہ ہاتھ اوٹھاتے ہی کیونکر گھٹا اوٹھے
مقبول ہر دعا ہے ترے بادہ خوار کی

ساقی ہمین پلائے بھی جا پوچھتا ہے کیا
نیت کہین بھری ہے کسی بادہ خوار کی

اے شیخ تیرے روز قیامت کی دوپہر
کچی گھڑی ہے میری شب انتظار کی

بے چین بے سبب تو نہین آپ اے حفیظ
ہوگی ضرور وجہ کوئی انتشار کی

جانتے ہین جو ہے لگی دل کی
ہم نہ مانینگے جیتے جی دل کی

کتنے وارفتگی سمنی دل کی
کہدے ساری رہی سہی دل کی

لیجئے آپ کو مبارک ہو
دست نازک مین آرسی دل کی

وجہ انکار وصل جب پوچھا
ہنس کے بولے کہ بس خوشی دلکی

اونکی زلفون سے خود اولجھتا ہی
دیکھئے گا یہ دل لگی دل کی

وہ تماشا سمجھی خدا کے لئے
آپ دیکھین تو بیکلی دل کی

وہم کچھ اور ہے اونھین شب وصل
دیکھکر یہہ شگفتگی دل کی

اون کے کوچے سے جب صبا آئی
خیریت ہم نے پوچھ لی دل کی

دیکھئے کس حسین پر آیا
آپ نے داد بھی نہ دی دل کی

مین نہ بندہ نواز کہتا تھا
رنگ لائیگی دوستی دل کی

جان جائیگی اونکے ملنے مین
کہدیا مین نے اب خوشی دل کی

چین لینے نہ دیگا یہ ہمکو
کم نہ ہوگی ستمگری دل کی

کوئی کہدے برا تو ہم جانین
سن نہین سکتے وہ بدی دلکی

آپ نے بھی پسند فرمایا
لیجئے آج بن پڑی دل کی

لے کے فی الفور تمنے پھینک دیا
سیر دیکھی نہ دو گھڑی دل کی

آپ کیا سمجھین حال زار حفیظ
آپ کیا جانئے لگی دل کی

وہ چمک جلوہ گاہ ایمن کی
تھی جھلک تیرے روئے روشن کی

بات منھ سے نہ کی تو نے کبھی
عمر ضائع ہوئی برہمن کی

دشت الفت مین رکھکر ہاتھہ پہ دل
راہ ہم دیکھتے ہین رہزن کی

تیر مژگان سے کر کے دل بسمل
پھیردی اولٹی چھری نہ چتون کی

دشمنی مجھ سے کیا عجب کو تھی
شمع گل کی جو میرے مدفن کی

اونکا ڈرنا کڑک سے بجلی کے
یاد آتی ہے رات ساون کی

کون نالان ہی تیرے کوچے مین
کہ صدا آرہی ہے شیون کی

رکھئے توکرکے شیخ جی دستار
بیچئے اب منگا کے لندنکی

دست وحشت نے کیا کیا ہے حفیظ
کچھ خبر بھی ہے جیب و دامن کی

مجھے یاد آگئی اوس کم سخن کی
وہ بھولی بھولی باتین بھوین کی

سر محفل کھلا جب اونکا جوڑا
اوڑی بو ہر طرف مشک ختن کی

دل پُر داغ کی دیکھو بہارین
اگر ہو آرزو سیر چمن کی

قفس مین کیا تڑپ جاتی ہے بلبل
اوسے جب یاد آتی ہے چمن کی

نہ تھی یہ حضرت یوسف پہ موقوف
محبت سبکو ہوتی ہے وطن کی

شب فرقت مین دیکھی چاندنی جب
سفیدی ہمکو یاد آئی کفن کی

حفیظ اوس شوخ کی ہمکو طلب ہے
نہین ہے آرزو سیر چمن کی

شکایت کیا ہو جور آسمان کی
نہین دیتا ہے فرصت اک فغانکی

مروت تھی یہ اوس نامہربان کی
قسم کھائی نصیب دشمنان کی

فلک بھی آگیا چکر مین دیکھو
خبر لاے مرے نالے کہانکی

کرین خواہش نہ جنت کی یہ زاہد
اگر دیکھین فضا کوے بتان کی

سقیم کوے جانان ہین جو زاہد
نکر تعریف تو اونسے جنانکی

جگر کو تھام کر نالے کئے جب
ندا آئی فلک سے الامان کی

کسیکے جور پنہان کا ہون شاکی
نہین کرتا شکایت آسمان کی

جلا کر میرے دل کو کردیا خاک
شکایت کیا کرون سوز نہانکی

سر شام اونکے در پر روز جاکر
سنا کرتا ہون جھڑکی پاسبانکی

حفیظ اک آگ سی دلمین ہے روشن

حقیقت کیا کہون سوز نہان کی

جب سے اس دل کو لو لگی اون کی — شکل آنکھون مین بس گئی اونکی

وہ محبت وہ پیار کی باتین — ہم نہ بھولینگے جیتے جی اون کی

دیدہ و دل سے میرے بہتر ہے — آئینہ اون کا آرسی اون کی

وصل کی شب گلے لگا ہی لیا — ہیئۃ مانی نہ ایک بھی اون کی

اے حفیظ اب یہہ کیون ہے شکوہ جور
کمیں سمجھے تھے دوستی اون کی

اب تو پہونچی ہے یہ حالت ترے بیمارونکی — بھیڑ بالین پہ لگی رہتی ہے غمخوارون کی

تپ فرقت نے کیا ہے انھین مشتاق اجل — نہین یہ وجہ یہہ صورت ترے بیمارونکی

بے سبب حور کی تعریف کریگا واعظ — بھاگئی کوئی ادا دلکو طرحدارون کی

لے خبر بہر خدا جلد مسیحا اونکی — جان آپہونچی لبون پر ترے بیمارونکی

کبھی روتے کبھی ہنستے کبھی سر دھنتے ہین — کیفیت دیکھہ ذرا اپنے گرفتارونکی

تام پیاونکے پلا دیتا ہے ساغر ساقی — تا نہ محروم رہے روح بھی میخوارون کی

آج بازار مین آئیگا وہ یوسف شاید — مجتمع خلق سے ہے کثرت ہے خریدارون کی

فصل گل آئی ہے بلبل ہے غزلخوان ہر سو — رونق ان روز ون ترقی پہ ہے گلزارونکی

رہن سے کرنے لگے واعظ و زاہد دونون — دیکھئے ہوگئی توقیر یہہ دستارون کی

جو رہا کرتے تھے پہلو مین ترے دلکی طرح — چھانتے پھرتے ہین اب خاک وہ بازارونکی

ہے یقین ترک ملاقات نتیجہ ہوگا — گر کدورت ہے یہی آئینہ رخسارون کی

خشک لب چشم تر آثار جنون کے ظاہر — اب یہ حالت ہے مسیحا ترے بیمارونکی

مہربان امت عاصی پہ ہے مولے انکا — بخشوا دیگا خطا اپنے گنہگارون کی

حال دل کس سے کہین رحم کسے آئے حفیظ

کون سنتا ہے محبت کے گرفتارونکی

جینی جاکہ وہ تھا نہ جستجو کی | افسوس نظر ہماری چو کی
غیبت نہین خوب یہ عدو کی | ہر بات وہ ہو جو دو بدو کی
غارتگر ہوش چشم فتان | دشمن ہے کسیکی آبرو کی
منہ سے مرے خم لگا دے ساقی | حاجت نہین جام اور سبو کی
اولجھا کرے غیر سے بھلا کون | عادت نہین ہمکو گفتگو کی
دل ہے مرا یہ نہین گریبان | حاجت نہین یار کچھ رفو کی
سینہ مین اک آگ سی ہے روشن | فرقت مین بتان شعلہ رو کی
ناراض ہون آپ خواہ خوش ہون | منت نہ کرینگے ہم عدو کی
لڑتی ہین مدام سب سے آنکھین | پوچھو نہ بتان جنگجو کی
ہین قہر خدا شرارتین وہ | آفت ہے نگاہ شعلہ رو کی
برباد ہوئے ہین جسکے پیچھے | پھر ہمنے اوسیکی آرزو کی
دل ہو گیا بیقرار اپنا | جب تم نے نگاہ روبرو کی
وہ بھی کوئی آدمی ہے اے دل | پروا نہو جسکو آبرو کی
غش آگیا دیکھکر وہ صورت | کس کیا پہ نگاہ میری چو کی

قطعہ

محشر مین خدا کرے وہ پوچھین | کب تمنے ہماری آرزو کی
اوسوقت کہین ہم اون سے ایدل | کسدن نہین ہمنے آرزو کی
کسدن نہین ہمنے تمکو ڈھونڈھا | کسجا نہین ہم نے جستجو کی
آخر کو پتا ملا نہ جب کچھ | تب حشر کی ہمنے آرزو کی

یہہ دربدری حفیظ کب تک
کچھ حد بھی ہے یار جستجو کی

رہ رہ کے ستاتی ہے مجھے یاد کسیکی
کیا تجھکو خبر او ستم ایجاد کسیکی

جسدن سے ہوئی دلکو مرے یاد کسیکی
پروا ہی نہین حور و پریزاد کسیکی

پھرتی ہے مری آنکھون مین وہ صورت دلکش
پھر اندنون رہتی ہے مجھے یاد کسیکی

سمجھاے کوئی کہئے تو کیا سوچکر اسکو
سنتا ہی نہین جب دل ناشاد کسیکی

جسطرح مجھے خاک مین اوس بت نے ملایا
مٹی نہین یون ہوتی ہے برباد کسیکی

یا فتنہ ہی یا آفت جان یا ہی قیامت
قامت نہین یہ غیرت شمشاد کسیکی

ہم بھی کسیدن جان پہ اب کھیل نہ جائین
کچھ خوب نہین ہر گھڑی بیداد کسیکی

پھر بھول گیا تو شب دیجور کے صدمے
پھر یاد تجھے ہے دل ناشاد کسیکی

میرے دہن یار کی تصویر جو کھینچے
یہہ تاب نہین مانی و بہزاد کسیکی

چھپتا ہے جسے دیکھ کے خورشید فلک پر
وہ صورت دلکش ہی خداداد کسیکی

جا پہونچو لگا اکدن در مقصود پہ بھی مین
محنت نہین ہوتی کبھی برباد کسیکی

پھر دام جو گیسوے مسلسل کا بچھایا
پھر تجھکو تلاش آج ہے صیاد کسیکی

یا مین ہی خطاوار ہون یا آپ ہین مجرم
تقصیر ہے بیشک ستم ایجاد کسیکی

دیکھا جو تجھے بھول گئے دیر و حرم کو
آئی نہ سوا تیرے کبھی یاد کسیکی

معلوم ہوا سوقت یہ ہر دم کا ستانا
الفت ہے تجھے جب ستم ایجاد کسیکی

افسوس بھولایا مجھے پھر دل سے کسی نے
رہ رہ کے مجھے آتی ہے پھر یاد کسیکی

آتا ہے مزہ اونکو ستانے مین کسیکے
سنتے ہین وہ کس شوق سے فریاد کسیکی

یاد آئی جو دیکھا تجھے اے غیرت شیرین
وہ کوہ کنی صورت فرہاد کسیکی

شمشیر ہے وہ ابروی خمدار کسیکا
ہے نوک قرہ نشتر فولاد کسیکی

پھر جانے لگے بزم حسینان مین حفیظ اب
پھر بھول گئے آپ وہ بیداد کسیکی

بیچین جو کرتی ہے اونھین یاد کسیکی
کہتے ہین اثر کر گئی فریاد کسیکی

رکھتی نہ ہے اثر تیغ کا تیری ہی یہ ظالم
بچتا نگہ یاس سے جلاد کسیکی

شیرین نے کہا تربت فرہاد پہ رو کر
اسطرح بھی محنت نہو برباد کسیکی

دل قید تعلق سے رہا ہو نہین سکتا
کٹتی نظر آتی نہین میعاد کسیکی

کیون گور غریبان پہ اوڑاتی ہے صبا خاک
برباد نہو حسرت برباد کسیکی

تنگ آئے کوئی وصل مین جب شرم و حیا سے
لازم ہے کہ شوخی کرے امداد کسیکی

کہتے ہین اسے یاسِ محبت کہ حفیظ آہ
مین مٹ بھی گیا پر نہ مٹی یاد کسیکی

طے رہ عشق کو بیخوف و خطر ہمنے کی
تھی مہم سخت ولیکن اسے سر ہمنے کی

حیف ان آنکھون سے نیرنگ جہان کو دیکھا
حال پر اپنے نہ عبرت کی نظر ہمنے کی

کعبہ و دیر پہ کیا ختم ہے جلوہ تیرا
نور دیکھا ترا جس شے پہ نظر ہمنے کی

ہو گئی خوش آئے ہمین دفن وہ کرنیکو حفیظ
جھوٹ مرنے کی جو مشہور خبر ہمنے کی

جلوے دیکھے بتونکی قامت کے
صاف آثار ہین قیامت کے

گر گئے ہم دلونسے خلقت کے
یہ نتیجے ہین تیری الفت کے

دیکھین جب تک نہ جلوۂ قامت
ہمتو قائل نہین قیامت کے

واہ کثرت کے ساتھ یہ وحدت
ہم تو قائل ہین تری قدرت کے

کائنات جہان او عاقل
ہین نمونے خدا کی قدرت کے

ہے مجازی ہین بھی اوسیکا ظہور
راز اسمین بھی ہین حقیقت کے

کوئی کہتا ہے نار کوئی نور
اوسپہ کیا کیا گمان ہین خلقت کے

جلد تشریف لائے لب بام
منتظر لوگ ہین زیارت کے

ہین فنا جو ہوں اونکا اسے واعظ | آپ پابند ہین شریعت کے
جا کے کوچہ کو اونکے دیکھ آئے | تذکرے یون سنے تھے جنت کے
کردیا چاک جامۂ ہستی | چوسے ہاتھ دست وحشت کے
خاک اوڑا کی صبا نے مدفن کی | یون مٹائے نشان تربت کے
دیکھ لین تیرا مصحف عارض | ہین جو منکر خدا کی قدرت کے
حشر چالون سے کیجئے برپا | منتظر لوگ ہین قیامت کے
قتل کے بعد انفعال ہوا | صدقے اس آپ کی ندامت کے
دیکھین یوسف بھی تو درود پڑھین | ہم تو عاشق ہین ایسی صورت کے
قیس وفرہاد و وامق وعذرا | یہ بھی شیدا کئے تیری صورت کے
بل بے شوخی کہ تجھپہ محشر مین | ہین تقاضے گلے شکایت کے
آہ ونالہ ہے سینہ کوبی ہے | مشغلے اور کیا ہین فرقت کے
کب وہ آئے ہین فاتحہ کے لئے | مٹ گئے جب نشان تربت کے
ہو سزا دست وپاکی داور حشر | یہی باعث ہوئے ندامت کے
میکدہ مین یہہ رند اوساقی | منتظر ہین تری عنایت کے

وعدہ دیدار کا ہے اون سے **حفیظ**
ہمتو مشتاق ہین قیامت کے

اداسے ہاتھ وہ ماتھے پہ دھر کے | بہانے کرتے ہین اب درد سر کے
وہ روئے لاش پر یہہ بین کرکے | مجھے دنیا سے کھویا تم نے مرکے
جہان مین ڈھونڈھکر جب تمکو چاہا | تو سب قائل ہوئے میری نظر کے
فلک کی آنکھ کے تارے بنے ہین | ہراک ذرّے تمھاری رہگذر کے
ہوا اس باغ کی اچھی نہین ہے | نہ کھین پھول وہ داغ جگر کے

حفیظ اس دار فانی کے کرشمے
تماشے ہین یہہ سارے رات بھر کے

جو صلے دیکھئے تو بسمل کے
مین نے لپٹا لیا تو کہتے ہین
کر کے اونسنے گلا رقیبون کا
سر مرا کاٹ کر نہ رحم آیا
نہ اک جنت مین دل لگے اپنا
کیون نہ قدمونسے میرے آ کے لگی

بوسے لیتا ہے تیغ قاتل کے
کیا ملا آپ کو گلے مل کے
کچھ پھپھولے ہی توڑ کے دل کے
ابھی تیور وہی ہین قاتل کے
رنگ دیکھے ہین اونکی محفل کے
پاؤن ٹوٹے تھے کیا سلاسل کے

دلکو بے چین کر رہے ہین حفیظ
باغ مین چہچہے عنادل کے

دشمن ہین سراپا بخدا جان حزین کے
خواہان جو ہوئے ہین وہ مری جان حزین کے
لیتے گئے وہ ساتھ ہمارا دل غمکش
ترغیب جنت دیتے ہین حورونکی یہہ واعظ
دم گھٹتا ہے گلزار سے صحرا سے ہو نفرت
کیونکر ترے وعدہ کا یقین کیجئے ظالم
دم گھٹنے لگا دیکھئے پتھرا گئین آنکھین

یہہ جلوۂ پنہان بھی کسی پردہ نشین کے
تیور نظر آتے ہین برے چین جبین کے
افسوس رہے ہم نہ مکانکے نہ مکین کے
خواہان بخدا ہم تو نہین خلد برین کے
وحشت کا برا ہو کہ رہے ہم نہ کہین کے
اس ہان مین ترے سیکڑون پہلو ہین نہین کے
انداز کچھ اچھے نہین اب جان حزین کے

کل تک تو حفیظ آپکو ہم مین تڑپ کے تھے
افسوس ہوئی آج وہ پیوند زمین کے

دلکو اک مدت ہوئی ہم رو چکے
جسقدر چاہو کرو جور و ستم

ہاتھ اپنی جان سے ہم دھو چکے
اب تو عاشق ہم تمھارے ہو چکے

ای فلک اب تو ہنسا بہر خدا — ہجر جانان مین بہت ہم رو چکے
جب مین کہتا ہون کہ منہ پھیر ادھر — ہنسکے فرماتے ہین بس ہم سو چکے
کب ترے بیداد کا آیا خیال — تخم الفت جبکہ دلمین بو چکے
ہو گیا اپنا سفر ملکِ عدم — رات دن کے ختم جھگڑے ہو چکے

دیدیا دل یار کو مین نے حفیظ
پاس رکھتے تھے جو دولت کھو چکے

دلکو میرے دکھا دیا کس نے — ہنستے ہنستے رولا دیا کس نے
کسکا جلوہ یہہ میرے دلمین ہے — رخ انور دکھا دیا کس نے
کسکے یہہ حسن کی شرارت تھی — طور کو یون جلا دیا کس نے
آج کیون دلکو میرے فرحت ہے — مژدہ ایسا سنا دیا کس نے
صورتِ شمع بزم جانان مین — دلکو میرے جلا دیا کس نے
نیچی نظرون سے دیکھکر دل کو — مرغ بسمل بنا دیا کس نے
تیغ ابرو سے کس نے قتل کیا — خون میرا بہا دیا کس نے
کون آیا تھا میرے مرقد پر — سوتے سوتے جگا دیا کس نے

وہ تو خود آج ہنس رہے تھے حفیظ
تمکو ناحق رولا دیا کس نے

اوٹھایا کیا کہون فرقت مین کیا تعب مین نے — تڑپ تڑپ کے بسر کی تمام شب مین نے
لگایا دل بتِ نا آشنا سے اب مین نے — الٰہی خیر کیا ہی یہہ کیا غضب مین نے
ستم بھی اونکے سہے صدمۂ فراق سہے — مگر کبھی نہ شکایت مین کھولے لب مین نے
عبث عبث بتِ سفاک سے محبت کی — اوٹھائے صدمۂ فرقت بھی بے سبب مین نے
اوٹھا کے غیر کے پہلو سے آپ کو لایا — یہہ دی حضور کو تکلیف بے سبب مین نے

عبث ستایش اغیار سامنے میرے
بتاؤ تم سے یہہ پوچھا تھا یار کب مین نے

قصور وار خطا وار گشتہ حسرت
یہہ سب حضور سے پائے ہین اب لقب مین نے

شب فراق مین مر مر کے کی بسر لیکن
وہ ضبط ہے کہ ہلائے نہین ہین لب مین نے

یہہ اپنی آگ مین جلتے ہین کیون رقیب بھلا
بتائیے انھین چھیڑا ہے یار کب مین نے

دہل گئے ہین فرشتے تڑپ گئی ہے برق
شب فراق ہین نالے کئے ہین جب مین نے

تمھاری بزم کا یاد آگیا سمان مجکو
جو دیکھی خواب مین بھی محفل طرب مین نے

جلینگے آتش رشک وحسد سے یار رقیب
یہہ بوسے آج جو پائے ہین بے طلب مین نے

وہ اپنی شکل پہ خود آپ ہوگئے مائل
رکھا جو سامنے آئینہ حلب مین نے

حفیظ اونکی اداؤن پہ جان دے دے کر
سکھائے ہین اونھین دلبری کے ڈھب مین نے

ماہ رو ہم نے آشنا نہ سنے
اور سنے بھی تو باوفا نہ سنے

جو غریبون کی التجا نہ سنے
اوسکی فریاد بھی خدا نہ سنے

ایسے ظالم کا سامنا ہو مجھے
جو کسیکی کبھی ذرا نہ سنے

کیون کوئی دل لگائے ایسون سے
بیکسون کی جو التجا نہ سنے

روز جانا تمھارا غیر کے گھر
کوئی کب تک نہ دیکھے یا نہ سنے

بوسہ مانگا تو بولے چپ رہئے
دیکھے کوئی دوسرا نہ سنے

شب فرقت مین بھی رہا یہہ خیال
کوئی نالون کی بھی صدا نہ سنے

غیر جو چاہین وہ کہین اوس سے
اور ہمارا وہ مدعا نہ سنے

یہہ تو ممکن نہین ہے اوشہ حسن
ہم غریبون کی جو خدا نہ سنے

ایسی قسمت کہان سے لاؤن مین
وہ برائی مری بھلا نہ سنے

مے پلا دے مجھے تو چپکے سے
پارسا کوئی ساقیا نہ سنے

اوس سے امید رکھے کوئی کیا
جو شب غم کا ماجرا نہ سُنے

تم کہے جاؤ حال زار **حفیظ**
وہ سُنے دل سے اسکو یا نہ سُنے

غم سہے رنج سہے خوار رہے زار رہنے
درد فرقت سہے جب اونکا طلبگار رہنے

کوئی دلدار رہنے کوئی وفادار رہنے
اک ہمین دشمن جان تھے جو گنہگار رہنے

یہہ نتیجے تو ملے آپ سے ملکر ہمکو
رنج کے رنج سہے مفت کے اغیار رہنے

کیا غرض ہے جو کوئی عشق کے اولجھن مین پڑے
کون گیسوے مسلسل کا گرفتار رہنے

ہم تو ہین وعدہ فردا ہی پہ صابر بیٹھے
یہہ وہ موسے ہی تھے جو طالب دیدار رہنے

منع فرماتے ہین اوس بت کے تصور سے مجھے
اچھے یہہ حضرت ناصح مرے غمخوار رہنے

جسکے دلمین ہون خلشہاے سنان مژگان
چشم میگون کا تمھارے وہ طلبگار رہنے

قتل عاشق کے لئے چاہئے سامان یہہ ضرور
تیر مژگان بنے ابرو تراتلوار رہنے

لذت نوک مژہ پوچھئے ہم سے آکر
یہہ ہمارا ہی جگر ہے جو دل افگار رہنے

کل تو تھی نام سے بھی سادہ رخونکے نفرت
نقد دل دیکے **حفیظ** آج خریدار رہنے

ہمکو جب سے اونکی الفت ہو گئی
بیوفائی اونکی عادت ہو گئی

درد ہجران سے یہہ حالت ہو گئی
سانس بھی لینی مصیبت ہو گئی

ہے یہان محشر خرام نازمین
جب چلی برپا قیامت ہو گئی

ہین مہیا سب یہان سامان وصل
تم نہ آئے تو قیامت ہو گئی

جب سے سودا زلف شبگون کا ہوا
کچھ پریشان سی طبیعت ہو گئی

منع کرتے تھے دل بیتاب کو
دل لگی آخر مصیبت ہو گئی

دیچکے بوسے زکوٰۃ حسن کے
بندہ پرور بس سخاوت ہو گئی

کیا تماشا ہے وہ ہمکو دیکھکر
پوچھتے ہین کیون یہہ حالت ہوگئی

دلکو پہلو مین تڑپتا چھوڑکر
آپ کیا اوٹھے کہ آفت ہوگئی

آپ کے جو دل مین آیا کہہ گئے
مین جو کچھ بولا شکایت ہوگئی

تار بستر کا گمان ہے جسم پر
اونکی فرقت مین یہہ حالت ہوگئی

غنچہ دل پھر شگفتہ ہوگیا
سوز فرقت کی حرارت ہوگئی

کوئی ہے ہمراہ اب جز درد دل
ہمدمون کی بس رفاقت ہوگئی

اب تو اون کے سامنے اغیار کو
بات بھی کرنی قیامت ہوگئی

بستر غم پر تڑپتا تھا حفیظ
آپ کیا آئے کہ صحت ہوگئی

قامت دلبر کی الفت ہوگئی
ہم بغل مجھ سے قیامت ہوگئی

آنکھ سے ظاہر محبت ہوگئی
دلمین جو تھی اوسکی شہرت ہوگئی

دلکے باعث اوسکی شہرت ہوگئی
آپ کی رسوا محبت ہوگئی

داغ دل پھر قیامت بنگیا
شام غم صبح قیامت ہوگئی

دور اب رہنے لگا سامان عیش
صبح پیری شام غربت ہوگئی

زلف بولی میرے سر چڑھتا ہے تو
اے دل نادان یہہ جرات ہوگئی

شک جو اسپر ہے دل بیتاب کا
آئینہ سے اون کو نفرت ہوگئی

جان مین جان آئی تمکو دیکھکر
دور فرقت کی اذیت ہوگئی

میری ہی چاہت سے گستاخی معاف
آپ کی عالم مین شہرت ہوگئی

آرسی کہتی ہے اونسے صبح وصل
رات ہی بھر مین یہہ صورت ہوگئی

وہ نکالین تو نکل سکتی ہے کب
قید ایسی دل مین حسرت ہوگئی

وصل مین اونسے کیا جب ذکر غیر
تو ہماری غیر حالت ہوگئی

آپ کے گیسو پریشان کیون ہوئے اونکو کیا میری سی وحشت ہوگئی
فتنے اوبھرے شوخی رفتار سے [illegible] چلے برپا قیامت ہوگئی

اون کی شوخی وصل کی شب ای حفیظ
دشمن جان نزاکت ہوگئی

پھر گئین آنکھین عداوت ہوگئی غیر پر چشم عنایت ہوگئی
کب چھپی ظاہر محبت ہوگئی میری اونکی خوب شہرت ہوگئی
پھر صفائی ہو کبھی ممکن نہین دل مین پیدا جب کدورت ہوگئی
وہ عیادت کے لئے آئے ہین کب جان جب قالب سے رخصت ہوگئی
لڑ گئی اوس شوخ کی مجھ سے نظر کیا مری برگشتہ قسمت ہوگئی
وصل مین بوسے دئے بن طلب اونسے شرمندہ سخاوت ہوگئی
کچھ کہو تو کیا ہوئی مجھ سے خطا کیون مری صورت سے نفرت ہوگئی
سر کو پھر ہے سنگ طفلان کی ہوس اے جنون پھر دلکو وحشت ہوگئی
کیا کہونگا عمر بھر کی سرگذشت ایک ہی دن گر قیامت ہوگئی
لو خدا حافظ ہے اب جاتے ہین ہم آجتک صاحب سلامت ہوگئی
جب نہ لی میری خبر روز فراق موت کی صورت سے نفرت ہوگئی
مرگیا مین یاد مین اوس حور کی روح بوئے باغ جنت ہوگئی
ناز سے ٹھوکر لگائی یار نے سرفراز آج اپنی تربت ہوگئی
مین وہ وحشی ہون کہ جسپر پڑگیا میرا سایہ اوسکو وحشت ہوگئی

دوہی دن مین اونکی فرقت مین حفیظ
ہائے کیسی تیری صورت ہوگئی

شام غم مجکو شب تاریک تربت ہوگئی ہجر کی شب کی سحر صبح قیامت ہوگئی

دلکے مٹنے کا نہین کچھ غم پر اسکا داغ ہے
آرزوے بے خانمان آوارہ حسرت ہوگئی

حضرت واعظ اگر رندون نے اوسے لیکھے دیکھنا
لٹتے پڑے آج دستار فضیلت ہوگئی

آئینہ ہی پر نہین موقوف یہہ اے ماہوش
جسنے دیکھا تیری صورت اوسکو حیرت ہوگئی

حلقۂ آغوش سے میرے نکلکر صبح وصل
کہتے ہین اب آپ کی صورت سے نفرت ہوگئی

روکے میری قبر پر کس رشک سے کہتے ہین وہ
اے مرے عاشق تجھے حورونسے الفت ہوگئی

وصل اب حاصل کہان پر اسقدر ہے اونسے ربط
ملگئے تو دور سے صاحب سلامت ہوگئی

مٹگیا ہون خواہش دیدار مین کسکے حفیظ
خاک تربت سرمۂ چشم بصیرت ہوگئی

بست فنون سے تیرے اوسکی شرارت ہوگئی
ٹھوکرین کھاکر تری سیدھی قیامت ہوگئی

مجکو یاد حور طلعت حور جنت ہوگئی
حور کا آغوش مجکو میری تربت ہوگئی

کب رکی روکے سے یہہ کافر تو آفت ہوگئی
آگئی اوس شوخ پر آندھی طبیعت ہوگئی

آج تم رویا کرو پیٹا کرو کیا فائدہ
بات جو ہونی تھی کل حضرت سلامت ہوگئی

خم کے خم مجکو پلاکر ہنسکے ساقی نے کہا
پینے والے اب تو تیری سیر نیت ہوگئی

دل مراد مانگتے ہین دیکھیے کس چال سے
کہتے ہین اس شوخ کی مجکو محبت ہوگئی

پاس میرے یہہ بھی اب آتی نہین تیری طرح
یاد تیری بیمروت بیمروت ہوگئی

بارش ابر کرم سے ہوگئے میکش نہال
آج کیا تھا جو ادھر چشم عنایت ہوگئی

تجھ سے معشوق حسین پر جب سے ہے آئی ہوئی
اے حسین معشوق عاشق کی طبیعت ہوگئی

دیکھکر شیشہ مین ساقی دختر رز کا جمال
ہوش زاہد کے اوڑے قاضی کو وحشت ہوگئی

نصف قد کا آپ کے عکس آئینے مین جب پڑا
اوسمین بر پا دیکھیے آدھی قیامت ہوگئی

ایکدم آتی نہین مجکو تیری فرقت مین نیند
یہہ بھی کیا تیری ہی آنکھونکی مروت ہوگئی

شوق کیجانب نہون کسطرح تیری شوخیان
کیون طرحدار حیا تیری نزاکت ہوگئی

غیر کو ہمراہ لیکر تم جو آئے گور پر
اک قیامت میرے دلبر زیر تربت ہوگئی

چھائی پھر کالی گھٹا ہو خیر توبہ کی حفیظ
پھر ہماری آج ڈانواں ڈول نیت ہوگئی

جو مرے دل مین ہے کہتے ہو کہ ہم جان گئے
جانتے ہو تو کہو بات تری مان گئے

دل مین آکر نہ ترے وصل کے ارمان گئے
دل گیا جان گئی پر نہ یہہ مہمان گئے

آکے عشاق تری بزم سے حیران گئے
ہاے آئے تھے پریشان پریشان گئے

تمسے اک بوسہ جو مانگا تو خفا ہو بیٹھے
اتنی سی بات کا واللہ بڑا مان گئے

تا نہو جلوے رہ ورسم کسی سے پیدا
روز ضد سے مرے بدلے وہان دربان گئے

وعدۂ وصل پہ وان قول و قسم لینے کو
نامہ بر ہاتھ مین لیتے ہوئے قرآن گئے

ہنستے آئے تھے جو ہمراہ مری میت کے
خاک مین مجھکو ملاکر وہ پریشان گئے

جب بڑھے ہاتھ تو پھر جیب و گریبان ترا
جب اوٹھے پاؤن تو ہم سوے بیابان گئے

دیکھکر آئینے مین چاند سی صورت اپنی
خود ہی بول اوٹھے پھڑک کر ترے قربان گئے

کوئے جانان مین گئے اوٹھ کے سحر کو عاشق
دیر کو گبر تو کعبے کو مسلمان گئے

روز چھپ چھپ کے نکلجاتے تھے بھٹی کیطرف
اے حفیظ آج تو ہم آپ کو پہچان گئے

چلدئے ہوش و خرد سب آج تنہا ہوگئے
المدد جوشش جنون ہم سر بصحرا ہوگئے

تا کجا اے درد دل یہ جوش گریہ ہجر مین
روتے روتے دیدۂ تر اب تو دریا ہوگئے

ہوگیا خون تمنا حسرتین سب مٹ گئین
مژدہ باد اے ناامیدی ہم تو تنہا ہوگئے

تو سہی مجھ کشتۂ حسرت کو زندہ ہی کرو
ورنہ کیا یون ہی زبانی تم مسیحا ہوگئے

جسکو دیکھا تیرا ہی جلوہ نظر آیا ہمین
جس جگہ پہونچے وہین محو تماشا ہوگئے

جلوۂ حق کے عوض رہتی ہے تصویر بتان
حضرت دل اب تو کعبے سے کلیسا ہوگئے

کر دیا محشر بپا نالون نے اپنے ای حفیظ
ہم تو عاجز سوز فرقت سے خدارا ہو گئے

کوئے جانانکی اگر یاد آئیگی
روح میری خلد مین گھبرائیگی

دیکھیگا جب سنور کر آئینہ
آپ کو اپنی نظر لگ جائیگی

دیکھکر خلوت مین اونکو بیحجاب
شرم پاس آتے ہوئے شرمائیگی

ہون وہ بیکس بعد مردن بیکسی
چھاونی میری لحد پر چھائیگی

ننگے سر آئے جنازے پر جو آپ
لاش غیرت سے مری گڑ جائیگی

آبھی جا اکدن فراق یار مین
راہ کب تک اے اجل دکھلائیگی

خون دل میرا ملو تم ہاتھ مین
رنگ یہہ مہندی غضب کا لائیگی

وصل کی شب ہین یہ ساری شوخیان
آنکھ اونکی صبح کو شرمائیگی

ڈھانپ کر منہ سو نہین سکتے حفیظ
قبر مین کیونکر تمھین نیند آئیگی

یہہ جو سنتے ہین کہ شب گور کی بھاری ہوگی
ہو نہو وہ شب فرقت ہی ہماری ہوگی

تم مرے دل مین رہو تم مری آنکھ نہ پھیرو
ایسا پردہ نہ کہین ایسی عماری ہوگی

وصل کی رات ہی ہنس بول لو پھر وقت سحر
وہی ہم ہونگے وہی گریہ و زاری ہوگی

کیا ہی گھبرائیگی جنت مین طبیعت میری
یاد جسوقت وہان بزم تمھاری ہوگی

کیون قدم کوچۂ الفت مین دھرا تم نے حفیظ
کیا نہ سمجھے تھے کہ یہہ ذلت و خواری ہوگی

تمھین جو یاد کسی غیر کی اجی ہوگی
تو سن رکھو کہ خدا کی قسم بری ہوگی

گیا تو غیر کے گھر اور مے نہ پی ہوگی
یہہ بات دلکو نہ باور مرے کبھی ہوگی

چمن مین بیٹھے ہوئے رند پی رہے ہین شراب
کہین جو شیخ جی آئے تو دل لگی ہوگی

خبر جو مرنے کی میرے کسی نے اونکو دی
تو بولے ہان نئی الفت تھی جان دی ہوگی

خدا کے واسطے بالین پہ یار آجانا
جو تم نہو گے تو تربت پہ بیکسی ہوگی

چمن مین جب مجھے آئیگا لطف اے ساقی
شراب سامنے پہلو مین اک پری ہوگی

نجاؤ چھوڑ کے تنہا مجھے خدا کے لئے
جدائی تجھ سے گوارا نہ جیتے جی ہوگی

کوئی عزیز نہوگا نہ آشنا ہوگا
ہماری قبر پہ ہوگی تو بیکسی ہوگی

ہمارے پاس سے جاتے ہو گر خدا حافظ
نہو گے تم تو بغل مین کوئی پری ہوگی

سنور کے بیٹھے ہین خوش خوش وہ بزم دشمن مین
ہمارے مرنے کی شاید اونھین خوشی ہوگی

شب وصال بھی اک دن خدا دکھائیگا
ہماری آپ کی گر یار زندگی ہوگی

نجاتا بھول کے بھی یار تیرے کوچے مین
جو پہلے جانتا ایسی ستمگری ہوگی

ہمارے قتل پہ یہ جو جہٹ نہین ہرگز
کسی سے آپ نے یہہ شرط بھی بدی ہوگی

رہے یہہ یاد کہ اب پیش داور محشر
بیان یار تمھاری ستمگری ہوگی

عوض مین بوسۂ رخ کے جو دل مین دیتا ہون
یہہ چیز وہ ہے کسی نے تمھین ندی ہوگی

فراق خلد برین سے بھلا مجھے کیا کام
گیا تھا سونچ کے ایجان تری گلی ہوگی

دکھا دو حسن خداداد یار بہر خدا
نقاب اولٹو ذرا بندہ پروری ہوگی

یہہ بے سبب نہین ہرگز خمار آنکھون مین
شراب ساتھ رقیبون کے تمنے پی ہوگی

مگر گئے مرا دل لے کے ایک بوسے پر
اسی طریقہ سے کہئے تو دوستی ہوگی

جو مانگتا ہون مین بوسے تو ہنسکے کہتے ہین
نہ چھیڑئے مجھے اب دیکھئے بری ہوگی

عبث ڈراتا ہے واعظ حساب محشر سے
وہان تو مد نظر بندہ پروری ہوگی

کہا جو مین نے کہ ایجان حفیظ مرتا ہے
تو بولے اور کسی کی خبر سنی ہوگی

سنا وہ جائینگے گلشن مین مے کشی ہوگی
بہار آئی ہے شیشون مین مے بھری ہوگی

یہی سبب ہے نہین ہر روز آپ کا جانا ضرور یار کسی سے لگی بجھی ہوگی
ہمارے ہاتھ سے مہندی اگر لگاوگے تمھارے سر کی قسم کسقدر خوشی ہوگی
جو غیر آتے ہین چھپ چھپ کے خیر آنے دو لہو سے لال کسیدن تری گلی ہوگی
یہی سبب ہے نہین بیٹھا رقیب پہلو مین یقین ہے مرے دلکو کبھی بدی ہوگی
جو تم نہ آئے شب وعدہ سُن رکھو یہ بھی لحد نصیب ہمین یا رب جیتے جی ہوگی
وہ سیر کے لئے جاتے ہین غیر کے ہمراہ بہار آئی ہے گلشن مین میکشی ہوگی
جو حکم ہو تو کرون عرض حال زار اپنا نہ ایسی تمنے کبھی داستان سُنی ہوگی
پہنکے جاؤ نہ پازیب سوئے گورستان لحد مین روح کو مردون کی بے کلی ہوگی
خدا وہ دن بھی دکھائیگا اے صبا مجکو کہ میرے غنچۂ دل کی شگفتگی ہوگی
جو تم نہ جاؤگے ہمراہ میرے لاشے کے مزار پر مرے ماتم مین بیکسی ہوگی
جو چھوٹ جاؤنگا اے زلف تیری الجھن سے تو کس مزے سے بسر اپنی زندگی ہوگی
نہین ہے حضرت واعظ کی یہ بغل مین کتاب شراب کی کوئی بوتل دبی ہوئی ہوگی
وہ گل ہی پاس جب اپنے نہین ہے ای ہمدم چمن مین جائے تو کیا خاک دل لگی ہوگی
مرونگا مین جو کسی ماہرو کی فرقت مین تو ماہتاب کی تربت مین روشنی ہوگی
وہ بولے حشر مین فریاد تم کروگے اگر یہی وہان بھی ہماری ستمگری ہوگی
نہ چین آئیگا دم بھر مجھے کسی پہلو بغل مین میرے نہ جبتک کوئی پری ہوگی

خدا سے شکوہ بتونکا کرینگے خاک حفیظ
وہان تو اپنی ہی ہر ایک کو پڑی ہوگی

ہم ضبط کہانتک بت بے پیر کرینگے دم گھٹتا ہے اب نالۂ شبگیر کرینگے
اک بوسہ پہ کیا کہتے ہو تعذیر کرینگے ہم وصل مین تو اور بھی تقصیر کرینگے
نالے تو مرے عرش برین تک کو ہلا دین اور دلپہ بھلا تیرے نہ تاثیر کرینگے

کیا مجھکو خبر تھی شب فرقت مین یہہ نالو
کافی ہے ہمے سے قتل کو بس خنجر ابرو
واضح یہہ رہے نامۂ اعمال کے بدلے
اک حرمت مئے ہی کا سبق یاد ہو واعظ

اولٹی مری تقدیر سے تاثیر کرینگے
کیا کام ہے کیا لیکے وہ شمشیر کرینگے
ہم پیش زبان بھی تری تصویر کرینگے
یا آپ کچھ اب اور بھی تقریر کرینگے

سنتے ہین وہ سودائیون کو اپنے حفیظ اب
پابند خم زلف گرہگیر کرینگے

جفا کرینگے اگر وہ ہمپر ہم اونسے مہر و وفا کرینگے
دغا وہ ہمسے اگر کرینگے ہم اونکے حق مین دعا کرینگے
اجل تو ہی اب چکا دے جھگڑا یہہ صدمے کب تک سہا کرینگے
نہین مقدر مین وصل ہو جب فراق مین جی کے کیا کرینگے
ستم کی حد بھی ہے کوئی آخر نہ چھیڑ پھر خدا ہمین اب
کرینگے نالے جو اے ستمگر تو ہم قیامت بپا کرینگے
سراسر احسان ہو اجل کا جو میری مشکل کرے یہہ آسان
وگرنہ فرقت مین اونکی کب تک تڑپ تڑپکر جیا کرینگے
نہ ساتھ چھوڑینگے غیر کا وہ نہ ہونگے ہرگز کبھی ہمارے
نہ زہر کھالین تو ہمدمو ہم یہہ صدمے کب تک سہا کرینگے
خیال تیرا کدھر ہے اے دل کہانکے وعدے وصال کیسا
نہین ہے امید اون سے ہرگز کہ ہمسے عہد وفا کرینگے
دیا جو دل ہمنے اوسکو اپنا تجھے ہے کیون فکر اسکی ناصح
اجارہ اسمین نہین کسیکا ہم اونپہ جان بھی فدا کرینگے

پھر ونہ یازیب تم پہنکر لو نچلے بیٹھو خدا کو مانو
یہی اگر چال ہے تمھاری تو نت نئے لاکھ ہوا تم و ٹھاٹ کرینگے

ہوگا جھگڑا کسیکا یکسو ہوا نہ گر فیصلہ ہمارا
حفیظ محشر مین دیکھنا تم کہ ہم قیامت بپا کرینگے

جب پری پیکر ہمارے پاس آتے جائینگے
ہم بھی آنکھیں پاؤنکے نیچے بچھاتے جائینگے

ہمنے جانا تھا کہ آئے ہین تسلی کے لئے
ہم نہ سمجھے تھے کہ وہ مضطر بناتے جائینگے

وہ کرین جور و ستم گو ہمکو دشمن جانکر
ہم مگر اپنی محبت ہی جتاتے جائینگے

بعد مردن دیکھنا اگر حسینانِ جہان
چادرین پھولون کی تربت پر چڑھاتے جائینگے

آپ سیر باغ کو تشریف ایجان لیچلین
راہ مین ہم داغہائے دل دکھاتے جائینگے

قصد کیون ہے آپکا گور غریبان کیطرف
قبر کے مردون کو بھی کیا اب جلاتے جائینگے

ساتھ لیجائینگے حضرت اپنے جب روزِ جزا
جام کوثر اپنی امت کو پلاتے جائینگے

پھر نہ پوچھیگا کوئی ہرگز ہمارے بعد انھین
اپنی نظرون سے جو وہ ہمکو گراتے جائینگے

وہ اگر گور غریبان کیطرف آئین حفیظ
ہے یقین مردہ ہمارا ابھی جلاتے جائینگے

اے شیخ جو تم عشق پر یزاد کروگے
توبہ ہے خدا کو بھی نہ تم یاد کروگے

ہان کسلئے تم خاطر ناشاد کروگے
کیون دام بلا سے ہمین آزاد کروگے

مجرم ہین ہمین ظلم نتو ہمنے کئے ہین
ہان سچ ہے خدا سے تمھین فریاد کروگے

بے صبر تمھین حضرت دل وہ بھی کہین گے
فرقت مین جو تم نالہ و فریاد کروگے

ہے زیست مین نفرت تمھین ملنے سے ہمارے
پھر بعد ہمارے ہمین تم یاد کروگے

اغیار کی آنکھون ہی کی ٹھنڈھک جو رہے تم
کیا شاد ہمارا دل ناشاد کروگے

مانا کہ ابھی غیر کے پہلو سے اوٹھے بھی
پھر تازہ ستم اور تم ایجاد کروگے

کیا ہوگے رہا دام سے دیگا وہ دعائین
تم جسکو تہہ خنجر فولاد کروگے

بس نشتر مژگان ہے یہ مجنون کو تمھارے
کیون اسکے لئے تم منت فصاد کروگے

بڑھ جائینگے ہم فصل گل آتی ہے پھر کے
تم اسکے جو زندان سے نہ آزاد کروگے

اے شیخ اگر ایک نظر دیکھ لو اوسکو
تم بھی صفت حسن خداداد کروگے

سچ ہے کہ یہان کیا ہے جو یاران عدم تم
پھر قصد سوے عالم ایجاد کروگے

اے حضرت دل تیغ دو ابرو کے عوض کیون
منت کشی خنجر فولاد کروگے

دیکھوگے اگر زاہد وہ حسن خدا داد
بھولے سے نہ پھر حور کو تم یاد کروگے

ہان شوق سے مجھ پر کرو تم جور و ستم اور
کیون غیر پہ بیداد پہ بیداد کروگے

برباد کیا ہاے اوسی خانۂ دل کو
امید تھی جس گھر کو تم آباد کروگے

کہتے ہین وہان اور ستائینگے تمھین ہم
محشر مین اگر نالہ و فریاد کروگے

عشاق نوازی مین تم اپنے رہو مصروف
بیکار یہہ کب تک غم و فریاد کروگے

مایوس ہین ملنے سے تمھارے بخدا ہم
امید یہہ کب ہے کہ ہمین یاد کروگے

کیا آؤگے تم خانۂ دل مین نہ ہمارے
اللہ کے گھر کو بھی نہ آباد کروگے

لو ہم تو چلے ہمنفسو اب عدم آباد
تم فاتحۂ خیر سے بھی یاد کروگے

بوسے پہ نہین کی تو نہین کہتے رہوگے
یا منہ سے کچھ اب اور بھی ارشاد کروگے

خود ہم کئے پریشان محبت مین بتونکی
اے حضرت دل ہمکو بھی برباد کروگے

لو تمکو تجلی وہ دکھاتے ہین حفیظ آج
احسان یہہ وہ کرتے ہین کیا یاد کروگے

لڑی کس سے نظر بیٹھے بٹھائے
ہوا زخمی جگر بیٹھے بٹھائے

کسیکی زلف کا بوسہ لیا ہے
بلا لی اپنے سر بیٹھے بٹھائے

کسیکی یاد پھر دل کر رہا ہے
ہوئی پھر چشم تر بیٹھے بٹھائے

تری چشم سخن گو کہہ رہی ہے
ہوئے ہم فتنہ گر بیٹھے بٹھائے

جسیدن عرش تک جائین تو نالے
ملیگا کیا اثر بیٹھے بٹھائے

حفیظ ان صندلی رنگون سے ملکر
لیا ہے درد سر بیٹھے بٹھائے

زاہد ترے کہنے کا یقین ہمکو کب آئے
معلوم یہہ تقوی ہے ہو جو بنت العنب آئے

ساقی نہ ترے فیض سے کیونکر عجب آئے
محروم ترے در سے پھرے تشنہ لب آئے

اک بوسۂ لب پر تو کہا قتل کرینگے
اب وصل کو کہہ دون تو ستم ہو غضب آئے

وہ آج ضرور آئینگے ہمکو بھی یقین ہے
قاصد کہین یہہ روز گذر جائے شب آئے

جاناتھام سے پہلو سے اوس شوخ کا اوٹھکر
درد و الم و حسرت و اندوہ سب آئے

ہم حشر مین اوسسے ملینگے یہی کہکر
کس روز کا وعدہ تھا حضور آپ کب آئے

کب کوئی تمنا ہے دل زار بر آئی
کب آپ نے وعدہ کیا کہیئے تو کب آئے

امید یہہ تھی زیست مین آئینگے پس مرگ
تقدیر کی خوبی وہ جب آئے نہ اب آئے

جب ہستی موہوم بھی بیکار گذاری
اس عالم اسباب مین ہم بے سبب آئے

برسون یہہ فلک مجکو عوض اسکے رولائے
بھولے سے ہنسی بھی جو کہین زیر لب آئے

خاموش سنا کرتا ہون اغیار کی باتین
اندھیر ہے اسپر بھی جو تمکو غضب آئے

سب مشکلین آسان حفیظ آپ کی ہونگی
حامی و معین دیکھئے شاہ عرب آئے

کسطرح نہ اے یار مراد اپنی بر آئے
جب تجھ سا حسین خانۂ دلمین نظر آئے

ہم سمجھین کہ نالون مین ہمارے اثر آئے
وہ چاند سی صورت ہمین جسدن نظر آئے

کیونکر کہین ہم بندہ نوازی نہین کرتے
جب عرش سے دلمین وہ ہمارے اوتر آئے

محشر مین بپا اور ہو ہنگامۂ محشر
وہ فتنۂ محشر جو کہین اب ادھر آئے

الجھی ہوئی زلفیں نظر آتی ہیں سراسر
تجھے رات کہاں آپ جو وقت سحر آئے

اب جائے ترحم ہے یہی اوکاکل پیچاں
شب بھر تو ہمیں خواب پریشاں نظر آئے

پھر ٹیس اوٹھی پھر وہی آزار ہوا ہائے
پھر زخم جگر دیکھئے میرے اوبھر آئے

شب بھر یہہ دعا تھی مری فرقت میں کسیکی
اس نالۂ دلدوز میں یارب اثر آئے

اللہ کرے بات مری مان لے وہ بت
شیشہ میں پری آج الٰہی اوتر آئے

کیونکر نہ اوسے وعدہ فراموش کہیں ہم
جو شام کا وعدہ کرے وقت سحر آئے

جب وصل کو کہتا ہوں تو فرماتے ہیں ہنسکر
اللہ کرے آپ کی امید بر آئے

مرنے کی خبر میری وہاں جا کے عجب کیا
اوس بت کی یہاں آئیگی جب تک خبر آئے

جس بزم سے رنجیدہ حفیظ اوٹھکے گئے تھے
اس دل کا برا ہو وہیں بار دگر آئے

یارب یہہ مری آہ میں اب تو اثر آئے
تھامے ہوئے ہاتھوں سے وہ ظالم جگر آئے

امید ہمیں زیست کی ایسی ہاں نظر آئے
کوچہ سے تمہارے جو نسیم سحر آئے

یہہ زلف رسا اونکی اگر تا کمر آئے
اک اور بلا پھر تو مری جان پر آئے

ہے مجھکو یقیں ابر خجالت سے ہو پانی
رونے پہ کسیدن جو مری چشم تر آئے

فرمائے نالوں نے اثر میرے کیا ہے
گھبرائے ہوئے آپ کدھر اے قمر آئے

کہتا ہے وہ بت نالوں میں تاثیر نہیں ہے
یارب ہو وہ بے چین کچھ ایسا اثر آئے

آخر کو یہہ نوبت مری اس عشق میں پہونچی
روتے ہیں مرے حال پہ سب اپنے پرائے

اتنا شب فرقت کی مصیبت نے رولایا
اشکوں میں مرے قطرۂ خون جگر آئے

بھولے سے بھی جب جاتا ہوں اوس شوخ کے گھر پر
وہ پوچھتا ہے طعن سے کہئے کدھر آئے

برہم ہو سامان شب وصل کا ہر گز
آواز نہ دی آج نہ مرغ سحر آئے

ملنے کو حفیظ آپ سے آتا ہے وہ گلرو

شب وعدہ بھی نہ تم اے مہ کامل آئے
اور جو آئے بھی تو اغیار کے شامل آئے

آج ہم بیٹھے ہوئے روتے ہین دلکو اپنے
ایک دن وہ تھا کہ کہتے تھے کہین دل آئے

اب تو یہہ حال ہے بیمار محبت کا ترے
سانس آئے تو نقاہت سے بمشکل آئے

ضبط کہتے ہین اسے اور طبیعت یہہ ہے
کہ تو پھر بھی دل آئے تو بہ مشکل آئے

دیکھ لے گر یہہ تڑپنا دل بسمل کا مرے
رقص کرتا ہوا زاہد سر محفل آئے

المدد اے کشش الفت مجنون اسدم
خاک اڑاتی ہوئے اب ساکن محمل آئے

بے سبب تو نہین اسدرجہ ہین مسرور حفیظ
تجھے کہین رات کسی سے تو کہین مل آئے

غم نہین ہے کوئی آباد کہ برباد رہے
یہہ ہمارا دل ناشاد مگر شاد رہے

لب پہ عاشق کے اگر نالہ و فریاد رہے
چین سے تو نہ کبھی او ستم ایجاد رہے

خوش رہے وصل سے گہہ ہجر نا شاد رہے
ایک حالت مین نہ ہم او ستم ایجاد رہے

کون کہتا ہے کسی سے نہ ملو تم لیکن
کچھ مرا دھیان بھی تو ای ستم ایجاد رہے

خانۂ دل مین کسیدن تو کرم فرمائین
گھر یہہ ہے آپ کا یہہ بھی کبھی آباد رہے

کون فردائے قیامت کا طلبگار بنے
دل عیش وعدۂ موہوم پہ کیا شاد رہے

ہمکو سب کوچۂ جانان مین پڑا رہنے دین
کوئی کعبہ مین کوئی دیر مین آباد رہے

دشمن جان رہا بلبل کا چمن مین ہر اک
فکر گلچین کو رہی تاک مین صیاد رہے

بعد مرنے کے بھلا قبر پہ آنا کیسا
مری صورت بھی یقین ہے نہ تمھین یاد رہے

ہم کسیکے کبھی پابند نہ ہو کر بیٹھے
سرو کیطرح سے اس باغ مین آزاد رہے

خوب ہی بادۂ گلگون سے چھکایا تو نے
میکدہ اے مرے ساقی ترا آباد رہے

اس زمانے مین محبت بھی ہے کرنا بیکار
اب نہ ہم وہ رہے ای دل نہ پریزاد رہے

دل نہ دینا کبھی بھولے سے کسیکو بھی حفیظ
یہہ نصیحت مری اے یار تمھین یاد رہے

جس بزم مین نظارۂ حسن بتان رہے
لازم ہے چشم راہ حقیقت نہان رہے

تھے عرش پر کہ دلمین ہمارے نہان رہے
پوچھے تو کوئی اونسے کہ آخر کہان رہے

یارب حفیظ محو جمال بتان رہے
جبتک کہ ان حسینونکی اونچی دکان رہے

باد حوادثات سے امن و امان رہے
یارب یونہین بہار پہ ہندوستان رہے

زندہ رہے تو کیا رہے جب ناتوان رہے
دنتک بھی اونکے جائین ہم اتنے کہان رہے

تیری ہی ذکر خیر سے یہ لب ہون آشنا
جبتک دہن مرا رہے میری زبان رہے

مین نے تو اپنی آنکھونسے دیکھا ہی آپ کو
کیونکر کہون کہ اہل نظر سے نہان رہے

تو اوس سے ہمکلام ہو جب اے پیامبر
تیرے دہن مین کاش ہماری زبان رہے

شب کو کہان تھے نیند کا کیسا خمار ہے
بزم عدو مین تم نہ رہے تو کہان رہے

جب سے ہمارے خانۂ دلمین وہ آئے ہین
گھر مین خدا کے سب کہتے ہین ہم مہمان رہے

پیری مین وہ شباب کی باتین کہان نصیب
رنگین مزاج ہم بھی تھے جبتک جوان رہے

ہو حق یہان بھی ہو جو وہان ذکر خیر ہو
زاہد کے گھر کے پاس ہی مغ کی دکان رہے

کیا پوچھتے ہو بادہ فروشونکی منزلت
قاضی کے گھر مین جا کے یہہ جب میہمان رہے

ساکن جو لامکان کے ہین کیون ہو انکو غم
جس جا تری زمین ترا آسمان رہے

ہملوگ کب کہان فضائے نعیم ہین
تمکو مبارک اہل جہان یہ مکان رہے

اسکو تو اپنے دل ہی مین انصاف کیجئے
میری نظر سے آپ کہانتک نہان رہے

انکا ظہور بھی ہے ہمارے وجود سے
وہ بھی تھے بے نشان جو ہم بے نشان رہے

مونسے تو مین نہین ہون کہ بے صبریان کرون
میری نظر سے کوئی عیان یا نہان رہے

وحشت یہہ کہہ رہی ہے کہ چلکر وہان رہو
جس جا نہ یہہ زمین نہ یہہ آسمان رہے

تربت ہماری بعد فنا یان بنے ضرور | تیری گلی مین کچھ تو ہمارا نشان رہے
جب تک کہ ہو نہ ترک تعلق رقیب سے | قرآن میرے آپ کے بس درمیان رہے
فرمائیے وہ چین سے کیونکر بسر کرے | جسکا عدو یہہ آٹھ پہر آسمان رہے
آنکھین دکھاتا کیا ہے مجھے ذبح کیجئے | باقی نہ کوئی میرے لئے امتحان رہے
خلوت مین انجمن مین ہماری ہین پردہ نشین | مشہور خاص و عام رہے ہم جہان رہے
دیکھا نہ جسنے اوسکی نگاہ ہونکا ہے قصور | جلوے تمھارے دیر و حرم مین عیان رہے
سر بھی اوٹھا سکے نہ کبھی زیر آسمان | ہم تو خمیدہ ضعف سے مثل کمان رہے
سب کچھ جہان ہے واسطے مستونکے ای خدا | جنت مین مے فروش کی بھی اک دکان رہے
حافظ ہو مین حفیظ مرا فرض ہے یہی | اوسکا کلام پاک ہی ورد زبان رہے

کس کی نگاہ یہہ سرور ہے کس بزم مین تھے آپ
سچ کہئے اے **حفیظ** کہان میہمان رہے

وصل مین اونکو حجاب دیکھئے کب تک رہے | آنکھون مین میرے یہ خواب دیکھئے کب تک رہے
بوسۂ لب پر نہین اوسپہ یہ اصرار ہے | یہ سخن لاجواب دیکھئے کب تک رہے
غیر کی باتون کا رنج آپ کی کیا بات ہے | غیر پہ چشم عتاب دیکھئے کب تک رہے
یہ شب فرقت کا غم درد جگر کا الم | جانکو میری عذاب دیکھئے کب تک رہے
حضرت واعظ کی حور عمر تو لاکھون برس | اوسپہ یہہ حسن و شباب دیکھئے کب تک رہے
رات کو چھپ چھپ کے روز شیخ فضیلت مآب | شغل شراب و کباب دیکھئے کب تک رہے

دیکھئے کب تک نجات ہجر سے ہو اے **حفیظ**
دل کو میرے اضطراب دیکھئے کب تک رہے

مری الفت تمھین ایجان رہے یا نہ رہے | بعد میرے بھی مرا دھیان رہے یا نہ رہے
اثر نالۂ سوزان سے ہماری شب بھر | تمھین سچ کہدو پریشان رہے یا نہ رہے

گر یہی نالۂ بلبل ہے تو ہمکو صیاد
ہے یہہ کھٹکا کہ تری جان رہے یا نہ رہے

خود فراموش بھلا آپ کو کیونکر نہ کہون
دیکھکر آئینہ حیران رہے یا نہ رہے

عشق اک طفل برہمن کا ہوا ہے مجھکو
سخت حیران ہون ایمان رہے یا نہ رہے

کیا کہین درد جدائی کی مصیبت تم سے
گر یہی حال ہے تو جان رہے یا نہ رہے

لے خبر جلد مسیحا کہ ترا عاشق زار
کوئی دم اور یہہ مہمان رہے یا نہ رہے

دست وحشت کا یہی زور اگر ہے تو حفیظ
دیکھئے اب یہ گریبان رہے یا نہ رہے

منہ مرا دیکھ کے روتے ہی رہے
لاش پر جان وہ کھوتے ہی رہے

بعد میرے بھی مرا غم یہہ ہوا
عمر بھر قبر پہ روتے ہی رہے

سو رہے پھیر کے منہ وہ اپنا
ہم شب وصل بھی روتے ہی رہے

لے لئے مین نے لپٹ کر بوسے
خواب غفلت مین وہ سوتے ہی رہے

عمر بھر غیر تری محفل مین
کانٹے حق مین مرے بوتے ہی رہے

بخت جاگا نہ شب وصل مین بھی
رات بھر ہاے وہ سوتے ہی رہے

وصل مین خوب مزے لوٹے حفیظ
گو خفا مجھ پہ وہ ہوتے ہی رہے

فراق بنکے رہے یا وصال ہوکے رہے
غرض جہان رہے ہم حسب حال ہوکے رہے

جہان رہے تری قدرت کا حال ہوکر رہے
گلو مین بو تو چمن مین نہال ہوکے رہے

حرم ہو دیر ہو مسجد ہو یا کلیسا ہو
بشر جہان رہے اہل کمال ہوکے رہے

وہ منکسر ہین کہ دنیا مین بعد مرگ بھی ہم
مثال نقش قدم پائمال ہوکر رہے

نہ کہہ سکے شب فرقت کا حال محشر مین
وہان بھی ہم ترے محو جمال ہوکر رہے

حضور آپ اگر بے نظیر و یکتا تھے
جہان مین ہم بھی عدیم المثال ہوکر رہے

تمام رات رہا ذکر غیر گو یا وہ
مری بغل مین عدو کا خیال ہو کے رہے

اوٹھے جو بزم سے وہ درد کیطرح سے اوٹھے
رہے جو دل مین سراپا ملال ہو کے رہے

بُرا ہو حضرت دل کا کہ جنکی خاطر سے
حفیظ شیفتۂ خط و خال ہو کر رہے

وہ دوست تمھرے جو خواہان تری جفا کر رہے
خطا ہوئی جو طلبگار ہم وفا کے رہے

وہ جب سے خانۂ دلمین ہمارے آکے رہے
اونھین یہہ ناز ہے اب گھر مین ہم خدا کے رہے

شرف ہی چونکہ اوسے تیری پائے بوسی کا
تمام عمر قدم بوس ہم حنا کے رہے

تمام عمر سونگھائی ہے بوئے زلف اوسنے
شب فراق مین ممنون ہم صبا کے رہے

وفا کا ذکر تو کیا پوچھتا ہے کون اوسے
تمھارے دلمین جب ولولے جفا کے رہے

دکھایا جلوۂ دیدار ایک دن نہ کبھی
وہ لن ترانی ہی سب کو سُنا سُنا کر رہے

جفا کا حال تو پوچھینگے اون سے محشر مین
حفیظ وہ جو کہین سامنے خدا کے رہے

ان بتون کی جب آرزو نہ رہی
تو خدائی مری عدو نہ رہی

دل وہ کیا جسمین آرزو نہ رہی
پھول ہے خار جسمین بو نہ رہی

دل کو اسدرجہ یاس نے گھیرا
موت کی بھی اب آرزو نہ رہی

تو فرشتہ ہی کیون نہو زاہد
آدمیت کی تجھ مین خو نہ رہی

مٹ گئی جب ہماری رسوائی
اونکی شہرت بھی کو بکو نہ رہی

کب ہم اوسکی تلاش مین نہ پھرے
کب ہمین اوسکی جستجو نہ رہی

باغ عالم کی یہہ ہوا بدلی
کسی گل مین وفا کی بو نہ رہی

مٹ گیا شوق رہ گئین آنکھین
وہ اشارے وہ گفتگو نہ رہی

جب جوانی گذر گئی اپنی
زندگی کی پھر آرزو نہ رہی

دوستی کا مزا ہی کچھ نہ رہا
ساری دنیا اگر عدو نہ رہی

یون ہوا شیخ میکدے مین پاک
عمر بھر حاجت وضو نہ رہی

مل گئی دل کو فقر کی دولت
اب کسی شئے کی آرزو نہ رہی

آنکھ اونکی بدل گئی ہم سے
وہ عنایت وہ گفتگو نہ رہی

اَرِنی آپ کہہ اوٹھے موسے
اب خوشامد کی گفتگو نہ رہی

اوسنے دامن سے جب نہ پوچھا اشک
چشم تر کی کچھ آبرو نہ رہی

میری وحشت کی جب ہوئی شہرت
قیس کی دھوم کو بکو نہ رہی

ناامیدی یہہ کہہ رہی ہے مجھے
موت کی بھی اب آرزو نہ رہی

ضبط نالہ نہو سکا مجھ سے
عاشقون مین بھی آبرو نہ رہی

اشک بیساختہ ٹپک ہی گئے
چشم تر کی بھی آبرو نہ رہی

لن ترانی حضور کیون بولے
اب دہن مین بھی گفتگو نہ رہی

پھرتے ہین اب **حفیظ** آوارہ
کچھ محبت مین آبرو نہ رہی

بتونکا اسلئے ہم دلمین ڈر نہین رکھتے
کہ اونسے خواہش نفع و ضرر نہین رکھتے

ہمارے حال کی وہ کچھ خبر نہین رکھتے
یہی تو غم ہے کہ نالے اثر نہین رکھتے

ہماری یاد جو یہہ سیمبر نہین رکھتے
سبب یہی ہے کہ ہم سیم و زر نہین رکھتے

رہا کرے بھی جو صیاد تو کہان جائین
اسیر وہ ہین کہ ہم بال و پر نہین رکھتے

تم آتے ہو بھی تو رہتے نہین مرے دل مین
وہ بے خبر ہو کہ گھر کی خبر نہین رکھتے

اٹھا دیے ہین فرشتونکے بھی تو دل لیکن
شب فراق مین نالے اثر نہین رکھتے

کسیکا حال کوئی ہمسے آکے کیا پوچھے
وہ بے خبر ہین کہ اپنی خبر نہین رکھتے

وہ دیکھتے ہین جب آئینہ ہنسکے کہتے ہین
یہ حسن وہ ہے کہ شمس و قمر نہین رکھتے

سنا ہے پیک کبوتر بھی ذبح ہوتے ہین
یہہ خیریت ہے کہ ہم نامہ بر نہین رکھتے

مقام گریہ ہے انسان ایسے ہوتے ہین
مآل کار پہ جب ہم نظر نہین رکھتے

یہہ نسیم تن ہون کہ اہل دل ہو کوئی ہو
غرض کسی سے بھی اہل ہنر نہین رکھتے

حفیظ ملک بقا کس طرح سے جائین ہم
غضب تو یہہ ہے کہ زاد سفر نہین رکھتے

ہو برائی بھی تو سننا نہین منظور مجھے
کیون کیا ذکر عدو چھیڑ کے رنجور مجھے

ہو جو یوسف تو کرو دید سے مسرور مجھے
خواب مین آکے دکھادو رخ پر نور مجھے

خواہش دید مین جس دن مین ادھر جا نکلا
شمع دکھلائیگی شاخ شجر طور مجھے

دشت ایمن مین جھلک مین نے تری دیکھی ہے
جلوہ تیرا نظر آیا ہے سر طور مجھے

دھوتے ہین دفتر نیک اپنے فرشتے پس مرگ
خوبی بخت سے ہاتھ آئے یہ مزدور مجھے

حشر کے روز بھی آئی نہ زبان تک فریاد
کردیا پاس وفا نے ترے مجبور مجھے

بدلی پوشاک تو دھیان آیا کفن کا مجکو
جب ملا عطر تو یاد آگیا کافور مجھے

دردآمیز سخن آپ کا سن سن کے حفیظ
یاد آتے ہین بہت آتش مغفور مجھے

کرچکا خوب محبت مین تو بدنام مجھے
چین سے رہنے دے اب تو دل ناکام مجھے

موئے سر ہوگئے تاریکی مدفن سے سیاہ
صبح پیری کی تہ خاک ہوئی شام مجھے

داغ کھائے تھے جہان رنج اٹھائے تھے جہان
پھر وہین لیکے چلا ہے دل خودکام مجھے

مرگیا مین تو کہا یار محبت نہ اوٹھا
لاش پر آکے مری دے گئے الزام مجھے

کیا ہے انصاف یہی شرط محبت ہے یہی
ہم دعا دیتے ہین تم دیتے ہو دشنام مجھے

بزم مین اوسنے جو پوچھا تو ہمین یون پوچھا
کون ہین آپ بتائین تو ذرا نام مجھے

سنکے فریاد مری ہنسکے وہ کہتے ہین حفیظ

ہے برا اوسکا جو کرتا ہے بدنام مجھے

غیر دشمن ہی سمجھتے ہو جو تم دل مین مجھے
روز کیون یاد کیا کرتے ہو محفل مین مجھے

اب وہ فرماتے ہین ہمکو نہین تیری پروا
قید جب کر چکے زلفونکی سلاسل مین مجھے

کچھ تو اغیار نے جا جا کے پڑھایا ہے اونھین
دشمن جان جو سمجھنے لگے وہ دلمین مجھے

نہ رہے ہوش و حواس و خرد و صبر و شکیب
چلدیئے چھوڑ کے سب گور کی منزل مین مجھے

سامنے غیرونکے ہر وقت جو بلواتے ہین
نہین معلوم سمجھتے ہین وہ کیا دل مین مجھے

آج یہہ کثرت عشاق سے میلا ہے وہان
راہ ملتی نہین جو کوچۂ قاتل مین مجھے

یاد رکھیئے گا نہ غیرونکی ہوا تک آئے
آپ بلوائیے جس روز کہ محفل مین مجھے

دیکھئے رات بسر ہوتی ہے کسطرح حفیظ
لوگ تو چھوڑ گئے گور کی منزل مین مجھے

اپنے کشتونکو وہ ٹھوکر اکے جلاتے جاتے
کچھ تو اعجاز مسیحا بھی دکھاتے جاتے

اونکو جانا تھا اگر چھوڑ کے تنہا مجھکو
آتش عشق مرے دلکی بجھاتے جاتے

فاتحہ پڑھنے اگر آئے تھے وہ تربت پر
اپنی پازیب کی جھنکار سناتے جاتے

یون جنازہ کو بھی آکے مرے دیکھا تو کیا
جب مسیحا اونھین کہتا کہ جلاتے جاتے

کمسنی کا ہے سبب جو نہین الفت اونکو
ورنہ یون دلسے ہمین کب وہ بھلاتے جاتے

زندگی ہوتی دوبارہ مری بیشک اوسدم
گر مری لاش کو ٹھوکر وہ لگاتے جاتے

گر کبھی آپ قدم رنجہ یہان تک کرتے
زیر پا آپ کے ہم آنکھین بچھاتے جاتے

اب تقاضائے جنون دست ہوس سے یہہ ہے
دھجیان اپنے گریبان کی اوڑاتے جاتے

ہے اسیری کو ہمارے خم گیسو کافی
بیڑیان کیون ہین یہہ حداد پہناتے جاتے

یہہ ہے پس مرگ مری لاش پہ آکر بوسے
دے چلے رنج جدائی ہمین جاتے جاتے

یاد ہر وقت کیا کرتے ہین ہم جنکو حفیظ

صاف ہملو ہین وہ اب دل سے بھولائے جاتے

آرزو دید تجلی کی نہ موسے کرتے ‌ ‌ ‌ حسن جانان کو سر طور نہ رسوا کرتے
راز الفت نہ کبھی آپکا افشا کرتے ‌ ‌ ‌ دیدہ و دل جو نہ میرے مجھے رسوا کرتے
تیری بیداد کا غیرون سے گلہ کیا کرتے ‌ ‌ ‌ ہم جو کرتے تو مقدر ہی کا شکوہ کرتے
غیر کا اپنی زبان سے جو وہ چرچا کرتے ‌ ‌ ‌ ہم سنا کر اونھین جورونکی تمنا کرتے
تنگئے وہ جو کیا مینے اونھین جھک کے سلام ‌ ‌ ‌ کچھ جو کہتا تو قیامت ہی وہ برپا کرتے
مین نے چھیڑا اونھین محفل مین تو جھنجھلا کے کہا ‌ ‌ ‌ ایسے ویسے سے کبھی ہم نہین بولا کرتے
دل جو اپنا ہے محبت مین ہوا جاتا ہے غیر ‌ ‌ ‌ لوگ بیگانونکو کسطرح ہین اپنا کرتے
دم حسینونکی محبت کا زمانا بھرتا ‌ ‌ ‌ چاہنے والونکو اپنے جو یہہ چاہا کرتے
کسنے اغیار کو چاہا ہے کہ ہم پیار کرین ‌ ‌ ‌ یہہ نئی ضد ہے نیا آپ ہین جھگڑا کرتے
جان پہلے ہی سے دیتے جو ترے قاصد کو ‌ ‌ ‌ ملک الموت نہ پھر آکے تقاضا کرتے
سر کے بل قتل گہ ناز مین آتی عاشق ‌ ‌ ‌ چشم شمشیر سے گر آپ اشارہ کرتے

لذت عشق سے آگاہ جو ہوتے وہ حفیظ
آرزو دار پہ مرنے کی مسیحا کرتے

وہ نامۂ اعمال بدلنے نہین دیتے ‌ ‌ ‌ قسمت کا نوشتہ ہے کہ ٹلنے نہین دیتے
تیغ اپنی گلے پر مرے چلنے نہین دیتے ‌ ‌ ‌ دشمن کا بھی ارمان نکلنے نہین دیتے
دل اپنے جو تلووں سے وہ ملنے نہین دیتے ‌ ‌ ‌ پتھر سے بھی ظالم کو کچلنے نہین دیتے
ملنے کو جو کہتا ہون تو ملتے نہین مجھ سے ‌ ‌ ‌ اور دلکو سنبھالون تو سنبھلنے نہین دیتے
کیا ضد ہے تصور مین بھی آتے نہین میرے ‌ ‌ ‌ فرقت مین کسیطرح بہلنے نہین دیتے
سب کہتے ہین اسے ضبط کہ فرقت مین تمھاری ‌ ‌ ‌ نالونکو بھی ہم منہ سے نکلنے نہین دیتے
محشر مین بھلا کیجئے تو گھات کی باتین ‌ ‌ ‌ اب آپ مچلئے تو مچلنے نہین دیتے

یہہ ظلم نیا ہے کہ وہ خود بھی نہین ملتے
دل اور کسی سے بھی بہلنے نہین دیتے

بھولے سے نکھی خط مین شکایت جو عدو کی
کیا فرد گنہ ہے کہ بدلنے نہین دیتے

کچھ لطف دم ذبح جو قسمت سے ملا ہی
خنجر بھی گلے پر مرے چلنے نہین دیتے

آنکھون سے اشارہ نیہ اشارے ہین سر بزم
کیا وار یہ ہے وار سنبھلنے نہین دیتے

کچھ اور مزہ دیتی یہہ توبہ شکنی آج
واعظ کو بھی محفل سے جو ٹلنے نہین دیتے

آپ اور بھلا ترک تعلق ہو عدو سے
یہہ چال تو ہم آپ کو چلنے نہین دیتے

اعجاز کیا ہمنے زبان غیر کی رو کی
کم بخت کو ہم زہر اوگلنے نہین دیتے

پہچان گئے ہین سگ دربان جو تمہارے
رستہ بھی ادھر سے ہمین چلنے نہین دیتے

ہم ضبط فغان ہی فقط کہتے ہو ہم سے
ہم آنکھون سے آنسو بھی نکلنے نہین دیتے

مرنے پہ بھی آرام مرا اون پہ گران ہے
تربت مین بھی کروٹ وہ بدلنے نہین دیتے

سمجھینگے حفیظ آپ بھلا غیر سے کیونکر
محفل مین وہ زانو تو بدلنے نہین دیتے

بیمار محبت کی دوا ہو نہین سکتی
اب اونکے مریضون کو شفا ہو نہین سکتی

تشبیہہ تری زلف کو دین مشک ختن سے
دانستہ تو ہم سے یہہ خطا ہو نہین سکتی

جائیگی مرے دل سے نہ اوس زلف کی الفت
سر سے مرے دور اب یہہ بلا ہو نہین سکتی

کیا آئیگا تربت پہ مری فاتحہ پڑھنے
جس سے مری بخشش کی دعا ہو نہین سکتی

دب جائیگی خود خاک ندامت سے زمین مین
میت مری انگشت نما ہو نہین سکتی

پہونچا دے مری خاک کو اوس گل کی گلی مین
یہہ بات بھی کیا تجھ سے صبا ہو نہین سکتی

جب بزم عدو مین بھی حفیظ آ نہین سکتے
تو ہجر کی آفت بھی جدا ہو نہین سکتی

کبھی تو نے صورت دکھائی تو ہوتی
خودی ان بتون کی مٹائی تو ہوتی

کسیطرح غم سے رہائی تو ہوتی
نہ آتے جو تم موت آئی تو ہوتی

مریضِ غمِ عشق کو وقت آخر
مسیحا نے صورت دکھائی تو ہوتی

نہ دیتا اگر اذن سجدہ نہ دیتا
ترے در تک اپنی رسائی تو ہوتی

پلا کر کبھی آبِ شمشیر قاتل
کبھی پیاس تو نے بجھائی تو ہوتی

اگر منہ دکھانے کو ہے شرم مانع
صدا پردے ہی سے سنائی تو ہوتی

مرا خون ملکر عجب رنگ کھلتا
کبھی تو نے مہندی لگائی تو ہوتی

دیا تھا حفیظ اوس صنم کو اگر دل
کوئی دن مصیبت اوٹھائی تو ہوتی

وہ تیغ میرے لہو میں جو سرخ رو ہوتی
تو پھر تمام شہیدون مین آبرو ہوتی

جو تیری جا نہ قریبِ رگِ گلو ہوتی
تو اور دیر و حرم مین نہ جستجو ہوتی

حجاب کے تو یہہ معنے تھے آپ کی تصویر
ہمارے ہوتے نہ غیرون کی روبرو ہوتی

نہ گرتے اشک ندامت جو میری آنکھون سے
تو میری خاک نہ محشر مین آبرو ہوتی

رقیب کاش بنا تا پیامبر اپنا
اسی بہانے سے کچھ اونسے گفتگو ہوتی

نہوتا عشق جو مجھکو تو تیرے حسن کی دھوم
جو ہوتی بھی تو نہ اسطرح کو بکو ہوتی

جو سوے گور غریبان کبھی وہ بت آتا
لحد مین لاش نہ مردونکی قبلہ رو ہوتی

چھپی جو قیس سے لیلی تو اوسمین تھا کچھ عیب
اوٹھاتی پردۂ محمل جو خوبرو ہوتی

جو میرے جذبِ محبت مین کچھ اثر ہوتا
تو مجھ سے ملنے کی خود اونکو آرزو ہوتی

حفیظ اونکو منلتے جو التجا کرکے
کچھ اس سے کم تو تمھاری نہ آبرو ہوتی

اگر گور غریبان کیطرف وہ دلربا نکلے
لحد سے کیا عجب لبیک کی اوس دم صدا نکلے

نجائے مرتے دم بھی دل سے عاشق کی خیال اونکا
بجائے کلمہ منہ سے نام اونکا برملا نکلے

شکایت اونکی بیجا ہے لکھا میری مقدر کا
دیا تھا جانکر دل باوفا وہ بے وفا نکلے

بھلا جب دیچکے دل ہم تو پچتانے سے کیا حاصل
بلا سے باوفا نکلے وہ اب یا بیوفا نکلے

تری کاکل تری ابرو ستمگر حق مین عاشق کے
جو وہ دام بلا نکلے تو یہہ تیغ قضا نکلے

بھلا ہم عاشقونکو کسلئے ظالم ستاتا ہی
کہین ایسا نہو دل سے ہماری بد دعا نکلے

کرونگا شکر دلسے ای **حفیظ** اللہ کا اوسدم
جو مرتے دم بھی بالین پر مرا محبوب آ نکلے

اگر سیر گلستانکو وہ سرو دلستان نکلے
تو قمری بیٹھکے ساتھ اوسکے مری روح روان نکلے

شب فرقت جو مانگون آہ مین تاثیر خالق سے
دعا بھی آتے آتے لب تلک بنکر فغان نکلے

وہ سوزان ہین تپ فرقت سے ہم گر فصد لیجائے
بجای خون ہماری ہر رگ و پے سے دھوان نکلے

بہت ڈھونڈھا مگر ہمسا ملا کوئی تمھین شیدا
تمھاری عاشقون مین ہم بھی یکتای زمان نکلے

مری گردن پہ جو تم پھیرتے ہو تیغ رک رک کر
تمھین منظور ہی شاید مری گھٹ گھٹ کر جان نکلے

ارادہ تھا کہینگے حال دل اپنا **حفیظ** اون سے
مگر جاکر ہم اونکی بزم مین کیا بے زبان نکلے

فلک کیطرف جبکہ جاتے ہین نالے
تو عرش برین کو ہلاتے ہین نالے

لبون پر جو فرقت مین آتے ہین نالے
تو سامان محشر دکھاتے ہین نالے

اثر اپنا جسدن دکھاتے ہین نالے
تو اوس شوخ کو کھینچ لاتے ہین نالے

ابھی بزم دشمن مین جاتے ہین نالے
تماشاے محشر دکھاتے ہین نالے

کسی گل کو کیا کھینچ لاتے ہین نالے
جو بھولے نہین اب سماتے ہین نالے

بشر کی حقیقت مین کیا ہے حقیقت
فرشتون کے دل کو ہلاتے ہین نالے

شب غم نے طاقت یہہ کھوئی ہو میری
لبون تک بھی رک رک کے آتے ہین نالے

الٰہی یہہ کیا نارسائی ہے ان کی
کہ جاجاکے در تک پھر آتے ہین نالے

لگئے ہین بہنے جس وزدوجارنا لے — فرشتے پکارے وہ آتے ہین نالے
جلانے ہین یہہ رقیبون کو جاکر — لگی دل کی میرے بجھاتے ہین نالے
کسیدن یہہ پیر فلک کو نہ ڈھادین — بڑی دور فرقت مین جاتے ہین نالے

حفیظ اب وہ چھپ کر جہان بیٹھتے ہین
اثر اپنا جاکر دکھاتے ہین نالے

کیا ہے گر لاکھ ہون اس شکل و شباہت والے — ہمتو او نیر ہین فدا ہین جو محبت والے
دیکھکر چال تری او قد و قامت والے — بھول جائینگے قیامت کو قیامت والے
وہ ادائین ہین تری توبہ شکن او کافر — کب سنبھل سکتے ہین بیچین طبیعت والے
صبر افسوس نہین وعدۂ فردا پہ ہمین — کرتے شور ارنی کیون ہین زیارت والے
بخشوا لینگے وہان ہم سے گنہگارون کو — صدقے اس [illegible] نوازی کے شفاعت والے
حشر مین بندۂ عاصی کو نہ کرنا رسوا — واسطہ [illegible] کرم کا مری رحمت والے
یہہ تو صرف ایک بہانہ ہے وگرنہ ناصح — کیا سمجھتے ہین مجازی کو حقیقت والے
آدیان بھی کبھی میر ابھی گھر آباد کرو — ملے مجھے زہرہ جبین چاندسی صورت والے

گوری رنگت نہو پروا نہین کچھ اسکی حفیظ
جان دیتے ہین محبت پہ محبت والے

کب ترے دم مین ہین دمباز ہم آنیوالے — جانتے ہین تجھے او بات بنانیوالے
اوسنے ٹھکرا کے مری قبر کہا گردون سے — دیکھ اسطرح مٹاتے ہین مٹانیوالے
جسقدر چاہے ستائے وہ ستمگر ہمکو — ہم زبان پر کبھی شکوہ نہین لانیوالے
تونے دیکھا نہین وہ حسن وہ عالم اپنا — دیکھتے ہین جو ترا ناز اوٹھانیوالے
تخت شاہی کو نہین پوچھتے بھولے سے کبھی — تیرے کوچے کے جو ہین ٹھوکرین کھانیوالے
شمع جلتی ہے پتنگون کو جلا کر آخر — ہونگے ٹھنڈے نہ مجھے دلکے جلانیوالے

اوسنے اعجاز مسیحا جو سُنا ہنسکے کہا | انکی کیا بات وہ ہین اگلے زمانے والے

کیون مرے جاتے ہو دز دیدہ نگاہون پہ حفیظ
دل چُرالین نہ کہین آنکھ چُرانے والے

کہان کہان پھرے کس کس سے پیر راہ ملے | خطا معاف ذرا سرا و مجھے نگاہ سے ملے

اگر کسیکے زنخدان کی چاہ ہو دل مین | تو ہر قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ سے ملے

گمان تھا دھو گیا اشکون سے نامۂ اعمال | مگر جو دیکھا تو لاکھون ورق سیاہ ملے

بغور چاند سی صورت کو دیکھ لین ہم بھی | تمھاری تیغ نگہ سے اگر پناہ سے ملے

مزا ہو داور محشر کے سامنے تم کو | مین چھیڑون اور کہو تم مجھے پناہ ملے

ابھی خدا سے کرون ظلم تیرے سب اظہار | کہین جو دل سا سمجھے اور اک گواہ ملے

خفا خفا سے ہے برسون جدا رہے صاحب | ملے بھی آپ جو ہمسے تو گاہ گاہ ملے

ہمارا حال بیان کر دیا سب احسان نے | بروز حشر یہہ اچھے اونھین گواہ ملے

ملو نہ غیر سے جب یہہ کہا تو وہ بولے | تمھین تو ایک زمانے مین خیر خواہ ملے

کسی رقیب کو زندہ نہ چھوڑین دنیا مین | مرد کے واسطے ہمکو اگر سپاہ ملے

حفیظ مین در مقصد پہ کسطرح پہونچون
غم و الم کی چھٹے بھیڑ جب تو راہ ملے

بڑھاپا یہ ہتر بتا نہین فلق زمین کے تلے | جگر کیطرح ہوا دل بھی شق زمین کے تلے

کفن جو سوز جگر نے جلا کے خاک کیا | تو دل کے داغ سے پھولی شفق زمین کے تلے

فلق یہ کسکا ہے دلکو مثال تختۂ گور | جو سو جگہ سے ہوا سینہ شق زمین کے تلے

فلک کرینگے لب گور سے جو ہم فریاد | تو آئینگے نظر ساتون طبق زمین کے تلے

نکرے سوال کرینگے اگر ملک ہم سے | جواب دینگے ہم اونکو ادق زمین کے تلے

یہہ جوش اب بڑھا میری قبر بیٹھ گئی | جو آیا شرم گنہ سے عرق زمین کے تلے

فراق یار یہان بھی ستارہا ہے ہمین
نہ دلکو چین ملا اک رمق زمین کے تلے

ہوا جو فرقت مجنون مین روی لیلے زرد
ہوا ہے قیس کا بھی رنگ فق زمین کی تلے

نہین زمانے مین استاد عشق ہی مجھسا
مین جاکی قیس کو دونگا سبق زمین کی تلے

لحد مین گر کفن خونچکان مین لے کے گیا
فلک کہیگا کہ پھولی شفق زمین کی تلے

اوترگیا ہے مرے سوگ مین رخ جانان
ہے اس قلق سے مرا رنگ فق زمین کی تلے

فلک سیاہی قسمت جو لکھ سکون پس مرگ
کرون سیاہ ترے منہ ورق زمین کی تلے

جو کشتہ تیرے شہید ہمین طفل مکتب سے ہے
پڑھاے قیس کو برسون سبق زمین کی تلے

ہوا اسطرح دل بیخون ہمارا تربت مین
کہ جیسے ہو کوئی سادہ ورق زمین کی تلے

حفیظ عشق بتان مین جو عمر کھوتے ہو
تو کیا کروگے تم اب یاد حق زمین کی تلے

جان لی وصل مین شوخی نے ادا سے پہلے
مار ڈالا مجھے ظالم نے قضا سے پہلے

منتین کرکے لیا کرتا ہے بوسے لب کے
عذر کر لیتا ہے بندہ تو خطا سے پہلے

اے بتو ناز سے دو چار قدم تم چلکر
پیس ڈالو دل عشاق حنا سے پہلے

عشق دشمن مین وفادار جو بنتا ہے تمہین
تو وفا سیکھ لو تم اہل وفا سے پہلے

ابر جب ہجر مین امڈا مری آنکھین روئین
برس اوٹھی یہ گھٹا کالی گھٹا سے پہلے

وصل کی رات نکلجاے تمنا دل کی
آئے شوخی جو اون آنکھو مین حیا سے پہلے

جان سی چیز اوسے نذر مین دیدونگا **حفیظ**
نامہ بر یار کا آئے جو قضا سے پہلے

چشم پوشی کی اک نظر کے لئے
یہہ شکایت ہی عمر بھر کے لئے

مثل یوسف عزیز دل ہو مگر
خوبیان چاہیے بشر کے لئے

بنکے قاصد ہم آپ جاتے ہین
دل گم گشتہ کی خبر کے لئے

چھپکے چھپکے تمام شب وصل
اوسنے مانگی دعا سحر کے لیے

جب وہانسے جواب خط لایا
تو قدم مین نے نامہ بر کے لیٔے

بے ہنر ہم ہوسے تو خوب ہوا
عیب بھی ہے کوئی ہنر کے لیٔے

توشۂ غم ہے ساتھ اپنے حفیظ
اور کیا چاہیٔے سفر کے لیٔے

مستعد تھا آج مین تو مر ہی جانے کے لیٔے
بل بے قسمت جنسے چاہا دل لگانیکے لیٔ
تم مجسم جور ہو میرے ستانیکے لیٔے
اے فلک کیا تھے ہمین صدمے اوٹھانیکے لیٔے
آپ کھل جائیگا حال دوست دشمن تم پہ سب
جب مین کہتا ہون لقب کیون آپکا لیلی ہوا
کیا غرض بیکار کیون ہنگامۂ محشر مین مین
پہونچی یہہ نوبت محبت مین کسیکے اپنا حال
کس قدر شوق اونکو اسکا ہے کوئی چاہے مجھے
درد سر کا ہے بہانہ منہدی ملنے کا کبھی
آج کیا ہے لن ترانی سب سے فرماتے تھے جو
کیا ڈراتے ہو مجھے راہ عدم سے واعظو
کیا لکھون مین خطمین قاصد حال دل اوس شوخ کو
لو مبارک ہو رقیبو شوق سے جاؤ وہان
جبمین آپ ہی ہون پریشان ای بتو بہر خدا
خوبی تقدیر تو دیکھو کہ وقت نزع وہ

آدمی مجبور ہے پر آب ودانے کے لیٔے
وہ تلے بیٹھے ہین میرے دل دکھانیکے لیٔ
ہم سراپا ہین وفا اب ناز اوٹھانیکے لیٔے
خون دل پینے کو رنج وغم یہ کھانیکے لیٔ
ہو تو آمادہ کسیدن آزمانے کے لیٔے
ماننگے کہتے ہین ہمین مجنون بنانے کو لیٔے
عمر بھر کی داستان جاؤن ستانیکے لیٔے
جائے عبرت ہوگیا سارے زمانے کے لیٔے
حکم ہوتا ہے مجھے اب ناز اوٹھانیکے لیٔ
لاکھون حیلے ہین بہانے ہین نہ آنیکے لیٔ
خود وہ آمادہ ہوئے دکھانیکے لیٔے
مستعد بیٹھا ہوا بندہ ہے جانیکے لیٔے
ایک دفتر چاہیٔے میرے فسانے کیلیٔے
چاہیٔے مزدور اونکو ناز اوٹھانے کیلیٔے
زلفین بنواؤ نہ سودائی بنانے کے لیٔے
رسم الفت آتے ہین مجھسے پڑھانیکو لیٔے

جنبش تیغ دو ابرو قتل عاشق کو ہے بس
اونکی زلف پرشکن دلکو پھنسانیکے لئے

دید کے قابل ہین انداز ان حسینونکے حفیظ
مجکو تڑپاتے ہین اپنے مسکرانے کے لئے

شغل سے دل ہجر مین کیا چاہیے
ذکر اوسکا دھیان اوسکا چاہیے

ہمسے مشتاقو پردا چاہیے
آپ ہی کہئے کہ ایسا چاہیے

غیر کو چاہا تو اچھا چاہیے
چاہیے لیکن نہ ایسا چاہیے

ہوگئی مقتل مین مشتاقون کی بھیڑ
میان سے اب تیغ کھینچا چاہیے

غیر کی الفت کا دم بھرتے ہین وہ
اب مجھے بیموت مرنا چاہیے

تجھسے دکھلائے کیا انجام عشق
میرے رونے پر نہ ہنسنا چاہیے

کوئی سودا چاہیے سر مین ضرور
کچھ نہ کچھ دل مین تمنا چاہیے

آج ہمسے کہہ رہے تھے وہ حفیظ
بے نیازی اب تو چھوڑا چاہیے

آپ کو تربت پہ آنا چاہیے
سوتے فتنون کو جگانا چاہیے

چادر گل آج تو اے باغبان
قبر بلبل پر چڑھانا چاہیے

کچھ تو سمجھین اپنے دل مین غیر بھی
ایسا اب فقرہ بنانا چاہیے

مشورے ہوتے ہین اب ان قتل کے
سر بکف مجکو بھی جانا چاہیے

پانو مین مہندی ہی ملنے کا سہی
کچھ نہ آنے کا بہانا چاہیے

کیا عجب آجائے اونکو رحم کچھ
حال دل جاکر سنانا چاہیے

غم نہین رویا کرے کوئی مدام
تمکو ہر دم مسکرانا چاہیے

آج آمادہ ہین اسپر وہ حفیظ
خون عاشق کا بہانا چاہیے

کب اونکو حال کی میرے خبر ہے کیا کہیے
غم جدائی سے ٹکڑے جگر ہے کیا کہیے

ہمارے نالون مین جیسا اثر ہے کیا کہیے
پران بتون کا تو پتھر جگر ہے کیا کہیے

کسیکا سینہ مین دل آپسے بچے کیونکر
مژہ ہے تیر تو برچھی نظر ہے کیا کہیے

ہزار مرتبہ بوسے وہ دیچکے ہوتے
حجاب ہی اونھین مانع مگر ہے کیا کہیے

اگر کہون کہ رقیب آیا تھا تمھارے پاس
تو جھوٹی قسمین ہین اور میرا سر ہے کیا کہیے

جو پوچھتا ہے کبھی کوئی اونسے میرا حال
تو کہتے ہین کہ ہمین کیا خبر ہے کیا کہیے

کہین وصال کو اونسے تو مان لین وہ بھی
مگر اونھین تو رقیبونکا ڈر ہے کیا کہیے

وہ دیکھتے ہین ہمین منتشر تو کہتے ہین
حضور آپ کو مد نظر ہے کیا کہیے

وہ آج پوچھنے آئے ہین مجھسے وقت اخیر
کہان کا عزم ہے صاحب سفر ہے کیا کہیے

ابھی رقیبونکا منہ اوٹھ سکے ہم بنا دیتے
مگر یہہ ڈر ہے کہ صاحب کا گھر ہے کیا کہیے

بتونکی چاہ تو ہے کم سنی سے دامنگیر
ہماری عمر اسی مین بسر ہے کیا کہیے

شب فراق تو بیشک بلا تھی آفت تھی
مگر یہہ وصل کی جیسی سحر ہے کیا کہیے

حفیظ شام سے کیون آپ در پہ بیٹھے ہین
کسیکے آنے کی پھر اب خبر ہے کیا کہیے

ہمدمون کیفیت جور بتان کیا کہیے
بے وفا ہین یہہ حسینان جہان کیا کہیے

لائی جنت سے ہے دنیا مین حیات فرضی
ہائے کس جا تھے ہم اور آئے کہان کیا کہیے

میری فریاد قیامت مین خدا خیر کرے
داور حشر سے احوال بتان کیا کہیے

کسکا رہتا ہے شب و روز تصور مجکو
نام کس شوخ کا ہے ورد زبان کیا کہیے

کوچۂ یار کی تعریف کہا تک ایدل
حضرت شیخ سے احوال جنان کیا کہیے

مین حفیظ اور یہہ سنگدلونکی الفت
شیشۂ دل مرا اور بار گران کیا کہیے

چرا کر نہ آنکھیں ستم کیجیے
حیا وصل کی رات کم کیجیے

اشارے رقیبوں سے تو ہو چکے
ادھر بھی نگاہ کرم کیجیے

ستانا مرا کوئی آسان نہیں
ابھی آپ مشق ستم کیجیے

دم آنکھوں میں ہے شکل دکھلائیے
نہ مجھ سے حیا مرتے دم کیجیے

ہماری خوشی ہو جو مد نظر
تو ملنا رقیبوں سے کم کیجیے

بٹھا کر نہ اٹھوائیے بزم سے
بڑھا کر نہ توقیر کم کیجیے

حفیظ اٹھ گئے سیکڑوں مہرباں
کسے روئیے کس کا غم کیجیے

دل اسلیے دیا تھا کہ بیداد کیجیے
بس بس حضور اب مجھے آزاد کیجیے

کہتا ہے کون آپ نہ بیداد کیجیے
ارشاد بھی تو یہ دل ناشاد کیجیے

غیروں کے ساتھ بیٹھ کے دل شاد کیجیے
اچھا ہے اس غلام کو آزاد کیجیے

دل لیکے اے حضور نہ بیداد کیجیے
اقرار کیا کیا تھا ذرا یاد کیجیے

آئی بہار پھر وہی وحشت ہوئی مجھے
دل چاہتا ہے نالہ و فریاد کیجیے

غیروں کو آپ روز بلاتے ہیں تو بلائیے
لیکن کبھی کبھی تو مجھے یاد کیجیے

غیروں کو حکم ہے کہ رہیں رات بھر یہاں
کچھ میرے واسطے بھی تو ارشاد کیجیے

ہوتی ہے سیر باغ سے وحشت اگر حفیظ
تو چل کے دشت قیس کو آباد کیجیے

ہو گئی پھر مجھ کو وحشت دیکھیے
رنگ کیا لائی طبیعت دیکھیے

میری خصلت اپنی عادت دیکھیے
میری منت اپنی نخوت دیکھیے

نوبتیں ہوتی ہیں کیا کیا عشق میں
حضرت دل کی بدولت دیکھیے

پھر چلے اے دل وہ بزم غیر میں
جاگتی ہے کس کی قسمت دیکھیے

بار ہے رنگ حنا اوس شوخ کو
اسکو کہتے ہین نزاکت دیکھئے

یان مریض غم کی حالت غیر ہے
کب اوٹھین ہوتی ہے فرصت دیکھئے

ابتدا تو عشق کی اچھی ہوئی
اب حفیظ انجام الفت دیکھئے

آپ اپنی خوش بیانی دیکھئے
جھوٹھ سچ باتین بنانی دیکھئے

یہہ ہماری جانفشانی دیکھئے
اور اپنی قدردانی دیکھئے

طالب دیدار سے یہہ گفتگو
آپ اپنی لن ترانی دیکھئے

مجھ سے اوس مہ کو چھوڑایا حیف ہے
یہہ فلک کی مہربانی دیکھئے

باغ جانے کا مزا ہے اس گھڑی
کیا گھٹا آئی ہے دھانی دیکھئے

بام اک بھر کر مجھے دید تجئے
ہے شراب ارغوانی دیکھئے

ہنس رہے ہین سنکے میرا حال دل
آپ اپنی بدگمانی دیکھئے

کم سنی مین اور یہہ آفت ضرور
رنگ کیا لائی جوانی دیکھئے

آج آئے کل چلے یان سے حفیظ
کچھ نہین دنیا ہے فانی دیکھئے

وصل مین تکرار بیجا یار رہنے دیجئے
کیجئے اقرار اب انکار رہنے دیجئے

بوسہ رخسار پر تکرار رہنے دیجئے
لیجئے یا دیجئے انکار رہنے دیجئے

مجھ سے اب اے بندہ پرور یہہ حجاب اچھا نہین
کھولئے بند قبا انکار رہنے دیجئے

وصل کی شب یہہ حجاب اے میری جان اچھا نہین
بس گلے لگجائیے انکار رہنے دیجئے

جھوٹی شیخی تو مجھے باور نہین بندہ نواز
آپ اور ہونگے مرے غمخوار رہنے دیجئے

بیجا بانہ دکھا ہی دیجئے جلوہ یہان
حشر پر کیون وعدۂ دیدار رہنے دیجئے

قتل کرنا آپ کو ہے تب حفیظ خستہ کو

تیغ ابرو کھینچئے تلوار رہنے دیجئے

اے عشق بخت میرا رسا ہو تو جانیئے
اوس شوخ بے وفا مین وفا ہو تو جانیئے

کیونکر سمجھ مین آئے مرا درد لا دوا
ایسا مرض کسیکو ہوا ہو تو جانیئے

کرتا تو ہے وہ آکے نصیحت مجھے مگر
ناصح اسیر زلف رسا ہو تو جانیئے

ہین آپ گر مسیح تو غیرون کے واسطے
مجکو بھی اس مرض سے شفا ہو تو جانیئے

گو دل شب فراق کے صدمونسے بچگیا
زلفون سے آپ کی بھی رہا ہو تو جانیئے

کیونکر ہمارے حال کی ہو آپ کو خبر
دیکھا ہو یا کسی سے سنا ہو تو جانیئے

یان چاہے جسقدر ستم و جور و ظلم کر
تیری طرف وہان بھی خدا ہو تو جانیئے

بے حد تمھارے پاس جو دولت ہوئی تو کیا
اے منعم کسیکا بھلا ہو تو جانیئے

بیفائدہ ہے نالہ و فریاد رات دن
ہان اے حفیظ آہ رسا ہو تو جانیئے

رہتے ہین سب جو سر بگریبان کئے ہوئے
کس پر نہین حضور کے احسان کئے ہوئے

عاشق تمھارے کاکل مشکین کو رات بھر
رہتے ہین اپنا چاک گریبان کئے ہوئے

کرتے ہین مغفرت کی مری حق مین وہ دعا
منہ اپنا سوئے گور غریبان کئے ہوئے

ساقی بھی ہے شراب بھی ہے ہاے وہ نہین
بیٹھے ہین کب سے وصل کا سامان کئے ہوئے

سینے مین اپنے رہتے ہین ہر دم غم و الم
عرصہ ہوا مجھے انھین مہمان کئے ہوئے

ممکن نہین کہ رزق نہ عزت سے دے خدا
بیٹھے ذرا بھی صبر تو انسان کئے ہوئے

مجنون کو دیکھو چین سے سوتا ہے نجد مین
جاگیر مین وہ سارا بیابان کئے ہوئے

کرتے ہین آہ و نالہ نہ روتی ہین ہجر مین
عاشق ہین تیرے عشق کو مہمان کئے ہوئے

ہے قصد کسطرف کا حفیظ اب بتاؤ تو
پھرتے ہو تم سفر کا جو سامان کئے ہوئے

ہم دمِ ذبح بھی زیر کفِ پا کیوں نہوئے
اثرِ جذبۂ کامل کا جو دعوے تھا تمھین
عرش تک جاکے تو فریاد بتو کی کرتے
کوئے دلدار مین اپنا بھی گذر تو ہوتا
ہمکو رہنا تھا جو حیران رخِ رشکِ قمر
جب تڑپتا مرا دیکھا نہین جاتا ایجان

ہوگئے خون ہمسر صد رنگ حنا کیوں نہوئے
درد دل کیوں نہوئے آہ رسا کیوں نہوئے
تم بھی اے حضرتِ دل آہ رسا کیوں نہوئے
پیک دشمن نہوئے ہم تو صبا کیوں نہوئے
آرسی یا کوئی آئینہ بھلا کیوں نہوئے
درد دل کی مرے پھر آپ دوا کیوں نہوئے

جب تمھین ہو سبب زندگی و موت حفیظ
اے بتو پھر یہہ بتاؤ کہ خدا کیوں نہوئے

تم جو راحت صدِ جانِ حزین کیوں نہوئے
زلف پر پیچ تک اونکی تو رسائی ہوتی
بڑھکے جب دیر و حرم سے بھی ہے رتبہ اسکا
تھی جو تسکین دلِ زار ہی منظورِ نظر

آرزو کیوں نہوئے دلکے مکین کیوں نہوئے
تیری جا اے دلِ گم گشتہ ہمین کیوں نہوئے
پھر مرے خانۂ دلکے وہ مکین کیوں نہوئے
میرے پہلو مین تم اے ماہ جبین کیوں نہوئے

کل تلک عشقِ بتان پر تھا ہمین ناز حفیظ
آج حسرت ہے کہ پیوندِ زمین کیوں نہوئے

صحرا مین پھرے رسوا بھی ہوئے ناشاد رہے رنجور ہوئے
دل دےکے کسیکو کیا کہئے کسدرجہ ہم مسرور ہوئے
بیکار رلاتے ہو ہمکو جب وصل تمھین منظور نہین
کیا فائدہ ایسے ملنے کا جب دل سے تمھارے دور ہوئے
آیا ہے سنانے کو قاصد کب مژدہ اونکے آنے کا
یان روتے روتے فرقت مین جب دیدۂ تر بے نور ہوئے
آغازِ محبت مین برسون تک منہ سے ہمنے اُف بھی نہ کی

پھر نالے کئے آہین کھینچین جب ضبط سے ہم مجبور ہوئے

امید یہ دنیا قائم ہے ملنے سے تمھارے یاس نہین

پر حضرتِ دل کو کیا کہئے اسدرجہ کیون رنجور ہوئے

پہلے یہہ ادائین کب تھین بھلا کب جور کی اونمین عادت تھی

الفت کا ہماری ثمرہ ہے جو حسن پہ وہ مغرور ہوئے

عشرہ جو بتون کو حسن کا ہے تو [illegible] بھی ہے دل پہ حفیظ

پھر ناز اوٹھا [illegible] کیون اونکے عاشق نہوئے مزدور ہوئے

عدو رقیق سبنے دوست آسمان ہو جاے
وہ مہربان ہو تو ہر ایک مہربان ہو جاے

خدا کرے کہ نہ آگے تری گلی سے بڑھے
وہان پہونچکے جنازہ مرا گران ہو جاے

عدو بھی بیٹھا ہے ہم بھی ہین پھر تامل کیا
ابھی حضور جو ہونا ہو امتحان ہو جاے

یہہ جذبِ دل [illegible] تو قائل ہون مین کہ جو مجھپر
یہان گذرتی ہے اوسکو وہان خبر ہو جاے

کسیکا بھید نہ ظاہر کسی پہ ہو یارب
کسی غریب کا دشمن نہ رازدان ہو جاے

پھر او آنکھ نہ [illegible] سے تم ہین ڈرتا ہون
نہ گرد میری کہین دور آسمان ہو جاے

حفیظ ہے یہہ دعا اپنی بخت کا سونا
نصیب دیدۂ بیدار پاسبان ہو جاے

میری جانب تری نظر نہوئی
اور ہوئی بھی تو بیشتر نہوئی

اونکی اغیار پر نظر نہ ہوئی
شکر ہے آہ بے اثر نہوئی

اپنے مرنے کا کچھ الم نہوا
غم ہوا یہہ تجھے خبر نہوئی

مرگئے ہم تمھاری فرقت مین
تمکو اے یار کچھ خبر نہوئی

وہ تو [illegible] اور چلے بھی گئے
دلکو راحت مرے مگر نہوئی

شاد کرتے کبھی وصال سے آپ
یہہ نہونی تھی عمر بھر نہوئی

شب فرقت بھی ایک آفت ہے / مرگیا مین مگر سحر نہوئی
بعد مردن ہماری تربت پر / بیکسی بھی تو نوحہ گر نہوئی
ہے مگر رونے کا جب مزا او بت / حشر مین کہنا کچھ خبر نہوئی
عمر بس رائیگان ہوئی اپنی / جب تری یاد مین بسر نہوئی

ایسا بیخود کیا حفیظ او سنے
دل کے جانے کی بھی خبر نہوئی

بسی ہوئی مری خوشبو سے پھر صبا آئی / حفیظ رنگ اجابت مری دعا لائی
بہار مین یہہ جنون کا ہے فیض ای ہمدم / کہ کوبکو مری وحشت مجھے پھرا لائی
یہہ درد ہجر ہے یا ہے کوئی پیام اجل / شب فراق یہ ہے یا مری قضا آئی
مین سن چکا ہون رہے بزم غیر مین شب بھر / قسم حضور نے یہہ سر کی میرے کیا کھائی
شب فراق کے صدمونکی اب شکایت کیا / لگایا دل جو حسینون سے یہہ سزا پائی
مین اور مجمع محشر کہان یہہ فرصت تھی / مگر یہان بھی تری جستجو لگا لائی

قدم لو بستر اندوہ سے اوٹھو دیکھو
حفیظ کوچۂ دلدار سے صبا آئی

جب نہ میری سُنا کرے کوئی / تمھین بتلاؤ کیا کرے کوئی
جان اپنی فدا کرے کوئی / وہ کہین کیون وفا کرے کوئی
دم نکلجائے اب تو بہتر ہے / رنج کب تک سہا کرے کوئی
دشمن جان ہو خود اگر عیسے / کیا امید شفا کرے کوئی
یہ نہ تھی آپ سے امید ہمین / کوئی روئی ہنسا کرے کوئی
شب فرقت مین دم نکلجائے / میرے حق مین دعا کرے کوئی
کہتا ہے رام کب مین ہوتا ہون / بت پرستی کیا کرے کوئی

ہم نہ موڑینگے منہ محبت سے | بیوفائی کیا کرے کوئی
دل لگے دینے کو ہم تو حاضر ہین | وہ نہین لیتے تو کیا کرے کوئی
ابر ہے جام مے ہے ساقی ہے | آج آئے خدا کرے کوئی
اک پری رو پہ جان جاتی ہے | درد دل کی دوا کرے کوئی
بوسۂ رخ کبھی نہین دیتے | آپ سے مل کے کیا کرے کوئی

جب کہ ساقی نہو بغل مین حفیظ
جام مے لے کے کیا کرے کوئی

مشکلین سہل ہوئین وقت شہادت میری | آب خنجر سے بجھی آتش حسرت میری
اسنے چھوڑی نہ پس مرگ رفاقت میری | ساتھ ہے میرے لحد مین شب فرقت میری
جان لو درد مرا دیکھ کے حالت میری | حال میرا تمہین بتلائیگی صورت میری
پھر بہار آئی اولجھتی ہے طبیعت میری | رنگ کیا دیکھئے اب لاتی ہے وحشت میری
وہ جو ہر ایک سے کرتے ہین شکایت میری | اس سے ظاہر ہے کہ اونکو ہے محبت میری
تیرے ہاتھون سے ہوئی آج شہادت میری | چمکی تقدیر مری لڑگئی قسمت میری
اب تو پہونچی یہ غم ہجر سے حالت میری | غیر بھی دیکھ کے رو دیتے ہین صورت میری
ایسی تاریک ہے شام شب فرقت میری | کہ اجل کو نظر آتی نہین صورت میری
خوف عصیان سے یہ اب پہونچی ہے حالت میری | حشر مین کوئی نہ پہچانیگا صورت میری
چھوڑ دی میری رفیقون نے رفاقت میری | دل بھی کرتا نہین اب ہجر مین شرکت میری
کسکی الفت کا مین کشتہ ہون کہ زیر تربت | کرنے آتے ہین فرشتے بھی زیارت میری
پھر مرے پاؤن اوکھڑے جاتے ہین کوچہ سے تیرے | پھر کہین کھینچ کے لئے جاتی ہے وحشت میری
مین نہین ہون تو مرا ذکر وہان رہتا ہے | ہوتی رہتی ہے رقیبون سے شکایت میری
پاس آئے نہ مری قبر کے اللہ رے دماغ | دور سے غیر کو بتلا گئے تربت میری

ہون وہ غمگین میرا غم کھائیگا غم بعد فنا
قبر پر بیٹھکے سر روئیگی حسرت میری

درد دل اپنا سناتا ہون جگر تھام لو تم
نہین قصہ گل و بلبل کا حکایت میری

آپ کے حسن کی جسطرح حسینونمین ہے دھوم
عشق بازون مین ہے اسطرح سے شہرت میری

تو ہی اب آکے مجھے روک لے ای یاد وطن
مجکو صحرا مین لیئے جاتی ہے وحشت میری

کسطرح اونکی محبت کا یقین ہو مجکو
میرے ہی منہ پہ وہ کرتے ہین شکایت میری

یاد بھی تیری تسلی نہین دیتی آکر
خاک بہلے شب ہجران مین طبیعت میری

برق چمکی جو سر طور تو آئی یہہ ندا
کوئی اس پردے مین دیکھے تو [illegible] میری

جسنے لاکھون مین مجھے قتل کیا قاتل نے
رہگئی مجمع عشاق مین عزت میری

کہتے ہین چاک گریبان مہ کنعان کرتا
دیکھتا خواب مین گر [illegible] صورت میری

کسپہ آئینگے حسین فاتحہ پڑھنے کے لئے
ہاے بے نام و نشان ہوگئی تربت میری

اپنا عکس آئینہ مین دیکھ کے شوخی سے کہا
آگئی ہے اسی کافر پہ طبیعت میری

بعد مردن بھی رہا ساتھ میرے یاد کیطرح
خوب کی درد محبت نے رفاقت میری

ہار پھولون کے چڑھاے جو مرے گل نے حفیظ
غیرت باغ جنان بنگئی تربت میری

غیر کیا میرا مدعا جانے
حال میرا وہ دلربا جانے

آئینہ وہ نہ جانے دلکو مرے
کاش اسے صورت آشنا جانے

مجھ سے کہتا ہے اوسکا الھڑپن
ابھی ان باتونکو وہ کیا جانے

کہدے کہدے ترے لبونکے نثار
تیرا مطلب مری بلا جانے

اوس سے کیونکر وفا کی ہو امید
جو نہ وعدے کی بھی وفا جانے

سنکے بولے شب فراق کا حال
ایسے جھگڑے مری بلا جانے

جھک رہی ہین خمار سے آنکھین
ہیہ وہ نادان جو حیا جانے

جُپ لگی کیون تمھارے کشتے کو / اس معمے کو تو قضا جانے
اوس سے پوچھو مئے طہور کا وصف / مئے گلگون کا جو مزا جانے
آدمی تو خطا کا بندہ ہے / آپ کو کیون یہہ بخطا جانے

ہی غنا دل کی اے حفیظ اکسیر
آدمی لاکھ کیمیا جانے

عبث بگڑ کے اودھر آپ ہم سے جا نبیٹھے / بنائیگا اکیلے حضور کیا بیٹھے
جو تم رقیب سے ای جان دل لگا نبیٹھے / تو ہم بھی زیست سے بس ہاتھ اب اوٹھا بیٹھے
نہ میکدہ کیطرف آئے محتسب سے کہو / فساد ہوگا اگر مغبچے دبا نبیٹھے
جگہہ تو پہلو مین بندے کی بیٹھنے کی ہے / رقیب سے کہو سر پر تمھارے جا بیٹھے
یہی مزاج تمھارا ہے تو خدا حافظ / ذرا سی بات پہ بگڑے قسم بھی کھا نبیٹھے
ابھی تماشا تڑپنے کا دیکھتے تھے حضور / جو مین نے مانگا تو مٹھی مین دل دبا نبیٹھے
غضب مین جان ہی دل تمکو کیا دیا ہم نے / حواس و ہوش محبت مین سب اوڑا بیٹھے
کرو ہماری طرف بھی نگاہ لطف و کرم / اسی امید پہ ہم بھی یہان ہین آ نبیٹھے

سنا ہی ہمنے حفیظ آپ پر ہوئے عاشق
غضب کیا کہ ستمگر سے دل لگا نبیٹھے

کیون ہے فق چاند سا منہ کیون ہو مکدر بیٹھے / کسکو برباد کیا کسپہ ستم کر بیٹھے
ہمنے سر کاٹ کے خود اپنا کیا کام تمام / تو لتے ہی رہے وہ ہاتھ مین خنجر بیٹھے
نزع مین پا کے مجھے ذکر عدو کرتے ہین / کیسی تسکین چبھوتے ہین وہ نشتر بیٹھے
حشر مین پہلے مرے پرسش اعمال نکر / لوگ رہ جائینگے اے داور محشر بیٹھے

محو ہے یاد مین دل کس بت کافر کی حفیظ
سر نگون رہتے ہو خاموش جو اکثر بیٹھے

آفت تازہ بلا سے شب فرقت پہونچی
رات کا ہیکو مرے سر پہ اک آفت پہونچی

عزم ہے دشت نوردی کا خدا خیر کرے
عشق پھر سلسلہ جنبان ہوا وحشت پہونچی

ربط جب حد سے بڑھا عشق فسونگر پہونچا
انتہا کو مری اے جان محبت پہونچی

بیڑیان لوگ پہناتے ہین سمجھکر مجنون
ہاے اب آپ کی الفت مین یہ نوبت پہونچی

پھیر کر مُنہ مری جانب سے الگ جا بیٹھے
انتہا سے بھی سوا آپ کی نفرت پہونچی

تار بستر سے مشابہ ہے یہہ جسم لاغر
ہجر مین آپ کی ایجان یہ نوبت پہونچی

ناز سے لکھ نہ سکے بار جواب نامہ
حد کو واللہ تمھاری بھی نزاکت پہونچی

لاکھون صدمے سہے پر اُف بھی نہ کی مُنہ سے کبھی
انتہا کو مگر اپنی بھی مروت پہونچی

غیر سے اب تو محبت بھی بڑھائی تمنے
حیف صد حیف کہ آخر یہہ نوبت پہونچی

حال انجام محبت کا خدا کو معلوم
ابتدا ہی مین مگر جان کی نوبت پہونچی

ہجر مین موت کی ہین دلکو تمنائین حفیظ
رفتہ رفتہ مری آخر کو یہہ نوبت پہونچی

عاشق سے مری جان یہ نفرت نہین اچھی
ایک بوسہ پہ تکرار یہہ حجت نہین اچھی

جب وصل کو اوس شوخ سے کہتا ہون کبھی مین
کہتا ہے وہ ہنسکر کہ طبیعت نہین اچھی

ہی طول مین کچھہ روز قیامت سے بھی بڑھکر
یہہ تیری درازی شب فرقت نہین اچھی

الفت اوسے کہتے ہین کہ تم دل سے فدا ہو
مُنہ دیکھے کی واللہ محبت نہین اچھی

کس ناز سے کہتے ہین وہ محشر مین یہ مجھہ سے
معشوق کی غیرون سے شکایت نہین اچھی

پوچھین وہ مرا حال جو قاصد تو یہہ کہنا
اب آپ کے بیمار کی حالت نہین اچھی

کچھہ بھی تو حفیظ اپنی طبیعت کو سنبھالو
بیکار کی واللہ یہہ وحشت نہین اچھی

آپ کی جسمین خوشی ہو وہ مصیبت اچھی
وصل کی رات سے میری شب فرقت اچھی

غیر سے لڑکے وہ آئین مرے گھر تو یہہ کہون
دل وہ اچھا ہے کہ جس دل مین ہوا چھے کی چاہ
دیکھتا ہے یہ تری چاند سی صورت ہر دم
کر گئے چال کہ پھر آئینگے ہم تیرے گھر

بخت دشمن ہے ابتو مری قسمت اچھی
اچھی صورت پہ جو آئے وہ طبیعت اچھی
مری قسمت سے تو آئینہ کی قسمت اچھی
دے گئے مجکو تسلی دم رخصت اچھی

آپ اچھے دل سے ملے اغیار نہ اونسے بھی حفیظ
کہ بُرون کی کبھی ہوتی نہین طینت اچھی

آئے حاضر ہے یہہ تلوار بھی
تم ابھی سے ہو گئے بیزار بھی
کیون کہین ناحق مسیحا ہم تمھین
اک ہمارے قتل پہ باندھی ہین وہ
آپ تو آنکھو لسے لین دلکو مگر
یا الٰہی مے پئین اب شیخ جی
جب گھٹا سودا نہ تیری زلف کا
کیا سمجھکر دل کسیکو دیجئے
ہم نہ آئینگے وہی تم سے ملے
کسطرح ہوگی صفائی یار سے
آج کب جائینگے ہم گھر سے ترے
پھر نہ دنیا مین کری الفت کرے
مجھ سے عاشق سے تو بگڑا حیف ہے

زندگی اب ہے مجھے دشوار بھی
بے مروت بھی بڑے عیار بھی
جب تمھارا ہو کوئی بیمار بھی
تیغ بھی خنجر بھی اور تلوار بھی
جب کرین دینے کا ہم اقرار بھی
بیچکر جبہ بھی اور دستار بھی
بڑھتے بڑھتے بڑھ گیا آزار بھی
باوفا جب ہو کوئی دلدار بھی
غیر سے ہم کیون کرین تکرار بھی
جب کرے ملنے کا وہ اقرار بھی
یاد ہے کل کا ہمین اقرار بھی
تم سے ہون معشوق گردو چار بھی
دوست تھا ظالم مین تیرا یار بھی

حال دل کس سے کہین اپنا حفیظ
جب ملے ہمکو کوئی غمخوار بھی

مزہ دیتا ہے دلکوان حسینونکا ستانا بھی
اونھین بے چین کرتا ہے مرا آنسو بہانا بھی

ترے درسے جواوٹھون توکدھر جاؤن کہان جاؤن
سوا اس آستانے کے ہے کہین اپنا ٹھکانا بھی

ابھی سے زیبا ہے چل نکلے عدو سے دل لگا بیٹھے
ابھی آیا نہ تھا اچھی طرح منہدی لگانا بھی

یہ کیا کم ہے ہمین وہ جورکے قابل سمجھتے ہین
کہین لطف وکرم سے بڑھ کے ہے اونکا ستانا بھی

وفا کا امتحان لینے ہو تم یا جان لیتے ہو
زمانے سے نرالا ہے تمھارا آزمانا بھی

حفیظ اتنا نہ پھولو ان حسینونکی محبت پر
کہین ہے دشمنی سے بڑھ کے انکا دوستانا بھی

ہم تو اس ظلم کے اے یار سزاوار نہ تھے
تھے گنہگار پہ ایسے بھی گنہگار نہ تھے

کھڑکیان بند تھین اور روزن دیوار نہ تھی
بیٹھتے آپ کبھی یون سر بازار نہ تھے

خیر اچھا کیا غیرون کے لئے چھوڑ دیا
وہ خریدار تھے ہم تیرے خریدار نہ تھے

نالے دل کھول کے کرتا ہون مین ہشیار رہو
پھر نہ گھبرا کے یہہ کہنا کہ خبردار نہ تھے

کل تو خوب انکے لپٹ کر لئے بوسے مین نے
خیریت تھی کہ وہ کھینچے ہوئے تلوار نہ تھے

نہین معلوم ہوئی ترک محبت کیونکر
اینٹو بوسون کے بھی ہم اونسے طلبگار نہ تھے

ملتے وہ غیر سے ہم اونسے محبت کرتے
گوکہ مجبور تھے پر ایسے بھی ناچار نہ تھے

یاد کرتا شب فرقت مین بتاؤ کسکو
اک تمھین تھے مرے معشوق تو دو چار نہ تھے

بوسہ لینے کو لپٹتا ہون تو وہ کہتے ہین
دیکھئے دیکھئے ان باتون کے اقرار نہ تھے

چار آنکھین توکرو سر تو اوٹھاؤ اپنا
رات کو غیر کے گھر شام سے ای یار نہ تھے

جب سے پرہیز کیا ہم نے مسیحا تجھ سے
ایسے اچھے ہوئے گویا کبھی بیمار نہ تھے

حوصلہ سب کو ہوا دیکھ کے الفت میری
پہلے یہ لوگ ترے طالب دیدار نہ تھے

آج تو اپنی یہ نوبت ہے کہ توبہ توبہ
کل کی ہے بات مصیبت مین گرفتار نہ تھے

بخش دیتا ہمین رحمت سے نہ کیونکر وہ حفیظ

کسی بندے کے تو ہم بار گنہگار نہ تھے

وفا شعار وہ سمجھے کہ بیوفا سمجھے
سمجھ مین یہہ نہین آتا عدو کو کیا سمجھے

جو بیوفا مجھے غیرون کو باوفا سمجھے
بہت ہی خوب وہ سمجھے بہت بجا سمجھے

بجاؤ میکشو زاہد کی سیدھی ڈاڑھی پر
جو پارسا ہو وہ حضرت کو پارسا سمجھے

یہہ چھیڑ دیکھئے کر کے عدو سے وعدۂ وصل
ہمین سے پوچھ رہے ہین کہ کیا کہا سمجھے

حجاب ہے تو سر بزم یون اشارے ہون
نگاہین سمجھین مری یا تری ادا سمجھے

ہمارے سامنے کرتا ہے ہجو مے واعظ
یہہ فہم دیکھئے ہمکو ہے پارسا سمجھے

جو اون سے حال شب ہجر کچھ کہا مین نے
تو ہنسکے بولے یہ جھگڑے مری بلا سمجھے

ہوئے قضا سے اشارے جو تیرے قتل مین
خدا کرے نہ ترا کشتۂ ادا سمجھے

حفیظ آپ بڑے رازدان تو ہین اونکے
مگر یہہ کہئے کبھی اونکا مدعا سمجھے

بڑھے بیکے نالے نشان کیسے کیسے
ڈرے ساکن آسمان کیسے کیسے

کھدے ہاے شاہی مکان کیسے کیسے
مٹے زیر گردون نشان کیسے کیسے

مری چشم دل مین ہین جلوے کسیکے
عیان کیسے کیسے نہان کیسے کیسے

حسین یاد کرتے ہین رو رو کے اونکو
جگر دل کے ہین نوحہ خوان کیسے کیسے

چھپائے رہون کیون نہ پہلو مین دل کو
کہ ہین تاک مین دلستان کیسے کیسے

دہان اوسنے غیرونسے چوٹی گوندھائی
یہان مجکو گذرے گمان کیسے کیسے

اوڑاتے رہے خاک میری لحد پر
بگولے تہ آسمان کیسے کیسے

ملے داغ دل مجکو فرقت مین اوسکی
نشان دیگیا بے نشان کیسے کیسے

خبر اوس مسیحا کی آنیکی سنکر
توانا ہوئے ناتوان کیسے کیسے

وہ کیسے ہین دربار کیسا ہے اونکا

حفیظ اونکے ہین رازدان کیسے کیسے

سزا بتلائیے پھر جور کی محشر مین کیا ٹھہرے
وہان بھی اے ستم پرور اگر ہم بیخطا ٹھہرے

غضب ہے آتے ہین عشاق در پر جبہہ سائی کو
مگر تم بت نہ ٹھہرے ایسے صنم گویا خدا ٹھہرے

نہوگا یار جھگڑا جور کا یکسو یہان ہرگز
ہمارے آپ کے بس فیصلہ روز جزا ٹھہرے

چلے فرقت مین یہہ ہوش بھی چھوڑ کر تنہا
جنھین ہم باوفا سمجھے ہوئے تھے بیوفا ٹھہرے

دہل جائیگا میت دیکھکر کسن ہے اے ہمدم
پس مردن نہ بالین پر مرے وہ دلربا ٹھہرے

یہہ دل ہم آپکو دین آپ بوسہ روئے مصحف کا
یہی اے جان ہمارے آپکے بیچ فیصلا ٹھہرے

حفیظ اک دار فانی ہے سرای پرخطر دنیا
بھلا ایسی جگہ فرمائیے اب کوئی کیا ٹھہرے

یہ تو شاید ہی ہے اے شوخ ستمگر ٹھہرے
آپ آجائین تو بیشک دل مضطر ٹھہرے

کل تو فرماتے تھے وہ عاشق جانباز مجھے
آج کیون دشمن جانی سے بھی بدتر ٹھہرے

داستان جور کی ظالم کے بہت کچھ ہے طویل
فیصلہ کل پہ مرا داور محشر ٹھہرے

آئے گور غریبان مین جو ہنکر یا زیب
میری جان آج ہی ہنگامہ محشر ٹھہرے

ہے امید اب مجھی ابرو و نگہ سے قاتل
تیر دل پر تو جگر پہ ترا خنجر ٹھہرے

آپ وارفتہ دل ہم ہین اسیر گیسو
اب تو اس راہ مین ہم آپ برابر ٹھہرے

شب غم لیتا ہون کس شوق سے آغوش مین مین
تار آنسو کے نہین رشتہ گوہر ٹھہرے

کس سے اب جاکے ملے کسکا آباد کیا
شب کو سچ کہئے کہان اے مہ انور ٹھہرے

شب فرقت مین خدا کے لیے یاد قدیار
آج ہنگامہ محشر سر بستر ٹھہرے

لے لیا بوسہ حفیظ جگر افگار نے گر
فیصلہ اسکا مری جان تہ خنجر ٹھہرے

پانی جگر کو روکے نہ یہہ چشم تر کرے
دلکو جلا کے خاک نہ سوز جگر کرے

ناناہونگے حشر مین مظلوم دادخواہ | پرسش ترے ستم کی خدا ہی اگر کرے

چھوجاے اسکو کوچۂ جانان کی گر ہوا | دعوی دم مسیح کا باد سحر کرے

اسکا بھی تیرے ہجر مین سینہ فگار ہے | کیونکر نہ روز چاک گریبان سحر کرے

تکلیف کیا نہ دے دست حنابستہ کو وہ شوخ | ناتم وہ کسطرح مرا دل کھولکر کرے

خواہش یہ ہے جگر کی کہ دیکھے وہ میرے داغ | دلکی یہہ آرزو ہے نظر وہ ادھر کرے

دل ہی رسیدہ ہوش تو قاصد خموش ہے | اوس بیخبر کو کون ہماری خبر کرے

روشن ہو بڑھ کے آئینۂ مہر و ماہ سے | اس دل کے آئینہ پہ اگر وہ نظر کرے

اس عشق سے تو آگ کا کیڑہ ہو بیقرار | وہ آگ ہے کہ دلمین سمندر کے گھر کرے

جلتے عبث ہین آپ سے حاسد یہ ای حفیظ
اللہ جسکو چاہے اوسے نامور کرے

خالی ہے اوس سے کب کوئی جا کوئی کچھ کہے | دیکھا ہے بتکدہ مین خدا کوئی کچھ کہے

سنتے نہین جب آپ ذرا کوئی کچھ کہے | فرمائیے تو آپ سے کیا کوئی کچھ کہے

سمجھے کوئی وفا کو جفا کوئی کچھ کہے | ہمتو کرینگے اونسے وفا کوئی کچھ کہے

ابتک وہ اپنی جلوہ گری ہی مین محو ہین | سنتے نہین بروز جزا کوئی کچھ کہے

لاتی ہی تو ہی نکہت گیسوے عنبرین | ممنون ہم ترے ہین صبا کوئی کچھ کہے

اب بے وفا ہمین کہے یا کوئی باوفا | ہمتو کرینگے اونکا گلا کوئی کچھ کہے

آزار عشق کا کوئی درمان نہین طبیب | ہوگی نہ اس مرض سے شفا کوئی کچھ کہے

لے لینگے بوسۂ لب رنگین ضرور آج | ہمسے تو اب یہہ ہوگی خطا کوئی کچھ کہے

آئی ہین اوٹھ کے غیر کے پہلو سے وہ ضرور | اولجھی ہوئی ہے زلف رسا کوئی کچھ کہے

حورونکی آرزو ہو کہ طالب ہو خلد کا | زاہد کو ہم کہینگے برا کوئی کچھ کہے

ہمکو تو صرف دید سے مطلب کسیکی ہے | جائینگے ہم بھی روز جزا کوئی کچھ کہے

اوس شوخ کو حفیظ مرے حال زار کا
کب آئیگا یقین بھلا کوئی کچھ کہے ٭

دل اپنا اوس پری رو سے لگائے جسکا جی چاہے
غم فرقت ہماری طرح کھائے جسکا جی چاہے

ہمین تو اپنی محفل مین بھی وہ آنے نہین دیتے
ہمین کیا ناز اونکا اب اوٹھائے جسکا جی چاہے

یہ وہ سر ہی رہا کرتا تھا جو دوش حسینان پر
پس مردن اسے ٹھوکر لگائے جسکا جی چاہے

بحکم دفن دیگا آپ جبتک آکے وہ قاتل
نہ اوٹھیگا مرا لاشہ اوٹھائے جسکا جی چاہے

سرای دہر سے اک روز آخر سب کو جانا ہے
مسافر ہم ہین یان چندے ستائے جسکا جی چاہے

بھروسہ پنجتن کا ہے حفیظ خستہ محشر مین
خدا سے ہمکو وان مین بخشوائے جسکا جی چاہے

بغل مین وہ بت خود سر نہین نہین نسہی
جو یار اپنا مقدر نہین نہین نسہی

عدو نہ جائیگا اوٹھکر نہین نہین نسہی
خفا نہو جیے بہتر نہین نہین نسہی

عدو کی بزم در دولت آپکا تو ہے
یہی سہی کہ مرا گھر نہین نہین نسہی

رقیب دوست عدو پرور آپ تو ٹھہرے
جفا شعار ستمگر نہین نہین نسہی

دیا جو بوسۂ لب تمنے وہ بھی واپس لو
نہین جو دیتے مکرر نہین نہین نسہی

نتھی فراق مین امید زیست کی میری
مگر حضور کو باور نہین نہین نسہی

تمھارا حوصلہ پورا تو ہوگا مقتل مین
یہی سہی کہ مرا سر نہین نہین نسہی

ہمارے نالون نے محشر تو کردیا برپا
نہین جو آپ کو باور نہین نہین نسہی

رقیب کو تو بلا کر پلائیگا شراب
نہ دیجئے ہمین ساغر نہین نہین نسہی

نہ آئین آپ مزارون پہ بھی شہیدون کے
بپا نکیجئے محشر نہین نہین نسہی

فروغ حسن کی اوسکے تو روشنی ہے حفیظ
ضیاے ماہ منور نہین نہین نسہی ٭

دل یہہ کہتا ہے اونھین میری خبر ہو تو سہی
مین یہہ کہتا ہون وہ آئینگے سحر ہو تو سہی

ہمدمو وصل بت رشک قمر ہو تو سہی
یون تو ممکن ہے سبھی امر مگر ہو تو سہی

سچ ہے دہلجائیگا سب نامۂ اعمال مگر
اشک باری تری اے دیدہ تر ہو تو سہی

دیکھین آتا نہین بیچین وہ ہوکر کیونکر
دل بیتاب کی اوس بت کو خبر ہو تو سہی

ہو ہی جائیگی رسائی در دلبر تک بھی
ہمدمو کوچۂ جانان مین گذر ہو تو سہی

دل جگر دونون تو بہہ بہہ گئے آنسو ہوکر
اب بھی یارب شب فرقت کی سحر ہو تو سہی

خانۂ دل مین تو دشوار ہے گھر کر لینا
غیر کا پہلے ترے گھر مین گذر ہو تو سہی

اوسکا آنا تو ہے آسان یہ اے حضرت دل
دلمین اوس شوخ کے نالون کا اثر ہو تو سہی

مین نے مانا کہ وہ کل آئینگے قاصد لیکن
شب دیجور کسیطرح بسر ہو تو سہی

ہم تمھین آنے کی ترکیب بھی بتلا دینگے
وصل ایجان تمھین منظور نظر ہو تو سہی

چین کیونکر شب فرقت مین تجھے آئے حفیظ
کم کسیطرح بھلا درد جگر ہو تو سہی ✤

ہر دم جو محبت کا سبق یاد کروگے
اے حضرت دل تم ہمین برباد کروگے

تم وہ ہو پس مرگ بھی بیداد کروگے
تم وہ ہو کہ مٹی مری برباد کروگے

کیا کہیئے ہر اک بات پہ جب کوئی کہے یون
بس کہہ چکے یا اور کچھ ارشاد کروگے

قابو مین مرے وہ شب وصل آئین تو پوچھون
پھر ہوگا ستم پھر کبھی بیداد کروگے

جو خود ہو مٹا اوسکو مٹاؤگے بھلا کیا
برباد جو ہو گیا اوسے برباد کروگے

وہ میری زبان کاٹ کے کس طنز سے بولے
کوچے مین میرے پھر کبھی فریاد کروگے

پھر ربط حفیظ ان سے بڑھاتے تو ہو لیکن
پچھتاؤگے غم کھاؤگے فریاد کروگے

تمت غزلیات

۴۸۶

رباعیات

پیری مین ہے زور نا توانی افسوس
آخر ہوئی اپنی زندگانی افسوس
دل مین رہین حسرتین ہزارون باقی
کیا جلد گذر گئی جوانی افسوس

دیگر

کس بات پہ کرتا ہے تو مجھ سے نخوت
آئینہ اوٹھا کے دیکھ اپنی صورت
حیرت تجھے ابتک نہین ہوتی او بت
مین کلمہ پڑھون تیرا خدا کی قدرت

دیگر

دل عشق بتان سے گو ہمارا چھوٹا
کوچہ وہ چھٹا اور وہ رستا چھوٹا
آنکھونکی نہ پوچھئے حقیقت ہم سے
سب کچھ چھوٹا مگر نہ رونا چھوٹا

دیگر

دل اپنا بتون کو خاک پتھر دیدون
ہو دوسرا اگر پاس مقرر دیدون
وہ مانگتے ہین مجھ سے تو مانگین لیکن
جب ایک ہی دل پاس ہو کیونکر دیدون

دیگر

باتون کا تری جواب ایسا ہوگا
روئیگا بہت خراب ایسا ہوگا
آئینے کی شکل تجکو ہوگی حیرت
اب میرے ترے حساب ایسا ہوگا

دیگر

تھا قہر بغل سے اوٹھ کے جانا تیرا
یون مجھکو نہ تھا ہجر گوارا تیرا
مجبور ہوا سہی جدائی تیری
دل چھوٹ گیا تو ساتھ چھوڑا تیرا

دیگر

کل ہجر مین آہ سرد بھرتے بھرتے
مرجاتے جو ہم تو آپ رویا کرتے
یہہ سنتے ہی بولے وہ بدلکر چتون
پاپوش سے میری آپ مرتے مرتے

دیگر

لِلّٰہ حجاب اپنا اوٹھاؤ تو سہی
سینے سے ہمین اپنے لگاؤ تو سہی
برسون سے تمنا ہے ہمارے دلکو
اکبار تم آغوش مین آؤ تو سہی

دیگر

سودا ہے خمِ زلف بھی سودا ہی حفیظ
یا یہہ بھی کوئی کھیل تماشا ہے حفیظ
دل دیکے شبِ فراق رونا کیسا
کیا پہلے نہ سمجھے تھے جو صدما ہے حفیظ

دیگر

اوس شوخ کو بے نقاب دیکھا مین نے
یا جلوۂ آفتاب دیکھا مین نے
تھی دید کی برسون سے تمنا جسکی
کیا ماہ بے حجاب دیکھا مین نے

دیگر

مانگون تو مجھے شراب دینا ساقی
بیجا نہ کوئی جواب دینا ساقی
مین رند حریص ہون کہے دیتا ہون
دینا بھی تو بے حساب دینا ساقی

دیگر

انسان ہون ظہور حق کا حامی ہون مین
مطلوب بمطلب گرامی ہون مین
موسیٰ کیطرح طور پہ مشکل حفیظ
موصوف بوصف ہمکلامی ہون مین

دیگر

غافل طمع دولتِ فانی کیا ہے
سامان نشاط زندگانی کیا ہے
بے فکر زر و سیم عبث دنیا مین
راحت یہ یہانکی شادمانی کیا ہے

دیگر

دنیا جو حفیظ آہ اک بستی ہے
ایسی جگہ افسوس یہہ بدستی ہے
ہے شکل حباب جب بشر دنیا مین
ہستی حباب بھی کوئی ہستی ہے

دیگر

اعزاز سے مہمان کو ہم لیتے ہین
جیسے قدم اہل حرم لیتے ہین
کوچے سے تمھارے قاصد آتا ہے جب
ہم دوڑ کے آنکھون سے قدم لیتے ہین

دیگر

وہ غیر کو اعجاز دکھانے کے لئے
ہین میری لحد پہ آج آنے کیلئے
پوچھیگا کوئی تو ہنسکے فرمائین گے
آئے ہین حفیظ کو جلانے کے لئے

دیگر

کب وصل مین مے کا ہمکو پینا آیا
فرقت مین نہ موت کا پسینا آیا
بیکار کٹی عمر عزیز اپنی حفیظ
مرنا آیا نہ ہمکو جینا آیا

دیگر

فرقت کی نہ پوچھئے حقیقت ہم سے
اوٹھتی نہین ابتو یہہ مصیبت ہمسے
تھا ناز بہت صبر و شکیبائی پر
لو صبر بھی اب ہوتا ہے رخصت ہمسے

دیگر

خالی جو نظر ساغر و مینا آیا
کیا ہوگا جو یاد مے کا پینا آیا
جتنی ہو بچی کھچی وہ سب دیدے آج
ساقی رمضان کا مہینا آیا

تمت

مخمسات

مخمس بر غزل شمس العارفین سراج السالکین جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول رہنماے شریعت و طریقت حضرت مولانا و مرشدنا و شیخنا مولوی حاجی محمد سعید المتخلص بہ حسرت المخاطب بہ شمس العلما قدس اللہ سرہٗ

شب جدائی مین ای ستمگر نہ پوچھ صدما جو مجھ پہ گذرا
قلم کو تحریر کی نہ طاقت نہ ہی بیان کا زبان کو یارا
عجیب حالت غرض ہی میری کہ دل سنبھالے نہین سنبھلتا
أُطِيقُ صَبْرًا عَلَى الْبَلَايَا وَمِنْكَ لَا أَسْتَطِيعُ صَبْرًا
ہر آنچہ خواہی بکن ولیکن جدا ز خویشم مکن خدا را

نہوگا مجھ سا کوئی پریشان کہ خاک آلودہ جسم عریان
ہجوم بالین پہ حسرتون کا تو بیکسی سر پہ چشم گریان
لبون پہ خشکی ہی لب پہ زردی دل و جگر وقف یاس و حرمان
بکوی جانان چو جسم بیجان بروی خاکم فتادہ حیران
نہ مال بر کف نہ صبر در دل نہ ہوش در سر نہ قوت پا

فراق مین جھیلین آفتین بھی ہزارون کاٹی ہین راتین بر غم
سہے جدائی کی لاکھون صدمے اوٹھائے تیری ستم بھی پیہم
کئے ہین نالے بھی ضبط سینے ہوا کسی دن نہ چشم پر نم
ز خلق راز ترا نہفتم حدیث جورت بکس نگفتم
قَتَلْتَ نَفْسِي بِغَيْرِ حَقٍّ وَلَيْسَ مِنِّي عَلَيْكَ دَعْوَى

بتاؤن احوال کیا مین اپنا کہ سدھ ہی دن کی خبر نہ شب کی
دکھایا اوسنے وہ اپنا جلوہ رہے نہ ہوش و حواس باقی

ہے میری ورد زبان یہ ہر دم فداک روحی فداک قلبی
شربت من حبه مدامًا فزال عقلي وزاد عشقي
صنم ز قید دو کون فارغ سرے ندارم بدین و دنیا

جنھین ہے دلسے تری محبت نہین ہے پروا سے فارغ ورا حسرت
نہ گلرخون کی ہے اونکو خواہش نہ ان بتون سے ہے اونکو الفت
نہ باغ فردوس کی ہے خواہش نہ حرص حور و قصور جنت
بہار خلد برین جمالت نعیم جاوید شد وصالت
لب چو قند تو آب کوثر قد بلند تو نخل طوبےٰ

نہین ہے کچھ خوب ایسی غفلت سمجھ کے محو جمال اپنا
سنو ذرا حال زار میرا اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوا
چلی گئی اک جھلک دکھا کر نہ لی خبر میری تمنے اصلا
مُلِئتُ شوقاً الیٰ لقاکا ولیس لی طلبة سواکا
فَاِنْ طَعِنّا فَفِيكَ نَطْمَعْ وَاِنْ رَجَوْنَا فَاَنْتَ تُرجےٰ

نہ پوچھ کچھ اپنے مبتلا کی کہ حالت اوسکی ہے کیا پریشان
تپ جدائی مین اے ستمگر یہ ہے کب سے مثل حفیظ حیران
اداسی چہرے پہ خاک سر پر ہے خشک لب اور چشم گریان
مریض عشقت بکینہ حسرت ز درد ہجر تو میکند جان
ز مہربانی چنانکہ دانی اگر توانی بکن مداوا

مخمس بر غزل حضرت زبدۃ العارفین نصیر الدین چراغ دہلی قدس اللہ سرہ

اوس بت کے تصور مین ایسا مین ہوا مضطر
حالت پہ مین خود اپنی حیران ہون اور ششدر
اوراق پریشان سے رہتے ہین حواس ابتر
بیکارم و باکارم چون مد بحساب اندر
گویانم و خاموشم چون خط بکتاب اندر

اے سرو چمن آرا عیسیِ دل بسمل
فرقت مین تری ابتو ہے رونق بزم دل
اے شاہد روح افزا اے رشک مہ کامل
گہہ شادم و گہہ غمگین از حال خودم غافل
مے گریم و می خندم چون طفل بخواب اندر

وہ ماہ ضیا افگن یہہ روشنی ہی جسکی
وہ شاہد مستثنے ہے منزل دل جسکی
وہ نور کہ موسے کو جس سے ہوئی بیہوشی
لے زاہد ظاہر بین از قرب چہ می پرسی
او در من و من در وے چون بو بگلاب اندر

عاشق سے تغافل یہہ اچھا نہین اب ہرگز
درد و غم فرقت سے اسد رحیہ کیا عاجز
کچھ بہر خدا بولو کھولو تو لب معجز
دریا رود از چشمم لب تر نشود ہرگز
این طرفہ تماشائیست من تشنہ بآب اندر

ہی عشق جو عالم مین مشہور بلفظ بد
بین حال حفیظ اکنون چون ست وچہ میگوید
فیضان الٰہی سے ہے جسکی نہین کوئی حد
در سینہ نصیر الدین جز عشق نمی گنجد
این طرفہ تماشا بین دریا بحباب اندر

مخمس بر غزل استادی جناب حکیم آغا حسن ازل لکھنوی رحمۃ اللہ

وصل مین تکرار جانے دیجیے
ہاتھ موقع پر لگانے دیجیے
بس ہوس دل کی مٹانے دیجیے
ہمکو اب مطلب پہ آنے دیجیے
دل لگی بند جانے دیجیے

زاہدونکی پارسائی ہوگی کچھ
آپ کچھ سمجھے بھی نیت میری کچھ
چھوٹتی ہی خو بھی مے نوشی کی کچھ
مین بھی کچھ ہون اور مری توبہ بھی کچھ
جام تو ساقی کو لانے دیجیے

درد ہجران سے کوئی ہے مضمحل
اور کوئی ملکر کسی سے ہے خجل
کوئی اپنے جور پہ ہے منفعل
کون ہے دنیا مین مجھ سا زندہ دل

مرنے والون کو تو جانے دیجئے

سچ تو یہہ ہی یار مین وحشی وہ ہون — ہے مرا سودا خزان مین بھی فزون
حالت چاک گریبان کیا کہون — دیکھئے گا پھر مرا جوش جنون

اک ذرا برسات آنے دیجئے

کون سی جا آپ کا جلوا نہ تھا — کس جگہہ فرمائیے چرچا نہ تھا
کب بھلا مین چاہنے والا نہ تھا — کون سی جا تھی جہان بندا نہ تھا

ذکر پردے کا تو جانے دیجئے

دیجئے رندونکو اپنے جام جم — بے سبب ناصح کے آنیکا ہی غم
ہم سمجھ لینے کو اوس سے کیا ہین کم — حضرت پیر مغان حاضر ہین ہم

محتسب کو آج آنے دیجئے

ہین جدا جو آپ سے گمراہ ہین — آپ کیون اسدرجہ مضطر آہ ہین
ہم حفیظ بندۂ درگاہ ہین — ای ازل ہم آپ کے ہمراہ ہین

قافلہ یارون کا جانے دیجئے

ولہ

یون تو ظاہر مین با خدا ہین ہم — زاہدون کے بھی پیشوا ہین ہم
سنئے چپکے سے کہتے کیا ہین ہم — طالب جام ساقیا ہین ہم

پر چھپا کر کہ پارسا ہین ہم

جب سے وارفتۂ ادا ہین ہم — اپنے بیگانون سے جدا ہین ہم
جان و دل سے تو یان فدا ہین ہم — آپ کہتے ہین باوفا ہین ہم

ہم تو کہتے ہین کچھ سوا ہین ھم

ذمہ ہم عشق کا اوٹھاتے ہین
داستان قیس کی بھولاتے ہین
بیچ مین یار خود ہم آتے ہین
تیری زلفون مین دل پھنساتے ہین

آدمی کاہے کو بلا ہین ھم

ساتھ اغیار کے جو ہوتے ہو
کانٹے خود حق مین اپنے بوتے ہو
اپنے ہاتھون سے ہمکو کھوتے ہو
بحر غم مین عبث ڈبوتے ہو

ایک مدت کے آشنا ہین ھم

خاکساری سبھونکو ہے زیبا
خواہ سلطان وقت ہو کہ گدا
قیس و فرہاد و وامق و عذرا
سب اسی خاک سے ہوئی پیدا

کب کسی سے بھلا جدا ہین ھم

عشق کا جو ہمارے شہرا ہے
واقعہ ٹھیک اور سچا ہے
کیون تعجب حضور کو کیا ہے
قیس مین ہم مین فرق اتنا ہی

پیشوا وہ تھا رہنما ہین ھم

دعوے یار و بتون کا بیجا ہے
ہو بشر بھی خدا یہ دیکھا ہے
توبہ ایسا نہین یہہ بندا ہی
کون کافر یقین کرتا ہے

لاکھ یہہ بت کہین خدا ہین ھم

رنج فرقت کے ہمسے اٹھوائے
آپ سے ہمنے دکھ بہت پائے
اب بھی تشریف آپ کیون لائے
نزع کے وقت دیکھنے آئے

جائیے آپ سے خفا ہین ھم

پہلے ہم آپ پر تھے دل سے فدا ۔۔۔ سخت مشکل تھا پاس سے ہٹنا
کچھ نہین کھلتا اب سبب اسکا ۔۔۔ آپ کے دل سے دل نہین ملتا
پاس بیٹھے ہین اور جدا ہین ہم

کچھ سوا اسکے ہو نہین سکتا ۔۔۔ ربط در پردہ غیر سے بھی ہوا
ورنہ کیا بات ہے جواب بخدا ۔۔۔ آپ کے دل سے دل نہین ملتا
پاس بیٹھے ہین اور جدا ہین ہم

فرد ہم کو بھی یار تم سمجھو ۔۔۔ گو جِلاتے نہین ہین مُردون کو
خیر اس تذکرے کو جانے دو ۔۔۔ جانتے ہین کہ تم مسیحا ہو
ہر مرض کی مگر دوا ہین ہم

بلبل بوستان حفیظ الکل ۔۔۔ نغمہ سنجی کو اب تو تو بھی چل
تیرے اوستاد شاعر اکمل ۔۔۔ آج گلشن مین کہہ رہے ہین غزل
تیرے شاگرد اے صبا ہین ہم

مخمس بر غزل حضرت مصحفی رح

نہ اضطراب دلِ سوگوار ٹھہریگا ۔۔۔ نہ چھیڑ چھاڑ سے بھی زینہار ٹھہریگا
امیدہی یہہ امیدوار ٹھہرے گا ۔۔۔ جو ہم سے وعدۂ دیدار یار ٹھہریگا
تو کچھ نہ کچھ یہہ دل بیقرار ٹھہریگا

ہمیشہ چاہیے رکھنی نظر خدا پہ نسیم ۔۔۔ بھٹک رہی ہے عبث رخصت قضا پہ نسیم
پہونچ ہی جائیگی منزل کی انتہا پہ نسیم ۔۔۔ چلی بھی جا جرس غنچہ کی صدا پہ نسیم

کہین تو قافلۂ نوبہار ٹھہرے گا

نہوگا مجھ سا زمانے مین کوئی بھی غمناک — اوداسی چہرے پہ ہے لب خشک ہین گریبان چاک
اسی روش پہ مرا اب اگر رہیگا تپاک — یہی ہے دلکا دھڑکنا مری اگر تہہ خاک
تو کیا مزار پہ سنگ مزار ٹھہرے گا

ترے مزاج مین اتنا اگر تبرع ہے — ہماری چاہ کا بھی کچھ نہ کچھ تتبع ہے
اسی سے ہمکو امیدین ہین اور تمتع ہے — نگاہِ لطف سے تیری ہمین توقع ہے
کبھی تو وعدۂ بوس وکنار ٹھہرے گا

بہار دہر کی جو کچھ ہے جلوہ فرمائی — یہہ سبزہ زار یہہ سرو چمن کی رعنائی
یہہ سب دوروزہ ہے غافل سبھونکی یکتائی — جو سیر کرنی ہو کرلے کہ جب خزان آئی
نہ گل رہیگا چمن مین نہ خار ٹھہرے گا

ہے مثل ماہیِ بے آب بیقراریِ روح — یہہ رنگ لائی ہے نایاب بیقراریِ روح
رکھیگی یونہین جو بیخواب بیقراریِ روح — کریگی تن کو بھی بیتاب بیقراریِ روح
ہوا مین خاک یہہ مشتِ غبار ٹھہرے گا

یہی جو رنگ رہے اب مری طبیعت کے — یونہین جو وحشت دل اپنا دل مین گھر کرلے
اسی طرح سے جو تاراج ملک دل ہونگے — یہی ہے لوٹ تو دست جنون کے ہاتھون سے
نہ ایک میرے گریبان مین تار ٹھہرے گا

شبِ فراق سے گھبرا کے تم چلے بھی تو — مرے شفیق رفیقِ قدیم یہہ سن لو
کسیکے وصل کی پھر آرزو جو تمکو ہو — شتاب آئیو ٹھہرا رکھینگے ہم اوسکو
جو دم لبون پہ شب انتظار ٹھہرے گا

حفیظ کہتا ہے وہ شوخ ایسے وحشی کو ۔۔۔ نہ جسین گھر مین نہ جنگل مین جسکو راحت ہو
وہ مر گیا ہے تو للہ یونہین رہنے دو ۔۔۔ اوسے نہ دفن کرو ہمدمو یہ سمجھو تو
لحد مین مصحفی بیقرار ٹھہریگا

مخمس بر غزل افصح الفصحا ملک الشعرا جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

نہین وہ گل گلبدن فقط ہی میانہ قد نونہال بھی ہے ۔۔۔ مثال سنبل ہے زلف مشکین برنگ اختر وہ خال بھی ہے
اگر محبت بھرا وہ دل ہے مزاج مین قیل و قال بھی ہے ۔۔۔ جبین قمر ہے ہلال ابرو تو چہرہ غصے سے لال بھی ہے
بتون سے ظاہر ہے شانِ خالق جمال بھی ہے جلال بھی ہے

الم شب انتظار کا یہ میرے لئے نیک فال بھی ہے ۔۔۔ غضب ہے فرقت مین بھی تڑپنا مگر تڑپ کا مآل بھی ہے
سیاہی شام غم سراپا نوید صبح وصال بھی ہے ۔۔۔ مین تیرہ بختی سے اپنی خوش ہون کہ تیرہ وہ زلف و خال بھی ہے
خدا کے گھر کا غلاف کالا سیاہ رنگ بلال بھی ہے

بتاؤن کیا حال زار دلکا نہ پوچھو صدمے جو اوسپہ گذرے ۔۔۔ نگاہ لطف و کرم ادھر بھی تری لگی ہو نہ یہ جان صدقے
تو ہی بتا تیرے در پہ کب سے پڑا ہے امیدوار آکے ۔۔۔ در نگ کیا دی جو کچھ ہو دینا کریم کیا پوچھتا ہے اوس سے
گواہ تغیر حال بھی ہے گدا کی صورت سوال بھی ہے

یہ کون جلوہ فگن ہے یا رب عیان یہ کسکا ہے نور مطلق ۔۔۔ سبھی ہین مثل کلیم بیخود جگر بھی ضبط فغان سے ہے شق
جو آنکھیں پرنم ہین خشک لب ہین تو رنگ چہرہ کا ہو گیا فق ۔۔۔ یہ کسکو دیکھا کہ ہو گئی چپ ہوئی فراموش ساری ہو حق
پڑے ہین مثل مریض صوفی کرینگے کیا وجد حال بھی ہے

زمانہ ساز اور فتنہ پرور وہ کیا ہین کیسے ہین کچھ نہ پوچھو ۔۔۔ ستمگری مین جو طاق ہا دُو وفا مین بھی ان کو فرد مانو
غضب کی سوجھا ہے چال ظالم نیا ستم ہے یہ مجھ یہ بتو ۔۔۔ بٹھا کے در پر رقیب کو وہ مرے گھر آئینگے دیکھنے کو
خوشی تو ہے میرے دلکو لیکن شریک کچھ کچھ ملال بھی ہے

مین وسکی بندگی سے کب پھرنا ہر یہ کیا سمجھا ہی مجکو کافر
برا ہون یا بین بھلا ہون جو کچھ ہے اوسیکے در کا گدا ہون آخر
سیاہ کارون میں گن لے اگرچہ پیچال میرا ہوا وسپہ ظاہر
کہیے یہہ اوسکو کوئی جاکر کہ میری بخشش کا کیون ہو منکر
گناہ کرتا تو ہون مین بیشک مگر مجھے انفعال بھی ہو

بتا تو اے عز و جاہ دنیا رہیگا یہہ تیرا دور کب تک
نگاہ مین نے جو تجھپہ ڈالی بنا او تیرا ہے ایک شب تک
رسائی ہے نا قصونکی تجھ تک ہوئی ہین ممتاز بے ادب تک
اگرچہ افلاس مین ہون لیکن نظر ہے میری بلند اب تک
عروس دولت کو خاک چاہون نظر مین میری یہ مال بھی ہے

شباب کو تیرے دیکھتا ہون کہ ایک پھولا پھلا ہے گلشن
ادائین ہین دلفریب مژگان ہین تیر افگن نظر ہے پرفن
بھرا وہ جسم کا انوکھا وہ قہر چہرہ پیکا رنگ درد غن
وہ قد قیامت وہ چال آفت غضب کے تیور بلا کی چتون
نگاہ ناوک بھی برق بھی ہے کمان ہے ابرو ہلال بھی ہے

عبث بھی مدہوش ہو رہی ہو حفیظ کچھ ہوش مین تو آؤ
فریب مین اسکے تم نہ آؤ عروس ہستی سے دل اوٹھاؤ
وہان کی اب بھی جو خیر چاہو تو اپنی بگڑی ہوئی بناؤ
بتونکی الفت سے باز آؤ خدا سے دیری مین لو لگاؤ
امید دنیا سے ہاتھ اوٹھاؤ ضرور فکر مآل بھی ہے

مخمس بر غزل فصیح البیان بلبل ہندوستان جناب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

آ لئے ہچکی موت کی پیہم تمھارے سامنے
اقربا پیٹین کرین ماتم تمھارے سامنے
بند ہون یہہ دیدۂ پرنم تمھارے سامنے
آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمھارے سامنے
تم ہمارے سامنے ہو ہم تمھارے سامنے

اب نہ ہوگا ہم سے ضبط غم تمھارے سامنے
یون تو ہوگا نزع کا عالم تمھارے سامنے
جی مین ہے کھا جائین اکدن سم تمھارے سامنے
آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمھارے سامنے
تم ہمارے سامنے ہو ہم تمھارے سامنے

ہم کہینگے حال بیش و کم تمھارے سامنے
جمع ہون گو لاکھ نامحرم تمھارے سامنے
کرتے ہین لو عزم مستحکم تمھارے سامنے
حشر کے دن بھی ہو شرح غم تمھارے سامنے
سب خدا کے سامنے ہون ہم تمھارے سامنے

ہاتھ ہو ہر وقت سینے پر کہ تم گھبرا نہ جاؤ
اسطرح تڑپے دل مضطر کہ تم گھبرا نہ جاؤ
کام لونگا ضبط سے دم بھر کہ تم گھبرا نہ جاؤ
آہ لب پر آئے تھم تھم کر کہ تم گھبرا نہ جاؤ
درد ہو دل مین مگر کم کم تمھارے سامنے

رات کا اب ذکر چھیڑو اور کچھ باتین کرو
پوچھتے کیا بزم کا احوال ہو بس چپ رہو
منہ نہ کھلواؤ مرا یہ تذکرہ جانے بھی دو
روبرو میرے بٹھایا جسطرح سے غیر کو
ہو یونہین اک فتنۂ عالم تمھارے سامنے

ہوگا ہر دل ناوک غم کا نشانہ دیکھنا
سر دھنیگا جو سنیگا یہہ فسانہ دیکھنا
عیش و عشرت کا مٹیگا کارخانہ دیکھنا
بعد میرے روئیگا سارا زمانہ دیکھنا
دھوم سے ہوگا مرا ماتم تمھارے سامنے

تم سے اور عرض محبت آئی ہے کیا میری موت
کیا سناؤن حال فرقت آئی ہے کیا میری موت
کیا کہون دل کی حقیقت آئی ہے کیا میری موت
آئی ہے کیا میری شامت آئی ہے کیا میری موت
مین کرون اظہار درد و غم تمھارے سامنے

ہوگئی ہمسے خطا تو اسقدر برہم نہ ہو
التجائین کرتے ہین اتنا نہ اب غصہ کرو
رحم اگر آتا نہین تو میان سے تلوار لو
قتل کر ڈالو ہمین یا جرم الفت بخشدو
لو کھڑے ہین ہاتھ باندھے ہم تمھارے سامنے

اسقدر بھی ہٹ دھرم خلقت کہین دیکھی نہین
پھر نہین مٹتی ہوئی جو بات انکے دلنشین

کچھ اگر چھیڑو تو پھر یہہ روز ہی بحث کفر و دین ۔ واعظو تمکو نہ ہو زندان جنت کا یقین

خود کہین گر حضرت آدم تمہارے سامنے

ہر ادا مین اک نئے انداز دیکھے اے بتو ۔ تمسے دنیا مین کہان ممتاز دیکھے اے بتو
کسکی قسمت جو تمہارے ناز دیکھے اے بتو ۔ اک تمہاری چپ مین سو اعجاز دیکھے اے بتو

دم بخود ہین عیسی مریم تمہارے سامنے

رائگان ناصح کی ہو تدبیر یہہ ممکن نہین ۔ بے اثر ہو روز کی تقریر یہہ ممکن نہین
میری الفت ہو نہ دامنگیر یہہ ممکن نہین ۔ حال دل مین کچھ نہو تاثیر یہہ ممکن نہین

کوئی اتنا ہو کہے ہر دم تمہارے سامنے

کون ہے کس سے حفیظ اپنا کہے حال خراب ۔ زندگی فرقت مین کٹتی ہے مگر با صد عذاب
مار ڈالیگا مجھے یہہ رات دن کا پیچ و تاب ۔ مجکو اس سر کی قسم ابتک وہی ہے اضطراب

داغ مضطر کا جو تھا عالم تمہارے سامنے

مخمس بر غزل جناب مولوی سید شاہ محمد یحیی قدس سرہ ابو العلائی عظیم آبادی

آتش طور ہون مین حضرت موسی ہون مین ۔ صبر ایوب ہون مین شوکت عیسے ہون مین
اور سچ پوچھو اگر کون ہون اور کیا ہون مین ۔ مسند آرائے سر عرش معلے ہون مین

بندۂ راکب دوش شہ بطحے ہون مین

طالب دید کہین اور کہین محو جمال ۔ گاہ مسرور رہون اور گاہ پریشان احوال
نجد مین قیس کی صورت ہون طلبگار وصال ۔ شوق دیدار محمد مین حرم مین ہون بلال

قرن مین ویس ہون اور طور پہ موسے ہون مین

مسئلہ اس کثرت بیحد کے ترے مفہوم ہے ایک — خواہ موجود ہو تو یا کہ ہو معدوم ہے ایک
پس یہ ثابت ہوا واجب لازم و ملزوم ہے ایک — لن ترانی ارنی دونوں کا مفہوم ہے ایک
خود تجلی متجلی متجلا ہوں میں

چشم حق بین سے جو دیکھو تو نہیں شک اصلا — ایسی باتوں میں کیا کرتے ہیں اکثر پڑا
ہاں مگر تجھ سے کہے دیتا ہوں اے دل بخدا — شجر وادی ایمن سے جو موسیٰ نے سنا
لب احمدؐ سے وہی لفظ سناتا ہوں میں

دعوی عشق و محبت تو بہت کچھ ہے عسیر — خاک اوس در کی بھی کہلاؤں تو ہوں میں اکسیر
اور ہے شوق شہادت جو مرے دامنگیر — تا کہ محشر میں ہوں قربان جمال شبیرؑ
جنت خلد ہوں اور سایۂ طوبے ہوں میں

آسمان ہوں میں کہیں اور کہیں ہوں میں شفق — شب تاریک کہیں ہوں تو کہیں ہوں میں فلق
گہہ مسرت ہوں گہے نالۂ و فریاد و قلق — بحر ہا ہوت میں بے کیف ہوں ذات مطلق
موجۂ علم سے اب انجمن آرا ہوں میں

گو کہ کہتے ہیں مجھے لوگ حفیظ شیدا — لیکن اپنی نہیں کچھ مجکو خبر ہے اصلا
فکر دنیا کی نہ رکھتا ہوں نہ خوف عقبےٰ — نرگس ساقی کوثر سے ہوں مست اے یحیی
اپنی ہستی پہ فدا آپ سراپا ہوں میں

مخمس بر غزل اخی معظم جناب مولوی نصیر الدین حسین صاحب نصیر بیرسٹر ایٹ لا

آج سے گو نہ مجھے پائیے گا — پر جدائی کا نہ غم کھائیے گا
دلکو اسطرح سے بہلائیے گا — جب اکیلے کبھی گھبرائیے گا

میری تربت پہ چلے آئیگا

دل مرا آپ کو ہے مد نظر
سچ ہے ایجان جہان گر یہ خبر
ذکر یہ سنتا ہون مین بھی اکثر
لیجئے دل تو یہ حاضر ہے مگر

ایک بوسہ مجھے دلوائے گا

بے وفاؤن کا عبث صدمہ ہے
ایسے بے رحم پہ مرنا کیا ہے
جان دینا بھی مرا بیجا ہے
زہر کھاتا ہون تو وہ کہتا ہے

میرا کیا ہوگا جو مر جائے گا

ظلم جو مین نے اوٹھائے اکثر
سچ مین کہتا ہون یہ بندہ پرور
وہ اوٹھائے کوئی ایسا ہے بشر
پھیرئے اب نہ مرا دل لیکر

دیکھئے دیکھئے پچتائے گا

کاٹئے کاٹئے حاضر ہے یہ سر
غیر کے کہنے سے اے رشک قمر
کھینچئے کھینچئے خنجر بہتر
قتل کرتے ہین کرین آپ مگر

میری تربت پہ کبھی آئے گا

راہ تو مجھکو بتائینگے نہ آپ
لطف ساون کا اوٹھائین گے نہ آپ
آج بھی چلنے کو آئینگے نہ آپ
باغ کی سیر کو جائین گے نہ آپ

فصل گل مین مجھے ترسائے گا

صاف کہتا ہون مجھے ڈر کیا ہے
دے کے پھر آپ سے کہنا کیا ہے
اسمین قصہ ہے نہ کچھ جھگڑا ہے
دل کے دینے مین بھی کھٹکا ہے

آپ تو لیکے مکر جائے گا

دل ہی لینا جو مرا سب ہے منظور / شانہ منگوانا ہی پھر کیا سب ہے ضرور
آنکھین کیا کم ہین یہ چشم بد دور / زلفین بنواتے ہین کیون آج حضور
پھر بلا مین مجھے پھنسوائیگا

آج دنیا مین نہین اوسکا نظیر / غور سے سنئے تو اوسکی تقریر
سچ یہہ کہتا ہے حفیظ دلگیر / دیجئے دل تو بتون کو نہ نصیر
شیشہ کیا سنگ سے تڑوائیگا

مخمس غزل برادرام حافظ نظیر احسن مرحوم و مغفور متخلص بہ نذیر

تیر جاتے ہو تو ایجان مجھے رو لینے دو / منہ کو اشکون سے خدا کے لئے دھو لینے دو
زہر کھاکر مجھے تربت مین بھی سو لینے دو / شکل پروانہ مجھے جان بھی کھو لینے دو
مثل دل مجکو بھی برباد تو ہو لینے دو

ایک بوسہ پہ خفا ایسے ہوئے وہ مجھپر / مشکین بندھوا ہین پئے ذبح نکالا خنجر
قتل تو غیر کے کہنے سے کیا مجھکو مگر / قتل کرکے مرے لاشے پہ وہ بولے روکر
نہ اوٹھاؤ اسے ہمکو بھی تو رو لینے دو

کیا کہون فرقت جانان مین جو صدمے ہین سہے / خون دل بہنے لگے آنکھون سے روتی رودے
گریہ عشق ہے واللہ تو ہم در گذرے / ہجر مین دل کا تقاضا ہے کہ نالے کیجے
آنکھین کہتی ہین ہمین خوب سا رو لینے دو

منع تم کرکے عبث دلکو یہ دیتے ہو الم / واعظو مجھپہ خدا کے لئے ڈھاؤ نہ ستم
کوئی دلدار نہین باغ جہان ہے کچھ کم / عاقبت جانیکو جاؤنگا سوی ملک عدم

اوسکے کوچے سے ذرا مجکو تو ہو لینے دو

کیا کہون ہوگئے وحشت مین کیسے خود سر | یونتو ہو آتے ہین اکثر فلک سے جاکر
پیر مرے کہنے کی یہہ ضد ہے کہ تو یہ بہتر | مین جو کہتا ہون کرو کوچۂ جانان مین گذر
نالے کہتے ہین مجھے عرش سے ہو لینے دو

زندگی بھر تو نہ پاس اپنے بلایا اے جان | کیا ملا آکے جو تربت پہ ستایا ای جان
کیون مجھے خواب عدم سے ہا اوٹھایا ایجان | عمر بھر تو شب فرقت نے جگایا ایجان
گور مین بھی تو مجھے چین سے سو لینے دو

کسکے اب غم مین حفیظ آپ بھلا رہتے ہین | کسپہ دل آیا جو اشک آنکھون سے یون بہتے ہین
کس ستمگار کا یہ آپ ستم سہتے ہین | مین جو کہتا ہون کہ مرتا ہے شکر کہتے ہین
اجی مرنے دو اوسے جان بھی کھو لینے دو

مثلث بر غزل جناب حافظ محمد علی صاحب حفیظ جونپوری

کیا غرور اے بت طناز ہے یہ | عارضی حسن پہ کیون ناز ہے یہ
نہ رہیگا کہ دغا باز ہے یہ

اپنا مسکن ہے ترے گھر کے قریب | جبہ سائی ہے ترے در کی نصیب
اپنی قسمت پہ مجھے ناز ہے یہ

سچ ہے دنیا ہی خوشامد کی ہے | صدر مین اوسکو جگہ ملتی ہے
اب وہان غیر کا اعزاز ہے یہ

کیا غرض ہے مجھے سیر گل سے | کون نرگس کو چمن مین دیکھے

کیا تری چشم فسون ساز ہے یہ

رونق بزم ہے یہ نور افگن — شمع کا نام نہ کیون ہو روشن

تیری محفل مین سرافراز ہے یہ

متقی ہون کہ سیہ کار و زبون — مین برا ہون کہ بھلا جو کچھ ہون

تیرا بندہ ہون بڑا ناز ہے یہ

اب تو اچھی نہین حالت میری — چھپ سکیگی نہ محبت تیری

دل مین رکھ لون اسے کیا راز ہے یہ

کہتے ہین ما ہر فن تجھ سے حفیظ — زندہ ہے نام سخن تجھ سے حفیظ

شاعری کا ہے کو اعجاز ہے یہ

سہرا بتقریب شادی میمنت آبادی عزیزی مسٹر محمد ولی صاحب جوائنٹ سب رجسٹرار پٹنہ گفتہ شد

آج اوس رشک قمر کے ہے جو سر پر سہرا — سہرے سے رخ ہے تو ہے رخ سے منور سہرا

کان انوار ہے رخ مقنع گلرنگ سحاب — بارش نور ہے ہر تار سراسر سہرا

اختر برج سعادت کے لئے زیبا ہے — لائین گر کشتی مہتاب مین رکھکر سہرا

جب سے سن پایا ہے باندھا گیا سر پر تیرے — حورین بھی گاتی ہین سب خلد مین ملکر سہرا

دھوم شادی کی سنی جب تو فلک بھی لایا — کشتی ماہ مین انجم کا لگا کر سہرا

کہکشان رشتہ ہے کلیان ہین گلونکی اختر — نور کا بن نظر آتا ہے سراسر سہرا

ماہ کامل بھی کیوں شک سی ہو جائے ہلال ❊ ہے مزین بخدا کیا ترے سر پہ سہرا
نور کا بکا سر بزم نظر آتا ہے ❊ گل مہتاب بنا ہے ترے رخ پر سہرا
قدسیو یہ کہتے ہین افلاک پہ پڑھ پڑھ کے درود ❊ اللہ اللہ رے پھولونکا معطر سہرا
بہر نظارہ مہ و مہر فلک سے آئین ❊ تو دکھا دے رخ روشن جو اوٹھا کر سہرا

ہر کلی اسکی ہے گویا دل عشاق حفیظ
کیون نہ آنکھون مین حسینونکے کرے گھر سہرا

سہرا بتقریب شادی میمنت آبادی برخوردار نور چشم مولوی سید نور الرحمن سلمہ اللہ المنان

زیب سر کس مہ انور کے ہے اچھا سہرا ❊ گاتی حوران بہشتی ہین یہ کسکا سہرا
آدمی کیا ہین ۔ ملک صل علی کہتے ہین ❊ کیا معطر بخدا ہے یہ سہرا یا سہرا
دیکھ لین آکے اگر خضر و مسیحا تجکو ❊ چومین آنکھون سے لگائین ترا پیارا سہرا
بہر اخلاص عزیزون نے مرے نوشے کو ❊ کرکے دم سورۂ اخلاص کو باندھا سہرا

ماند ہے جس سے کہ اب تار شعاع خورشید
اے حفیظ ایسا منور ہے یہ زر کا سہرا

تمام شد

ساقی نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساقیا بادۂ گلفام پلا ۔ ہان چھلکتا سا کوئی جام پلا
فصل باران ہے گھٹا چھائی ہے ۔ موسم گل ہے بہار آئی ہے
دیکھ مطرب بھی دو تارا بھی ہے ۔ مین بھی ہون اور لب دریا بھی ہے
کالی گھنگھور گھٹا چھائی ہے ۔ خوب میخوارونکی بن آئی ہے
ہے یہ ساون کا مہینا ساقی ۔ نہ خدا کے لئے ترسا ساقی
لب ساغر کو لگا دے لب سے ۔ تجھپہ سو جان سے ساقی صدقے
بیٹھ آغوش مین میری اسدم ۔ رخ گلگون کے دے بوسے بہم
مئے گلرنگ سے ساغر بھر کے ۔ ہاتھ گردن مین حمائل کر کے
اچھی سی اچھی پلا کر کے شراب ۔ دور کر کے یہ مریجان حجاب
لب احمر کو چوسا دے ساقی ۔ اپنے سینہ سے لگا لے ساقی
ہو کے بیچین لپٹ کر اےجان ۔ دیدے اب پھر خدا منہ مین زبان
ہین مہیا سبھی سامان طرب ۔ اپنے عاشق سے ہم آغوش ہو اب
تو ہی مونس ہے ہمارا ساقی ۔ لے خبر جلد خدارا ساقی
تجھپہ ظاہر ہے حقیقت میری ۔ تجکو معلوم ہے عادت میری

مین وہی ہون مرے ساقی کہ سدا ‌ ‌ عیش و عشرت کے سوا کام نہ تھا
جمگھٹا رہتا تھا میخوارون کا ‌ ‌ میلہ رہتا تھا سدا یارونکا
مینہ برستا تھا گھٹا چھاتی تھی ‌ ‌ ساون اوڑتا تھا بہار آتی تھی
ہمنشین مغبچے ساقی ہمدم ‌ ‌ مہ جبینون سے تھی صحبت ہر دم
اب نہ وہ لطف نہ وہ صحبت ہی ‌ ‌ نہ وہ جلسہ ہے نہ وہ عشرت ہی
یہ بھی کچھ جور ہے جو مجھ پر ہے ‌ ‌ یہ بھی کچھ جبر ہے جو دو بھر ہے
یہ بھی کچھ طور ہے دیکر آزار ‌ ‌ اپنے وارفتہ پہ رہنا خونخوار
یہ بھی کچھ خلق ہے خط کو پڑھکر ‌ ‌ چاک کرتے ہو خفا ہو مجھ پر
یہ بھی کچھ حسن کا انداز ہے کیا ‌ ‌ جو خوشامد کرے وہ ہے پیارا
یہ بھی کچھ فرض ہے جو پاس ترے ‌ ‌ بیٹھے اغیار کی تعریف کرے
یہ بھی کچھ لطف ہے بیجرم و خطا ‌ ‌ مجھپہ ہوتے ہو جو ہر روز خفا
یہ بھی کچھ ضد ہے جو کہنے سے صنم ‌ ‌ کرتے ہو اور زیادہ ہی ستم
یہ بھی کچھ ناز ہے دستِ اغیار ‌ ‌ رکھتے ہو سینہ پہ اپنے ہر بار
یہ بھی کچھ رمز ہے دکھلا کے ہمین ‌ ‌ آپ اشارہ بھی رقیبونسے کرین
یہ بھی کچھ غدر ہے مہندی کا حضور ‌ ‌ کرکے حیلہ مجھسے رکھین رنجور
یہ بھی کچھ بات ہے ہر روز مدام ‌ ‌ اب تو اورونسے بھی کرتے ہو پیام
یہ بھی کچھ چھیڑ ہے اغیار کو یار ‌ ‌ روز کر دیتے ہو ہمسے دوچار
رشک یہ ہے کہ مرے سامنے غیر ‌ ‌ گلشن حسن کی تیرے کرین سیر
رشک یہ ہے کہ حنا غیر ملین ‌ ‌ اور ہم آتش حسرت سے جلین

رشک یہ ہے کہ تجھے یہ زیور — کسطرح کسنے پنھایا لاکر

رشک یہ ہے کہ لبونکے بوسے — ہم نہ لین اور یہ جام مے سے لے

رشک یہ ہے ترے چتونکی بہار — دیکھے یہ آئینہ اور ہو سرشار

رشک یہ ہے ترے گیسوی رسا — روز وا کرتی ہے یہ باد صبا

رشک یہ ہے کہ مرا دل لیکر — اولٹے ہوتے ہو خفا تم مجھ پر

رشک یہ ہے کہ رہین ہم رنجور — اور ملین عید رقیبون سے حضور

رشک یہ ہے کہ عیادت کو جو آئے — اپنے ہمراہ رقیبونکو لائے

رشک یہ ہے کہ عدو کی تلوار — لے کے ہو قتل پہ میرے طیار

رشک یہ ہے کہ مرے سر کی قسم — کھا کے کہتے ہو ملے غیر سے ہم

آرزو ہے کہ رہو تم بیزار — غیر سے اور رہون مین تم پہ نثار

آرزو ہے کہ نہ ہو تم بیزار — حرف مطلب مرا سنکر زنہار

آرزو ہے کہ کرو عہد وفا — اپنے عشاق سے اے ماہ لقا

آرزو ہے کہ بلا کر مجھکو — حالت درد جدائی پوچھو

آرزو ہے کہ تجھے اے دلبر — جلوۂ حسن دکھادو آکر

آرزو ہے نہ تمھین آئے قرار — میری الفت مین رہو تم سرشار

آرزو ہے کہ کرو مجھ سے وفا — اپنے وارفتہ پہ تا کے یہ جفا

آرزو ہے کہ پریشان تمھین — پہلوے غیر مین اب ہم دیکھین

آرزو ہے کہ مرے سر کی قسم — غور سے سنئے مرا رنج و الم

آرزو ہے کہ کچھ انصاف سے یار — کرو اب حال مرا استفسار

ایک تم ہو کہ جو کرتے ہو ستم — ایک مین ہون کہ مین سہتا ہون الم
ایک تم ہو کہ ہو ہمسے بیزار — ایک ہم ہین کہ ہے جینا دشوار
ایک تم ہو کہ ہو مصروف جفا — ایک ہم ہین کہ ہین مصروف وفا
ایک تم ہو کہ ہے ہم سے نفرت — ایک ہم ہین کہ ہے تمسے الفت
ایک تم ہو کہ نہین کچھ مطلب — ایک ہم ہین کہ تمھاری ہی طلب
ایک تم ہو کہ نہین لیتے خبر — ایک ہم ہین کہ ہین رہتے مضطر
ایک تم ہو کہ ہو دیتے آزار — ایک ہم ہین کہ ہین قدمو نپہ نثار
ایک تم ہو کہ رہے غیر کے گھر — ایک ہم ہین رہے ہم مضطر
کیا ہو گر تمکو بھی الفت ہو جاے — تلخ یہ عیش و مسرت ہو جاے
کیا ہو گر آپ مری قدر کرین — دے کے دل میری طرح مجھپہ مرین
کیا ہو گر غیر سے ہو کر بیزار — جان و دل سے رہو تم مجھپہ نثار
کیا ہو گر آپ لپٹئے آکر — ہم کہین بیٹھئے صاحب جاکر
کیا ہو گر تمکو مری الفت ہو — غیر کے نام سے بھی نفرت ہو
کیا ہو گر آپ وفا ہم سے کرین — ستم و جور کا پھر دم بھرین
کیا ہو اس غمسے جو مر جائین ہم — ساتھ لیجائین یہی درد و الم
رحم جب تمکو نہ آئے اصلا — دم نکلجاسے تڑپ کر میرا
پھر تو سب عیش مبدل ہو بہ غم — بدلے شادی کے کرو تم ماتم
چاک پھر کرکے گریبان اپنا — اور بکھرا کے یہ گیسوے رسا
گرد لاشہ کے ہمارے پھر کر — کبھی سر پیٹ کے ہو کر مضطر

سر مرا زانو پہ اپنے رکھکر — کہو رو رو کے یہ پیارے دلبر

کب تلک سوؤ گے للّہ اٹھو — آنکھین کھولو مری حالت دیکھو

خاک آلودہ پریشان احوال — زندگی جان کی اپنی جنجال

آنسو تھمتے نہین سودا ساہی — زندگی تلخ ہے دم گھٹتا ہے

لو خدا کے لئے آنکھین کھولو — مجھے پیٹو مرا مردہ دیکھو

میرے عاشق نہ خفا ہو مجھ سے — پوچھو آنسو مرے لپٹا لو گلے

لوگ بہلا کے منا کر تمکو — میرے لاشہ سے ہٹا کر تمکو

اقربا لاش مری نہلائین — آپ الگ بیٹھے ہوئے غم کھائین

غسل کے بعد مجھے کفنا کر — دوش پر لاش چلین اٹھوا کر

اسطرح لاش روانہ ہو ادھر — آسمان دیکھ کے کھاے چکر

خلق کا ہو سر بازار ہجوم — اور مچے نالۂ و فریاد کی دھوم

کوبکو عام ہو چرچا اسکا — غل ہو عاشق کا جنازہ نکلا

تم جنازہ کے ہو آگے آگے — روتے سر پیٹتے ماتم کرتے

خاک آلودہ کھلے سر کے بال — دوش پر زلف مسلسل جنجال

تا بداماں ہو گریبان صد چاک — اور پڑی ہو تن نازک پہ خاک

پا برہنہ دل بیتاب طپان — حسرت و یاس سے ہر سو نگران

الغرض قبر مین جا کر رکھو — مٹی دو فاتحہ خیر پڑھو

ہمکو دفنا کے جو واپس آؤ — آخرش مرنے پہ پھر تم بھی ملو

ساقیا ایسی ہنسی ہے بیجا — فائدہ ایسی روش سے ہے کیا

چال ایسی نہ چلے بہر خدا | جس سے ہنگامہ محشر ہو بپا
تیر ہجران اب نہ ستم اتنا کرو | دیکھو بے موت نہ مارو ہمکو
دے کے ساغر ابھی لپٹا لو مجھے | تم یہ سو جان سی حفیظ اب صدقے
رحم تمکو مری ہجران گر آئے | عیش سے زیست بسر ہو جاے
آکے پھر جاؤ نہ میرے گھر سے | رہو آغوش تمنا مین مرے
ناز اوٹھائین ترا ہم یار پھرین | خدمتین دل سے شب و روز کرین
پھر تو مرنے کی تمنا کیسی | اپنے بیگانون کی پروا کیسی
زندگی عیش و مسرت مین کٹے | غیر کا ڈر نہ کوئی فکر رہی
اختیار اب تجھے ہے ای ساقی | اصل حالت جو تھی مین نے کہدی
آپ مسرور رہین رنجور رہین ہم | آپ مختار رہین مجبور رہین ہم
تمکو اللہ سلامت رکھے | رہے عاشق دل و جان سی صدقے

رو گئے آپ حفیظ اب خامہ
ختم بس کیجئے ساقی نامہ

تمت

تقریظات و تواریخ

تقریظ دلپذیر از مصدر مکارم اخلاق منبع محاسن اشفاق
جناب مولوی حکیم سید مبارک حسین صاحب صدق
وکیل عدالت و رئیس و آنریری مجسٹریٹ شہر جونپور صانہ اللہ عن الشرور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالق کل وہی واحد و رحمن ہے۔ اوسیکا حکم روح و جان ہے۔ جسم انسان
مین جو کچھ ہے زبان ہے۔ گویائی سے اشرف الخلقت انسان ہے۔
طلاقت کو وہ فضیلت ہے کہ انبیا کو نہ کچھ مال دیا نہ دولت دی صرف
با اثر طلاقت دی۔ خصوصاً ہمارے پیغمبر آخر الزمان کو ایسا فصیح البیان و
طلیق اللسان کیا جسکو ما ینطق عن الھوی ۰ ان ھو الا وحی
یوحی۔ کا خطاب ملا۔ آپ نے اخلاق سے کیا کر دکھایا۔ دین محمدی ایسا
مروج ہوا کہ جو قیامت تک نہ مٹیگا۔ حضرت کی سحر البیانی و رطب اللسانی
کو کفار عرب مان گئے۔ اور دلمین برحق اونکو جان گئے۔ عاجز ہو کر ساحر

کہدیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ سچ ہے۔
الحق یعلو و لا یعلی۔ صلے اللہ علیہ وآلہ الطیبین اجمعین۔
لاسیما علے صہرہ وابن عمہ علی بن ابیطالب لیث نبی غالب۔ جسکی شمشیر
زبان وتیغ کوشش یداللہی کے سب موافق ومنافق مقر تھے اور بہ نفظا قضے
مصر تھے۔ بس بس صدق کہان کہان بحر زخار حمد ونعت بے پایان مطلب
سے ناآشنا نہ ہو کر ساحل مراد پر آؤ۔ دو چار ہاتھ یداللہ کا نام پاک لیکر
تم بھی لگاؤ۔ دُرِ آبدار مدعا سے تقریظ دکھاؤ۔ اگرچہ تم کیا۔ تمھارا رنگ ڈھنگ
کیا۔ نہ تم شاعر نہ منشی۔ مگر کیا کرو فرمایش سے مجبوری ودل شکنی سے معذوری
ہے۔ اگرچہ پیری مین وہ جوش شباب کہان۔ خزان دیدہ گلستان ہو مانند
سبزہ کے پیری نے پامال کیا۔ مگر بیگانہ نہین۔ اس باغ کی سیر مین زندگی تمام ہوئی
ہزارون نغمے سُنے سنائے یاد ہونگے کچھ تو کہو زبان کھولو چُپ رہو۔ گلریز بلبل
ہو آشنائے گل ہوا ابتک دل سے مزہ نہ گیا بغیر کہے رہا نہ گیا۔ (ولہ)

پیری مین بھی خیال رخ گلعذار ہے ٭ کچھ کچھ خزان چمن مین ہے کچھ کچھ بہار ہے

مولوی سید نذیر الرحمن سلمہ المنان حفیظ کا دیوان مرتب
ہوا ہے۔ جسکو رتبہ سخندان ہند مانند حسان عرب ہاتھ آیا ہے۔ اون کے
ہم تخلص حفیظ جونپوری نے فرمایش کی ہے۔ اونکی تعریف چھوٹا منہ بڑی
بات ہے۔ اس سے زیادہ کہنا واہیات ہے۔ وہ منشی بے بدل شاعر اکمل ہین۔
مصحفی جیتے ہوتے تو شہادت پر قرآن اوٹھاتے قسمین کھاتے۔ میر مردہ تھے
وہ کیا بتاتے اگر زندہ ہوتے چپ ہو جاتے۔ سودا زندہ ہوتے تو دیوانہ ہوکر

تنکے چنتے۔ سخن باغ عالم کی بہار یادگار رہے۔ جسکو خزان نہین ہمیشہ تازہ بہار ہے اس سے سخنور ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ ہر متاخر متقدم کا پیرو و بندہ رہتا ہے۔ ہم آج ہین کل نہین تو بھی تو ہین۔ بقول میر خلیق رحمۃ اللہ ؎

دنیا کے جو مزے ہین ہرگز وہ کم نہونگے ۔۔۔ چرچے یہی رہینگے افسوس ہم نہ ہونگے

میرے ہمدرد کہان ہین سن لین گل مدعا چن لین ؎

یادگار زمانہ ہین ہملوگ ۔۔۔ سن رکھو تم فسانہ ہین ہملوگ

آج یہ ہمارا کلام ہے ہم موزون کر رہے ہین۔ لوگ دیکھتے ہین۔ سن رہے ہین۔ کل بعد ہمارے یاد بس بخیر ہمارا خطاب ہوگا۔ دیکھنا ہمارے غم مین سب سر دھن رہے ہین۔ بس **صدق** زیادہ سامعہ خراشی نکرو۔ زبان روکو نثر تمام قطعات نظم پڑھوا کے دھرو۔ کہنے کو نظم و نثر سب بک گئے۔ سنتے سنتے ہم تھک گئے لیکن کچھ نہ ملا۔ پھیکا کلام وہ بھی مزے سے ناکام۔ خیر صاحب یون ہی سہی سنا تو دو کیا کہا ہے۔ بڑے بول کا سر نیچا ہے۔ قطعہ تاریخ جس سے اہل زبان فارسی کو فارسی نظر آئے اور اردو دانون کو اردو کر دکھائے۔

قطعۂ تاریخ

بیمثل سخن سنج و سخنور ہے ۔۔۔ دشوار پسند نظم خوشتر

خلاق معانی جدیدہ ۔۔۔ خوش خازن نقد نظم چیدہ

گلشن آرائے نظم رنگین ۔۔۔ مرغوب سخن کلام شیرین

مطلوب طریق خوش بیانی ۔۔۔ جلوہ گر چہرۂ معانی

حسب الارشاد بسال متبوع ۔۔۔ اعجاز مسیح نظم مطبوع

۱۳۱۷ھ

ولہ

جبذا فکر حفیظ والا ؛ شاہد نظم بہ طبعش شیدا
ہست او شاعر بیمثل و وحید نخلبند چمن طرز جدید
سخنش صاف و کلامش موزون والہ نظم بصد جان مفتون
راحت روح سخنور غزلش آشنا حسن کلام از ازلش
شد بصد لطف مرتب دیوان شد مہیا پے طبعش سامان
از پے طبع نکو دیوانش شد رقم "چیدہ مضامین دلکش"
۱۳۱۷ھ

تاریخ ہجری و عیسوی بتضمین تازہ مصرع مشہور

اہل زبان منفرد اہل کمال بے بدل ہر سخنش چو آئینہ صاف تمام از خلل
نظم چہ خوش بکرد او زینت بزم شد نکو صورت حرز در گلو ہمچو بتان خوبرو
ہست صفا ہمہ کلام جلوہ فگن چو مہ تمام در صف شاعران مدام باد خوشا قبول عام
کرد چو عزم طبع نے نظم نظام نیک پے گفت دلم چہ خوب شئ مست شوم ز دور مے
از پے دل فسردگان زندہ نما کلام او سال بہ عیسوی بگو صدق خجستہ نیک خو
نغمہ سال طبع نو با ہمہ تن چو گوش شو مطرب شاہدم شنو تازہ بتازہ نو بنو
۱۸۹۹ع

چیستے بضمن سنہ ہجری

شاعر نازک خیال و خوش بیان ناظم کامل حفیظ نکتہ دان
طرفہ دیوان و خوشا نظم سخن رنگ افزا ہمچو گلہاے چمن

طرز نظمش دلکش و جادو طراز
حسن بندش دلفریب و دلگداز

خوب موزون کرد و خوشش منظوم کرد
اوج فکر و ذہن او گردون نورد

دل پسند از صدق تاریخش شنو
طبع شد تازہ بتازہ نو بنو
۱۳۱۷ھ

تقریظ رنجیدہ خامۂ ظرافت ختامہ سرآمد بلغا و فصحا سر دفتر ظرفاے عصر یعنی حضرت ابو الظرفا صاحب علم و قلم جناب مولوی ابو الخیر منظہر عالم متخلص بہ خبیر دربھنگوی سلمہ تی الفونات ایڈیٹر اخبار الپنچ بانکی پور

تقریظ لکھنے بیٹھا ہون تقریظ لکھونگا۔ تقریظ کوئی تصنیف نہین تالیف نہین۔ اسلئے حمد و نعت یہہ اور وہ سب درسینہ۔ تقریظ مین اصل کتاب پر ریویو ہونا چاہیے نہ کہ اوس فن پر بحث۔ اسلئے ساری بحث درسفینہ۔ ان سب سے الگ تھلگ نئی روشنی کے مطابق تقریظ لکھتا ہون۔ مجھے بیجا خوشامد سے قطعی وحشت اور ردو رعایت سے دلی نفرت۔ نہ آجکل کا خوشامدانہ انداز اور نہ پامال پرانی لیک۔ جو کچھ لکھونگا صاف صاف اور ٹھیک ٹھیک۔ یہانتک قلم کا چلبلاپن سمجھئے۔ اب اصل کتاب کی تقریظ لیجئے۔

ہمارے دوست مکرمی جناب مولوی حاجی حافظ سید شاہ نذر الرحمن صاحب متخلص حفیظ رئیس شہر عظیم آباد پٹنہ کی طباعی کا نمونہ۔ نوجوانی۔ پختہ مزاجی یا اولوالعزمی انداز رئیسانہ۔ پرواز صوفیانہ۔ مضمون آفرینی۔ جدت پسندی کا آئینہ۔ یعنی

نظمِ دلفریب۔ اسم باسمّےٰ لاریب۔ توقع سے زیادہ کلام مین صفائی۔ نکھری ہوئی بندشین اور بیمثل مضمون آرائی۔ بیان مین شوخی زبان بٹا خا۔ کہین گنجلک کا نام نہین نہ اغلاق کا لٹاخا۔ دیوان نہین جگایا ہوا جادو۔ فتنۂ محشر یا ان من البیان لسحرا کا ہم پہلو۔ اور کیون نہین الشعراء تلامیذ الرحمٰن۔ خدا سلامت رکھے تلمیذ بھی وہ کہ نذر الرحمٰن کامل الفن استاد۔ رشک ناسخ و آباد۔ بہت ہی غنیمت دیوان نکلا۔ یا یہہ کہون کہ فن شاعری کا سامان نکلا۔ نکہ سکہ سے درست۔ باعتبار فن کے ہر پہلو سے چست۔ ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ط

ولہ قطعات تاریخ

واہ کیا خوب ہے دیوانِ حفیظ	شاعرون کا ہے یہ سچا رہبر
اسکے اشعار ہین سب چوٹی کے	ہے ہر اک حرف یہ جا بے نشتر
گرمیٔ حسنِ سخن کیا کہئے	سوزشِ دل سے ہی ہر بیت شرر
دل فریبی مین غضب ہی یہ نظم	ہے ہر اک شعر مین جادو کا اثر
لوٹ ہو جاے نہ کیون طبع رسا	شعرون مین ہین وہ بلا کے تیور
دیکھکر اوسکی چمک بے سر بزم	لکھی تاریخ "طلوعِ اختر"
	۱۳۱۸ھ

ولہ

کیا نظم دلفریب کی تعریف ہو سکے	دلبر ہے دلربا ہے دل آویز و دلنشین

تاریخ طبع کی جو ہوئی فکر حسین کو
بولا سروش غیب لکھو۔ "منظر حسین"
۱۳۱۸ھ

تقریظ و تاریخ از نتائج افکار گہربار شیرازہ بند مجموعۂ سخن نخل پیوند مضامین نو و کہن محبی مولوی محمد عبد الواسع صاحب متخلص سعدی پوری دربھنگوی سلمہ اللہ القوی ❊

الا اے خامہ اے پیک معانی
معانی را کنون شانے دگر شد
فصاحت حلۂ نو کرد در بر
مضامین را طرازے تازہ بستند
ز پستی خیمہ بیرون زد خیالات
اگر زین پیش قدرش اندکے بود
بیا بنگر کنون در پایگاہش
کسے کز فیضش اینہا شد میسر
چہ دانی کان حفیظ نکتہ دان کیست
سخن سنجی او ضرب المثل ہست
مر ابیات کرم دا شاہ بیت است
بود داتش میان اہل معنی
کلامش بے مثال ولا جواب است
کلام ہندیش کان آمد اکثر

بدہ اہل سخن را مژدگانے
سخن با ساز و سامانے دگر شد
بلاغت آب و رنگے یافت دیگر
معانی را دگر شیرازہ بستند
بگردون میزند پائے کمالات
شعیر و شعر را قیمت یکے بود
کہ از شعری ست برتر جایگاہش
نباشد جز حفیظ نکتہ پرور
مر او را اللہ رحمٰن نام نامیست
ہمانا شعر را بیت الغزل ہست
مبرا ذات او از کیت و ذیت ہست
چو مصراع چہارم در رباعی
سراپا ہمچو فرد انتخاب است
کلام او ستاوان را است ہمسر

مضامینش چو مضمونهای عالی ست — زبانش شسته چون داغ و امیر ست

چو عهد فارسی گوئی سر آمد — کلامش نیز در وے کمتر آمد

چو بزم از فارسی گویان ست خالی — سرے باو ے ندارد طبع عالی

به آئین لفظ تن انچه گفته است — دران هم گوهر نایاب سفته است

نگه کن فارسی دیوان اورا — که گردد بر تو پیدا صدق دعوے

نه تنها شاعری دارد با و ناز — که هم در علم و عرفان ست ممتاز

همش در علم ظاهر دستگاهیست — همش با علم باطن رسم و راهیست

به حج و حفظ قرآن هم شهیر ست — غرض در جمله اقران بے نظیر ست

بگویم تا کجا کان ست و این ست — سعید رح باصفا را جانشین ست

سعید رح آن حضرت استاذ علام — سلف را یادگار و شیخ اسلام

چه نامم پاک آمد بر زبانم — که رشک جوئے کوثر شد دهانم

بروحش رحمت یزدان قرین باد — مقامش وسط فردوس برین باد

بخاک پاک او ابر کرامت — خدایا باد ریزان تا قیامت

سکونت در عظیم آباد دارد — خدائے عالمش آباد دارد

بیایم باز بر اظهار مطلب — که شد دیوانش مطبوع و مرتب

تعالے الله زہے دیوان دلکش — سراپا همچو روئے مهوشان خوش

نه دیوان بلکه ایوان معانی ست — چه ایوان آنکه کیوان آستانی ست

مضامینش اساطین بلاغت — بهار افزا بساتین محبت

معانیش لطافت را مبانی — مبین معجز سبع مثانی

فصاحت در گره والفاظ آن را — بلاغت رابدام آورده معنی
برفعت شعرش افزون تر ز شعری — بیانش در روانی رشک دریا
همانا شعر او سحر حلال است — صفایش غیرت آب زلال است
غزلهایش بیان درد عشق است — غلط گفتم زبان درد عشق است
بصد خوبی درو گشته فراهم — نیاز عشق و ناز حسن باهم
مضامین فراقی و وصالی — همه برجسته و دلچسپ و حالی
بنازم حسن انداز بیان را — ادا و بندش و لطف زبان را
همه اصناف نظمش همچنین است — بهین است و بهین است و گزین است
صفای طبع گر مدحت فزون است — مپرس از من خودش بنگر که چون است
بخوش خطیش ابن مقله خط داد — گرفته خوشش خطانش خط استاد
ز حرفش دست کوته حرفگیران — ز سطرش زلف محبوبان پریشان
مداد آن سواد دیدهٔ حور — سوادش چون سواد چشم پرنور
سوادش گیسوی لیلای معنی — بیاض آن ید بیضای معنی
سوادش چون سواد لیلة القدر — فزون تر از هزاران روز در قدر
بیاضش چون صباح روز عید است — نشاط افزاتر از صبح امید است
غرض با جمله خوبیها که دانی — مرا این دیوان ندارد مثل و ثانی
نظیرش در دواوین زمن نیست — ثنایش قصه کوته حد من نیست
بها مخلص دعا را برگشادست — اجابت چشم بر راه ایستادست
خداوندا به اعجاز کلامت — بحق صدر دیوان قیامت

کہ تا دیوان ہستی را بقائیست — سخن را در جہان ساز و نوائیست
نشانے ہست تا نظم جہان را — وجودے ہست تا نطق و بیان را
مر این دیوان بلند آوازہ بادا — بہار این گلستان تازہ بادا
قبول خاطر صاحبدلان باد — زبانہا در ثنایش درفشان باد
چو این مجموع اصناف بدائع — بکام طالبان شد طبع و شائع
برنگ گل ز الحمد این غنچہ بشگفت — **زہے دلکش مضامین** سال آن گفت
۱۳۱۷ھ
بہ فصلی سبے سر آورد دیگر — سنینش خواست طبع نکتہ پرور
سروش غیب گفتا از پے آن — **تعالی اللہ خہے پاکیزہ دیوان**
۱۳۰۷ف
بہ سال عیسوی چون فکر افتاد — خرد از رُوے بطرز خوش نشان داد
مرکب کن بہ ترکیب اضافت — **بہار** و لفظ **گلزار بلاغت**
۱۸۹۹ع

دگر مخلص بہ سالش نکتہ سنجید
خوشا دیوان زیبا طبع گردید
۱۳۱۷ھ

ولہ قطعۂ تاریخ

للہ الحمد کاندرین ایام — گشت مطبوع طرفہ دیوانے
در لطافت چو گوہر غلطان — در صفا ہمچو روے جانانے
بوستان فصاحت الفاظش — از بلاغت معانیش کانے
از جناب **حفیظ** باتمکین — شاعرے ماہرے سخندانے
آنکہ در بزم نکتہ سنجان ہست — بر فلک ہمچو مہر رخشانے

ہمچو حسان بود فصیح زمن — ہمچو سحبان بلیغ دورانے

شد عیان سال طبع آن مخلص

از۔ "فصیح و بلیغ دیوانے"

۱۳۱۷ھ

قطعۂ دیگر در اردو

جب ہوا مطبوع دیوان حفیظ باکمال — ہو ثنا و مدح جسکے لطف و خوبی کی مجال

ہیں مضامین اوسکے دلکش اور معانی دلفریب — ہے فصاحت اوسکی بیمثل اور بلاغت بیمثال

ہے ہر اک بیت اوسکی بیت انتخاب لاجواب — اور ہر اک شعر اوسکا رشک سحر حلال

واہ کیا حسن بیان ہے اور کیا لطف زبان — کیا صفائی ہے سخن مین غیرت آب زلال

خامۂ مخلص نے لکھا اوسکا سال انطباع

یہ ہوا مطبوع دیوان حفیظ باکمال

۱۳۱۷ھ

تقریظ دلپذیر از نتائج افکار شاعر و ناثر مقبول بارگاہ صمد جناب منشی شیخ قمر الدین احمد صاحب سب انسپکٹر پنشنر المتخلص بہ قمر شاگرد جناب صدق جونپوری از ہر فقرہ تاریخ برمی آید

سبحان اللہ سخن القائے ربانی ہے۔ ۱۳۱۷ھ — سخن رکن کامرانی ہے۔ ۱۳۱۷ھ

اللہ اللہ مین سخن سے عالم ایجاد کی نمود ہے۔ ۱۳۱۷ — سخن سے اصول جہان کی شہود ہے ۱۳۱۷

سخن عین یقین دنیا و مافیہا کی جان ہے ۱۳۱۷ھ — آپ سخن گویا رفیق جان و ایمان ہے ۱۳۱۷ھ

انکی حقیقت کا بیان صریح ناممکن ہے۔

۱۳۱۷
اندنون کلام مجید افصح الکلام پر قدردانونکا ہجوم ہے۔

۱۳۱۷
مقبول عام یہہ تقریر ملیح ہے۔

۱۳۱۷
شمع دل افروز قبول کلام مجلس آرا ہے۔

۱۳۱۷
اطباع دیوان زیب انجمن کی شہرت ہے۔

۱۳۱۷
خیر الکلام طور معنے ہے۔

مصنف بلند پرواز کی اوج قابلیت کا نمونہ۔

۱۳۱۷
عالیشان والانژاد صاحب فطرت ہے۔

۱۳۱۷
فصیح با ادب انتخاب ہین۔

۱۳۱۷
یہہ گنجینۂ فصاحت قابل دید ہے نہ شنید ہے

۱۳۱۷
گل گلستان سرمایۂ شیوا بیانی

۱۳۱۷
مطلع عیش گلشن طراز معانی۔

۱۳۱۷
ادیب کامل کار آگاہ سخن پرداز کی۔

۱۳۱۷
طرز آفرین دقیقہ شناس فن۔

۱۳۱۷
عالیدستگاہ مقدس آستان۔

۱۳۱۷
اہل کمال مین انتخاب جائز ہے۔

نظم مبارک ہو بہو وجیہہ پری جمال

۱۸۹۹ء
گفتار فصیح عنبرین شمامہ عام پسند ہو

۱۸۹۹ء
آپ کا مثل کون زیر سپہر زنگاری ہو

۱۸۹۹ء

مدح و ثنائے سخن کیا ممکن ہے

۱۳۱۷
نظم محبوب القلوب کی دھوم ہے

۱۳۱۷
یہہ گفتار معنے صلہ کمال فصیح ہے

۱۳۱۷
سخن حق گو بے ہمتا ہے

۱۳۱۷
کیا گران بہا جدت و فصاحت ہے

۱۳۱۷
متاع بیش بہاے مرقع دانائی

آبداری گوہر آبدار یگانۂ آفاق بحر کمال [illegible]

۱۳۱۷
عالی دستگاہ نہال آمال قابلیت ہے

۱۳۱۷
گو یلے بے نظیر لاجواب ہین

۱۳۱۷
مصنف قبلہ کمال رشک سعدی و سعید ہے

۱۳۱۷
فصاحت طراز قبلہ جلال ہنر دانی

۱۳۱۷
طرۂ مشکبار نکتہ دانی

۱۳۱۷
عالم اشرف جہان ہنرمند واقعی

۱۳۱۷
ادیب کامل ماہر رموز سخن

۱۳۱۷
بحر علم صاحب عزت والاشان

۱۳۱۷
گہرافشان افراد عالم مین زیبا فائز ہے

۱۳۱۷
نظم گرامی بامزہ بے مثال

۱۸۹۹ء
سخن شیرین ناطقہ ہوشمند ہے

۱۸۹۹ء
الحاصل ایک محبوب شوخ نازک خیالی ہے

۱۸۹۹ء

فخر خاندانے بے پایان زبان زد عالم ہے۔ ممتاز العصر طبع کریم مثل آپ کا کم ہے
۱۸۹۹ع ۱۸۹۹ع
جناب سید نذر الرحمان وحید الدہر صاحب جاہ عالی + آپ ہی اپنی نظیر
۱۸۹۹ع
عالم بے بدل صاحب فرزانگی + امیر کبیر آل عباسے فیض رسان نامی +
۱۸۹۹ع
عالیخاندان یادگار شمس العلما طباع سعید ازلی + صفت صحیح مصنف
۱۸۹۹ع
بحر علم و دیوان دشوار ہے + افسوس ہزار افسوس مدح ہر آئینہ قعر
۱۸۹۹ ۱۸۹۹
دریاے ناپیدا کنار ہے + ناچار و مجبور ہو کر انشاے دعا پر اکتفا ہے +
۱۸۹۹
اگر عزت قبول مدح دقیق حاصل ہو گیا تھوڑا ہے + عرض قمر ہیچمیرز
۱۸۹۹ ۱۸۹۹
کم حوصلہ ہے + کہ لوح قطعات تاریخ ہدیہ ہے۔
۱۸۹۹ع

قطعات تاریخ

فلک مرتبت شد زمین سخن
دم فکرت نقد سالش سروش
قمر مایۂ نظم بے مثل گفت
گران مایۂ نظم بے مثل گفت
۱۸۹۹ع

دیگر

بارک اللہ چھپ گیا دیوان
اے قمر سال طبع دیوان ہے
دل دشمن مین ہے ہموم حفیظ
گلشن دانش علوم حفیظ
۱۸۹۹ع

دیگر

شاعر با وقار ہین جو حفیظ
کیا مرتب کیا ہے یہہ دیوان
اے قمر ہے جو فکر تاریخ
گہر بحر عزت و اجلا
گل شاداب بوستان کمال
نظم خوش آب لکھو عیسوی
۱۸۹۹

دیگر

تعالیٰ اللہ زبندش ہاے تازہ | عیان گردید سلکِ گوہرِ عقل
قمر این مصرعِ تاریخ بنوشت | چہ گفتارِ فصیح و جوہرِ عقل

۱۳۱۷ھ

دیگر

دیکھکر دیوان رنگین حفیظ | پھنک گیا ہی حاسدونکا تن بدن
بولی روحِ خواجہ آتش یہ سال | اے قمر ہے شعلۂ برقِ سخن

۱۳۱۷

دیگر

لکھا دیوان حفیظ نکتہ دان نے | ہوئی ہے شہرت اہل کمالی
چھپا دیوان قمر نے سال لکھا | تعالے اللہ وہ نازک خیالی

۱۳۱۷ھ

دیگر

ظاہر ہے دیکھنے سے دیوان کی بہتیالی | کیا نظم درفشان ہی یہہ غیرت لآلی
کی ای قمر جو فکرِ تاریخ طبع دیوان | ہاتف پکار اوٹھا نظم دبیر عالی

۱۳۱۷

دیگر

مجموعۂ نظم جب یہہ دیکھا | تاریخ کہی قمر نے ناگاہ
عالی ہے مصرعۂ سال طبع اوّل | دیوان حفیظ کار آگاہ

۱۳۱۷ھ

دیگر

اہل کم
نظم مبا خوب چھپا ہے آج دیوان | ہر شعر ہین جسکے صاف و چیدہ
گفتار مباختہ اے قمر لکھو سال | دیوانِ حفیظ برگزیدہ ۔

۱۳۱۷

آپ کا

دیگر در صنعت زبر و بینات

ہے یہہ دیوان مجمع البحرین لطف   گو ہر نایاب و بے امثال ہے
بینات و زبر بین ہیلے قمرؔ   سمط نظم اچھا مبارک سال ہے
۱۳۱۷ھ

تقریظ نتار جادو بیان سخنور فصیح اللسان خوشنویس یگانۂ زمان مجمع المحامد محبی جناب منشی عابد حسین صاحب عابدؔ عظیم آبادی

تمکو فرزانہ دیگی کبھی داستان عشق
جبتک ہمارے مُنہ سے یہ قصہ بیان نہو

آج کیا ہے جو اپنے دماغ کی رفعت آسمان سے باتین کرتی ہے۔ آج کسکی آمد ہے کہ خوشی دل مین مژدہ نو کا دم بھرتی ہے۔ یہ کیسی نکہت روح افزا آئی کہ امید کی کلی کھل گئی۔ دل باغ باغ ہوا جیسے کوئی نعمت غیر مترقبہ ملگئی۔ امنگین چٹکیان لینے لگین آرزوئین مبارکباد دینے لگین۔ جوش ہے و لولے ہین۔ ترنگین ہین حوصلے ہین۔ دل ہے کہ پہلو مین مچل رہا ہے۔ کلیجا فرط شادی سے اوچھل رہا ہے۔ اہا یہ کہیئے ہمارے محسن و مکرم دوست جناب **مولوی حافظ حاجی سید شاہ نذر الرحمن** صاحب **حفیظ** کا دیوان نکلا۔ یا کسی عاشق شاہد نظم دلفریب کا ارمان نکلا۔ سبحان اللہ۔ سراپا راز و نیاز۔ مرقع سوز و گداز۔ شان معشوق زبان عاشق۔ نکھری بندشین دید کے لائق۔ الفاظ ہین یا گلزار معانی کے پھول۔ نقطے ہین یا چمنستان فصاحت کے اصول سے دیدنی ہر گل مضمون کی رعنائی ہے ❊ مژدہ اے اہل سخن تازہ بہار آئی ہے ❊ گل بوٹے ہین یا پھول کی چھڑیان

سطرین ہین یا موتی کی لڑیان - بند شین ہین یا تیر و نشتر - مصرعے ہین یا نوکیلے
خنجر - ہر شعر انتخاب - ہر مصرع لاجواب - ہر ادا اسکی دلمین کھبی جاتی ہے -
مضامین کی دلربائی دلمین چبھی جاتی ہے - سارا دیوان عاشقانہ جذبات کا البم -
مضامین چوٹ کھائے ہوئے دل کے واسطے مرہم - حرف حرف پر تاثیر -
راز و نیاز کی پوری تصویر - دیوان تو بہتیرے نکلے مگر حق یہ ہے کہ یہ سب سے
اچھوتا اور نرالا ہے - شاعری کی کون رمز ہے جو اس سے ہویدا نہین - اصناف
سخن کی کون صنف ہے جو اس سے پیدا نہین - جس شعر مین سوز و گداز ہے وہ آتش
کا پرکالہ ہے - جہان فراق کا مضمون ہے وہ شعلۂ جوالہ ہے - رباعیان طبع عناصر
عشاق - خمسے حواس خمسۂ اہل مذاق - مسدس سے شش جہت کی رونق -
مثنوی ہمرنگ نسیم قلق - جس غزل مین رنگ عاشقانہ ہے وہ فرد و مقبول زمانہ
ہے - اور جو کلام عارفانہ ہے وہ سلوک و معرفت کا خزانہ ہے - بیان توحید کا
اچھوتا ڈھنگ - صوفیانہ رموز کے اظہار کا نیا پیرایہ انوکھا رنگ - مطلع ہے
یا مطلع انوار - بیت شاہ بیت یا فی الحقیقت کوئی تاجدار - کلام مین وہ صفائی کہ
اہل دل وجد کرین - بیان مین وہ لطافت کہ اہل زبان چٹخارے بھرین - ہان کیونکر
نہو جوانی کی امنگ - چلبلی طبیعت کی ترنگ کہین دبائے دبتی ہے - پھر حضرت
آنزل لکھنوی سا اوستاد پایا - انھین کو اردو کا کلام دکھایا - او میر اور علوم ظاہری
و باطنی - فارسی و عربی - درسیات و دینیات - فقہ و اصول - تفسیر و حدیث کا لیا
کہنا - حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین جامع معقول و منقول حاوی
فروع و اصول تاج الفقرا مولانا محمد سعید متخلص بہ حسرت المخاطب بہ

شمس العلما (قدس اللہ سرہ العزیز) سے حاصل کئے۔ ایسے جامع کمالات کی آغوش مین پلے۔ ابتداے عمر سے سن شعور تک آپ ہی کی صحبت بابرکت مین رہے۔ آخر کو خلیفہ و جانشین ہوئے۔ اسلئے وہی دل ہے وہی دماغ۔ وہی ذکر وہی فکر ہے وہی ظاہر وہی باطن ہے وہی کسب و کمال ہے وہی تحقیق مسائل ہے وہی پاک خیال ہے غرض شاعری کے جتنے اسباب ہین سب انکے پاس موجود۔ پھر انکا کلام کیون نہ ملک الکلام ہو۔ خدا کرے یہ دیوان مقبول انام ہو۔ پسند ہر خاص و عام ہو۔ آمین

ولہ قطعہ تاریخ ترتیب

زہے شاعر بے عدیل و نظیر
حفیظ سخندان فقیہ ادیب

مرتب چو دیوان اردو نمود
بترتیب احسن بنظم غریب

بشد شہرۂ نغز گفتاریش
بشرق و بغرب و بعید و قریب

چہ خوش سال ترتیب گفتا بدو
کلام بلیغ و بدیع و عجیب

۱۳۱۶

ولہ تاریخ طبع

شفیق من حفیظ نکتہ پرور
وحید عصر والا دودمانے

بلیغے بذلہ سنجے خوش طرازے
ادیبے فاضلے شیوا زبانے

مرتب کرد چون دیوان اردو
ز گلہاے مضامین گلستانے

چہ دیوانے دل آویز و دل آرا
پسند خاطر ہر نکتہ دانے

چو شد مطبوع با صد حسن و خوبی ز من پرسید سالش مہربانے

دلم برجستہ عابدؔ گفت با وجد ۱۳ کلام شاعر شیرین بیانے ۱۳۱۸

ولہ ایضاً

چھپ گیا جب یہ بے بدل دیوان خاص لطف الٰہ فیض حفیظ

عیسوی سال خامۂ عابدؔ دُر فشان ہے کہ واہ فیض حفیظ

۱۹۰۰ء

قطعات تواریخ ترتیب و طبع دیوان ھذا از نتائج افکار شعرائے نامدار بترتیب حروف ہجا

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار گوہر نثار افصح الفصحا ملک الشعرا فاضل اجل ادیب اکمل جناب منشی امیر احمد صاحب امیرؔ مینائی لکھنوی

ہے یہ دیوان پسندِ اہلِ سخن	جیسے بلبل کو ہو چمن محبوب
گل کھلا فکرِ سال سے یہ امیرؔ	ہے یہ گلدستۂ سخن محبوب ۱۳۱۷

قطعۂ تاریخ از سخنورِ بے نظیر جناب شیخ امیر الدین صاحب امیرؔ شاگرد جناب شاہ تیم الحسین صاحب غبارؔ رئیس جونپور

رنگین ہے اے امیںؔ گلشنِ نظم	اس باغ سے ہے خزاں کی دوری
ہے بلبلِ طبع کا اشارہ	لکھدیجئے سن - ریاضِ صوری ۱۳۱۷

ولہ

دیکھا جو حفیظؔ کا یہ دیوان	دل میں ہی خیالِ سال فی الحال
ادنےٰ ہے امیرؔ کا ہدیہ	دیباچۂ ارمغان۔ لکھا سال ۱۳۱۷

ولہ

ہو گیا طبع یہ کلامِ حفیظؔ	سال کا ای امیرؔ اب ہے خیال
بے حقیقت ہوں کیا مری تاریخ	ارمغانِ گدا مگر ہے سال ۱۳۱۷

ولہ

شاعر نامور جناب حفیظ
نظم دیوان نمود صاف ونکو
سال طبعش آمیر کرد رقم
صاف گفتار درج گوہر او
۱۳۱۶ھ

ولہ

چہ دیوان مطبوع پر رنگ شد
ز مضمونش آمد سرانجام عیش
بگو سال طبعش مسیحی امیر
چہ نظم گرانمایہ جام عیش
۱۸۹۹ء

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر محبی و مکرمی برادرم جناب حاجی شیخ بشارت حسین صاحب احقر رئیس بہار شاگرد رشید اوستادی حضرت ازل

حاجی و حافظ و فقیہ و ادیب
یادگار ازل مرے بھائی
شاعر بیمثال و بے ہمتا
فرد جسکی جہان مین یکتائی
ہے تخلص حفیظ کیا موزون
حفظ قران کی علت غائی
کیا مزا ہے زبان کا شعرون مین
اک جہان ہو رہا ہے شیدائی
لفظ اچھے محاورات درست
یہہ کہان سے انھین زبان آئی
دیکھ لے گر سواد حرفون کا
مردم چشم پائے بینائی
فرد ہر شعر ہے غرض احقر
تا کجا یار خامہ فرسائی
آجکل زیر طبع ہے دیوان
مین نے یہ جس گھڑی خبر پائی
فکر تاریخ تھی کہ ہاتف کی
پھر منتخب صدا آئی

قطعہ تاریخ در صنعت ذوبحرین از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال

سخنور بیمثال جناب مرزا عبد الرزاق صاحب افروز شاگرد جناب شاہ عظیم آبادی

ہین معائب سے وہ محفوظ و بری — کیون تخلص ہو نہ شایان حفیظ

حافظ و حاجی و سجادہ نشین — اے خوشا جاہ وزہے شانِ حفیظ

بلبلین کیون ہون نہ سوجان سے فدا — نظم رنگین سے ہے گلستان حفیظ

خود معرف ہے فصاحت کی زبان — خود بلاغت ہے ثناخوان حفیظ

کلیات اونکا جو اس سن مین چھپا — شاد ہین سُنکے محبان حفیظ

مین نے ازروے بشاشت یہ کہا — پاک عیبون سے ہے دیوانِ حفیظ

۱۳۱۷ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر یادگار شعرائے سلف جناب منشی اشرف علی صاحب اشرف لکھنوی تلمیذ نسیم دہلوی

فضل خدا سے چھپ گیا کیا ہی سخن حفیظ کا — جملہ نکات شاعری ذات پہ اونکے ہین تمام

اشرف نکتہ دان ہوئی فکر جو سال طبع کی — ہاتف غیب نے کہا فیض رسان یہی کلام

۱۳۱۷ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر نونہال چمنستانِ سخنوری نوبا وۂ حدیقۂ شاعری عزیزی مولوی سید عبد المجید صاحب برق سلمہ

چھپا دیوان اُس شاہِ سخن کا — کہ جو اسوقت استادِ زمان ہے

فدا ہے سادگی جسکے بیانِ پر — فصاحت سے بھری جسکی زبان ہے

تماشاگاہِ عالم ہوگیا ہے — وہ کچھ اسطرح کا معجز بیان ہے

بظاہر دیکھنے کو ہے یہ دیوان — حقیقت مین مگر رازِ نہان ہے

کرشمے ہین محبت کے ہزارون — ہزارون طرح کا اِس مین بیان ہے

وصالِ یار کی لذت کہین ہے	جدائی کی کسی جا داستان ہے
جو پوچھی دوستون نے اسکی تاریخ	کہا یہ برق نے مرغوب جان ہے ۱۳۱۷ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ افکار گہر بار جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول ابلغ البلغا افصح الفصحا طبیب لبیب ادیب اریب شاعر فصیح البیان مولینا حکیم عبد الحمید صاحب پریشان عظیم آبادی مدظلہ العالی

حفیظِ شاعرِ بے مثل و مانند	کشادہ از سخن دکانِ مطبوع
بگفتم سال طبعش از سر لطف	خوشا مقبولِ دل دیوان مطبوع ۱۳۱۷

رشحۂ کلکِ بلاغت سلکِ ہمپایۂ قدسی و کلیم جناب منشی امیر احمد صاحب تسلیم لکھنوی

زہے طبع نقادِ روشن قیاس	حفیظِ سخندان معنی شناس
اگر اوج پیما ہو فکرِ رسا	نظر آئے چرخ برین زیر پا
کیا جمع دیوان بہت غور سے	ستایش کے لائق ہر اک طور سے
دل افروز و دلچسپ و شیرین کلام	فصاحت بلاغت سے مملو تمام
تکلف سے صحت کے سامان سے	ہوا طبع شایستہ عنوان سے
دمِ ختم تسلیم آیا خیال	کہ لکھون کوئی صاف تاریخ سال
ملا دفعۃً مصرعِ دلپذیر	یہ دیوان چھپا بے بدل بےنظیر

رشحۂ قلم بلاغت رقم ماہر فن سرآمد سخن شاعر باکمال ۱۳۱۷ھ جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

سید شہ نذر الرحمٰن حافظِ قرآن
جو بندۂ مقبولِ خدا خاصۂ رب ہین

شمس العلما کے ہین فلک قدر نواسے
سجادہ نشین فضل الٰہی سے جو اب ہین

دیوان جو فرمائے ہین دو آپنے بےمثل
گلدستۂ بزمِ سخن اہل ادب ہین

بالفعل ہین زیب دہِ طبعِ ہمایون
مشتاقون مین جنکے شعراء دہر کے سب ہین

کیا خوب ہی تاریخ جلالِ سخن آرا
ابیات کرامات کے دیوان عجب ہین
۱۳۱۷ھ

نتیجۂ فکر سلیم سخنور بےنظیر و بےعدیل جناب حافظ جلیل حسن صاحب جلیل لکھنوی

پیاری پیاری ہین اسمین باتین
ہر شعر مین شانِ دلبری ہے

زیبا ہے جلیل اسکی تاریخ
دیوانِ حفیظ اک پری ہے
۱۳۱۷

نتیجۂ فکر رسا سخنور بےہمتا ہمپایۂ مونس و انیس جناب مولوی محمد مبین صاحب جلیس مچھلی شہری

دیوان وہ چھپا بحسن اسلوب
اشعار ہین جسکے چیدہ چیدہ

چھپنے کی لکھی جلیس تاریخ
دیوانِ حفیظ برگزیدہ
۱۳۱۷

رشحۂ کلک بلاغت سلک خوش فکر و پاکیزہ بیان فخر سخنوران مجی جناب حافظ محمد علی صاحب حفیظ جونپوری ناداجبہ

حفیظ خوش بیان کا ہے وہ دیوان
کہ جسکا شیفتہ پیر و جوان ہے

نگاہِ قدر سے دیکھے گا اسکو
جہان مین جو سخن کا قدردان ہے

مضامین کی صفائی کہہ رہی ہے | کہ دھوئی آب کوثر سے زبان ہے
فصاحت اور بلاغت کی ہے تصویر | کہین شوخی کہین تمکین عیان ہے
کہین ہین وصل کے دلچسپ قصے | کہین فرقت کی اسمین داستان ہے
دکن تک ہند سے شہرت ہے جسکی | یہ وہ نظم حفیظ نکتہ دان ہے
عظیم آباد پر کیا منحصر ہے | ثناخوان آپ کا سارا جہان ہے
حفیظ آیا یہ دیوان ہاتھ جسکے | کہا اوسنے کہ۔ اچھا ارمغان ہے
۱۳۱۷ھ

نتیجہ طبع وقاد و ذہن نقاد رفعت و منزلت مآب جناب مولوی حافظ محمد عبد الحمید صاحب حمید خلف اکبر مولوی حافظ جلال الدین مرحوم مقیم کلکتہ

نذر مہ حمن حفیظ۔ حافظ ما | کو باخلاق شہرۂ زمن است
داد ترتیب تازہ دیوانے | کہ بران فخر و نازش سخن است
حرف حرفش خدنگ ناز بتان | لفظ لفظش نشاط جان من است
بشگرفی تو گوئی این دیوان | روح افزاے صاحبان فن است
سال طبعش حمید در ہجری | گفت ہاتف۔ شوارق سخن است
۱۳۱۷ھ

نتیجہ فکر سلیم و طبع مستقیم جناب محمد برکت اللہ صاحب رضا شاگرد جناب العام لکھنوی

تیار ہو چکا جب دیوان نفیس و نادر | تاریخ اوسکی لکھون دلمین یہ تھا ارادا
بولا یہ بلبل دل مجھ سے رضا چہک کر | تاریخ سال کہدو۔ گلزار عشرت افزا
۱۳۱۷ھ

وله

طبع شد دیوان نادر لاجواب	ای صفا این فردہ چون درگوش رفت
سال تاریخش ہمین کردم رقم	یکہزار و سہ صد و دہ بود و ہفت ۱۳۱۷ھ

نتیجۂ فکر شاعر بلند رفعت جناب حافظ حکیم محمد رحمت اللہ صاحب رحمت رنیاسی

اسکی خوبی بیان ہو کس سے	واہ دیوان ہے یہ عجب نایاب
لکھدو رحمت یہ مصرع تاریخ	گلشن حسن وعشق ہے شاداب ۱۳۱۷ھ

نتیجۂ افکار شاعر شیرین گفتار جناب منشی محمد سرفراز علیخان صاحب رفعت بریلوی شاگرد جناب رحمت

راحت جان ہست دیوان حفیظ	باغ رضوان ہست دیوان حفیظ
دیدۂ دل را منور میکند	کحل عرفان ہست دیوان حفیظ
دوستان در چشم دل جایش دہید	نور چشمان ہست دیوان حفیظ
عالم شعر وسخن را زندہ کرد	آب حیوان ہست دیوان حفیظ
پردہا از روے معنی کشف کرد	مہر تابان ہست دیوان حفیظ
دامن دل پر کند از در لطف	ابر نیسان است دیوان حفیظ
رفعت اندر مصر دل جایش بدہ	ماہ کنعان است دیوان حفیظ
فکر تاریخش چو کردم گفت دل	شادی جان ہست دیوان حفیظ ۱۸۹۹ع

ولہ

واہ کیا خوب آپ نے دیوان لکھا	اے حفیظ خوش بیان صد مرحبا
بندشین ہین چست شستہ ہے زبان	ہے ہر اک مضمون انوکھا چلبلا

ہے یہ دیوان یا کہ ہے تصویر حسن ۔ ہے یہ دیوان یا کہ نقشہ عشق کا

ہے نسیم صبح یا اشعار ہین ۔ دیکھتے ہی غنچہ دل کھل گیا

ہے کہین یہ ذکر وصل گلبدن ۔ ہے کہین پر ہجر جانان کا گلا

ہے کہین پر لذت بوس و کنار ۔ ہے کہین پر تلخکامی کا مزا

ہے کہین پر رشک دشمن آشکار ۔ ہے کہین پر صبر بھی بے اختیار

میر و سودا ابھی جو اسکو دیکھتے ۔ کہتے بیشک مرحبا صد مرحبا

متفق ہو کر یہ فرماتے وہ بات ۔ اس سے بڑھکر اب کوئی لکھے گا کیا

ہم سے تعریف اسکی ہو سکتی نہین ۔ سچ تو یہ ہے کیا کہا ہے واہ وا

دیکھنے والون کے دلسے پوچھئے ۔ اونکو جو کچھ اس مین ملتا ہے مزا

لکھدے رفعت تو بھی اسکا سال طبع ۔ واہ بستان سخن پھولا پھلا

۱۳۱۷ھ

نتیجہ فکر سلیم عزیزی سید مرتضی حسین سلمہ ابن حکیم سید فدا حسین خانصاحب لکھنوی

تلمیذ بندہ حفیظ عفی عنہ

چھپا استاد کا میرے وہ دیوان ۔ فصاحت کا سراپا جو چمن ہے

ہر اک مطلع ہے اوسکا مطلع فیض ۔ ہر اک بیت اوسکی مطلوب زمن ہے

ہر اک لفظ اوسکا ہے یاقوت و مرجان ۔ جو نقطہ اوسکا ہے در عدن ہے

کلام عاشقانہ درد انگیز ۔ ادا بندی مین تازہ بانکپن ہے

مضامین تصوف پاک اور صاف ۔ قبول طبع شیخ و برہمن ہے

جو کوئی سال ہجری تم سے پوچھے ۔ مرحبا کہدو کہ لاثانی سخن ہے

۱۳۱۷ھ

نتیجہ فکر سخنور عالی خیال مشہور و معروف جناب خواجہ ازل علیخان صاحب
سرور لکھنوی تلمیذ آتش مرحوم و مغفور

چھپ چکا جبکہ یہ دیوان حفیظ
ہر سخنور کو ہوا بس مرغوب
سال تاریخ یہ تم کہدو سرور
دلستان طبع ہوا دیوان خوب
۱۳۱۶

قطعہ تاریخ ترتیب از نتایج افکار گوہر بار ماہر علم و فن جناب خواجہ اسعد
محمد فخر الدین حسین خان صاحب سخن دہلوی

مرے دوست ذیشان حافظ حفیظ
جمیل الشیم شاعر بے بدل
محب دلی مولوی متقی
انیس الزمان مہر اوج علیٰ
مرتب ہوا اونکا دیوان جب
خوشی سے کھلا میرے دلکا کنول
تلمذ ازل سے رہا ہے اونھیں
جو اس فن کے تھے عالم باعمل
کلام اونکا پٹنہ مین ہے منتخب
مجھے بھائی اوسکی ادا اور چہل
زبان اپنے اوستاد کی پائی ہے
اوسی طرز پر اونکی ہے ہر غزل
لکھی مین نے تاریخ اوسکی سخن
نہال برومند فیض ازل
۱۳۱۶

ایضاً تاریخ طبع

جب طبع ہوا کلام حافظ
نذر الرحمن بحسن و صحت
وہ جنکا حفیظ ہے تخلص
ہے جن سے ہمارے دلکو الفت
تاریخ لکھی سخن یہ ہم نے
دیوان ہے یہ مخزن لطافت
۱۳۱۸

از نتایج افکار گوہر بار فصیح اللسان بلیغ البیان سر گلزار معانی نواب جناب مولوی عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی مقیم غازیپور

قطعہ طبع دیوان پاکیزہ بیان سیدی مولوی نذیر الرحمن

حبیب دلی نذیر رحمن حفیظ	کہ از شاعری ہست مار انیس
مرتب نمود ست دیوان خود	فصاحت سرشت و بغایت نفیس
زشمشاد تاریخ آن خواستند	رقم کرد نظم انیق و سلیس

رشحۂ قلم بلاغت رقم جامع علم و فن ماہر سخن سنج سرشار بادۂ ذوق جناب مولوی حکیم محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

میرے مشفق شفیق ہمدم	نذیر الرحمن حفیظ ذیشان
ممتاز زمانہ ماہر فن ہے	یکتاے جہان فصیح دوران
سرخیل سخنوران نامی	سر دفتر اہل علم و عرفان
اونکا دیوان چھپ گیا آج	جسکے مشتاق تھے سخندان
سبحان اللہ جسکا ہر شعر	دلکش ہے برنگ زلف جانان
ہر حرف سواد شام گیسو	ہر لفظ بہار صبح خندان
کیسے کیسے بلند مضمون	کیا کیا معنے ہین صورت جان
مصرع مصرع ہے سلک گوہر	نقطہ نقطہ ہے در غلطان
اسکی تاریخ شوق لکھو	پیدہ در نظم ہے یہ دیوان

نتیجۂ فکر بلبل بوستان سخنوری بدر فلک شاعری جناب

مولوی ابو القاسم محمد صاحب شمس مقیم کلکتہ

آج مطبع سے بصد شان جو دیوان حفیظ — قدردانانِ سخن کے لئے نکلا چھپکر
مہ جبینون مین الگ اسکی خوشی تھی یکسو — نکتہ سنجونکو جدا ذوقِ سخن تھا یکسر
کہیئے اس مخزنِ الفت کو فسانا دل کا — لکھیئے اس معدنِ انوار کو دلکش منظر
اسکے ہر شعر مین ہے دشنہ پنہان موجود — مہر کے صرف ہین شہود بہتر نشتر
کہین جدت کہین شوخی کہین کچھ اور مزا — کہین چستی مضامین کہین مضمونِ کمر
پردہ پردہ مین کہین عشق کا اظہار بھی ہے — نکتہ نکتہ پہ کہین چھیڑ بھی ہے مدنظر
ہی قرینہ سے کہین شاہد و می کی تعریف — کہین واعظ کی خرابی کہین ذکرِ منبر
نازنینون کے تغافل کا مرقع لکھیئے — مہ جبینون کے تجاہل کا سمجھیئے دفتر
داستانِ خلش زخم جدائی لکھیئے — رویدادِ المِ عشق کا کہیئے محضر
کہین گذری ہوئی باتونکو ادا کردیا — کہین آیندہ عنایات کی جان بخش خبر
فکرِ تاریخ تھی مجھکو کہ یکایک اے شمس — آئی کانون مین صدا غیب سے نیشتر نشتر ۱۹۰۰ء

از شاعر فصاحت بنیاد جناب شیخ محمد علی صاحب شمشاد باشندۂ شہر عظیم آباد شاگرد جناب شاد مرحوم

خدائی ساری ہوا منڈی آئی بدل طلب ہے زمانے بھرکو
بفضل رحمان ہوا مرتب جو چھپکے دیوان نذر رحمن
مروت و خلق و جود و ہمت ہو ذات عالی مین اسکے ازحد
یہ ہین گلِ بوستان خوبی بہار گلزارِ لطف و احسان

یہ خالی حاجی نہین ہین بلکہ حدیث کی بھی سند ہے حاصل
حفیظ ہے اسلئے تخلص کہ حفظ ہے انکو سارا قرآن

رئیس تھے مولوی محمد سعید صاحب جو فخر عالم
فقط نبیرے نہین ہین اونکے اوتھین ہین جانشین ذیشان

طریقت اونکی تھی باشریعت تھے معدن علم شیخ کامل
ہزارون تھے فیضیاب اونسے وہی تھے ہادی راہ عرفان

حکیم آغا حسن ازل تھے جہان مین اوستاد سب ہین واقف
یہ اونکے شاگردون مین ہین یکتا نہ کیون ہو اسکا ہر اک ثناخوان

ہے فکر تاریخ باغ عالم مین کہدو شمشاد پورا مصرع
کلام اچھا ہے چھپا یا اچھا حفیظ نے جو کہا ہے دیوان
۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ فکر سخنور شیرین نوا جناب مرزا علی رضا صاحب ضیا شاگرد جناب شوق نیموی

دلسے کیون بھائے نہ ایسا دیوان
خوش جسے دیکھ کے ہو طبع ملول

واہ ہر شعر کا نقطہ نقطہ
چمن حسن بلاغت کا ہے پھول

اسکی تاریخ ضیا نے لکھی
کہ گلستان فصاحت مقبول
۱۳۱۰ھ

از نتیجۂ فکر شاعر والا نژاد صاحب طبع وقاد و نقاد جناب مولوی سید عبد الشکور صاحب عرشی ساکن موضع کرای

ضلع عظیم آباد شاگرد جناب شوق نیموی

چھپ گیا آج کلیات حفیظ
جسکا ہر شعر دلکش عالم
ہے وہ پُر درد سنکے ہے بیتاب
جانِ شیرینیِ فصاحت ہے
لکھو عرشی یہ مصرع تاریخ

حبذا طالع بلندِ سخن
زلف جانان ہے یا کمندِ سخن
ہر سخنگو سے دردمندِ سخن
یہ نباتِ کلام و قندِ سخن
ہے یہ دیوان نقش بندِ سخن ۱۳۱۷ھ

از نتایج افکار جناب منشی عبد الغفار صاحب غفار مظفر پوری

وہ چہ دیوان نکاشت است حفیظ
فکر کردم چو از پئے تاریخ

صفحہ اش رشک صفحۂ چمن است
ہاتفم گفت رتبۂ سخن است ۱۳۱۷ھ

ولہ

طبع گردید چو دیوان حفیظ
ہمہ شعرش کہ بود درد آگین
وہ چہ بندش چہ مضامین چہ بیان
فکر تاریخ چو کردم غفار

شادمان شد دلِ ہر صاحب فن
غیرتِ نالۂ مرغان چمن
چہ سرایم کہ زبان شد الکن
ہاتفم گفت در تاج سخن ۱۳۱۷ھ

نتیجۂ قلم جادو رقم شاعر عالی خیال سخنور بیمثال جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب کمال لکھنوی

دیوان وہ طبع ہو کے مطبوع ہوئے
اردو کے سخنوروں کو ہے جنپر ناز

لکھدے یہ کمال طبع دیوان کا سال | دیوان یہ کرامات یہ بیتین اعجاز
۱۳۱۷

از نتائج افکار سخنور شیرین گفتار مولوی سید مبارک حسین صاحب مبارک عظیم آبادی شاگرد حضرت داغ دہلوی

دیوان حفیظ طبع گردید | ہنگام سحر سروش گفتا
گفتم کہ بہ پارسی کہ اردو | گفتا کہ بہ اردوئے معلے
گفتم کہ کلام گفت رنگین | گفتم کہ سخن بگفت زیبا
گفتم کہ غزل بگفت نایاب | گفتم اشعار گفت یکتا
برگفت کہ سال طبع برگو | گفتم سخن شگرف آہا
۱۳۱۷ھ

وله

یہہ وہ دیوان چھپا ہے رنگین | جسکو کہیے کہ کھلا اک گلشن
غزلین جتنی ہین سب ایک سوا ایک | شعر جتنے ہین وہ سب مستحسن
کوئی ہے گوہر نایاب وخوش آب | کوئی ہے لعل یمن دُرِّ عدن
ماشاء اللہ کہ بہت بہتر بہتر | بارک اللہ کہ احسن احسن
طبع کا سال مبارک لکھا | کیا چھپا آج گلستان سخن
۱۳۱۷ھ

وله

چھپا دیوان دلکش آج اوسکا | تخلص ہے حفیظ خوش بیان کہہ
مضامین تازہ تازہ بندشین چست | یہہ ترکیبین نئی ہین بیگمان کہہ
شکایت ایسی رنگین جس سے دل خون | حکایت وہ کہ جسکو خون چکان کہہ

یہان یاد آگیا سحبانِ وائل — فصاحت کا بلاغت کا نشان کہہ

وہ پیاری گفتگو وہ روزمرہ — کہ جسکو خاص ٹکسالی زبان کہہ

سخن سنجون کو ہے فکر سنِ طبع — مبارک تو بھی سالِ طبع ہان کہہ

رخ انکار مخفی کر چھپا ہے — کلامِ شاعرِ شیرین زبان کہہ

١٣١٧

وله

ہو بشارت تمھین ای نجد سخن کے مجنون — محمل طبع سے لیلای سخن نکلی ہے

چھپ گیا خیر سے دیوان حفیظ خوش فکر — ایک دیوان ہے ایک ایک غزل ایسی ہے

داد ہے شانہ کشِ زلف عروس افکار — آئینہ بنکے کھڑی سامنے مداحی ہے

لفظ نقطہ کو یہان خال حسینان کہئے — قلم فکر سے وہ شکلِ حسین کھینچی ہے

صدف بحر معانی کہین یا شعر کہین — لفظ جو اپنی جگہ پر ہے وہ اک موتی ہے

ربط وہ ربط کہ مصرعے ہین پیوستہ ہوین — بندش اوستادِ ازل نے یہ سکھا رکھی ہے

ہین جو مضمون اچھوتے تو انوکھی ترکیب — نہ مثال اوسکی ہے صاحب نہ نظیر اسکی ہے

جو جہان چاہئے ہے نظم کے یہ معنی ہین — کہین شوخی بھی ہے موقع سے متانت بھی ہے

فارسی لکھی تو فارس کی زبان مین لکھی — اردو اردو ہے تو اردو ہی ٹکسالی ہے

مشق کہتی ہے کہ مشاق کہان دیکھے ہین — پختگی کہتی ہے بتلا تو کہین خالی ہے

بے سر جھد ہے برجستہ ہے تاریخ سنو — چھپے افکارِ حفیظ ایک یہی لکھی ہے

١٣١٧

وله

دیوان حفیظ چھپ گیا آج — یارون کے بھی ہاتھ آئیگا کل

بینا کے لئے تو آئینہ ہے — اور کور کی آنکھ سے ہے اوجھل

ہے زیور نظم سے مرصع — موتی ہی پروئے ہین مسلسل

اک حرف اِدھر اودھر نہوگا — اک لفظ فضول ہے نہ مہمل

معنی کا بھرا پڑا خزانہ — مضمون کا نسخہ مطول

کیسی ہے زبان کا پوچھنا کیا — ہے اہل زبان مین ایک ہلچل

باتین ہین نئی تو ہے نئی چیز — پُرزے ہین نئے تو ہے نئی کل

بستی مین ملی تو کیا ملی داد — جب لطف کہ گونج اوٹھے جنگل

خمخانۂ نظم وا ہوا ہے — ساغر بھرے کوئی کوئی بوتل

چھاپے کا یہ سن لکھو مبارک — دیوان حفیظ اُردو اوّل ١٣١٧

از نتیجۂ فکر رسا سخنور بے ہمتا مشہور بعید و قریب جناب مولوی نجیب اللہ صاحب نجیب شاگرد جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی

وہ چہ خوش طبع شد کلام حفیظ — کہ بود دلنشین چو نقش نگین

مصرع سال گفت طبع نجیب — ہمہ اشعار احسن و شیرین ١٣١٧ھ

دیگر

دیوان حفیظ آمدہ معنی بند — شد طبع جہانیان ز طبعش خرسند

گفتم پئے تاریخ ز روے ایما — دیوان حفیظ آمدہ طبع پسند ١٣١٧

از نتیجۂ فکر بلبل گلزار فصاحت جناب منشی امان اللہ صاحب نکہت بنارسی شاگرد جناب رحمت بنارسی

جب ہوا مطبوع دیوانِ حفیظ — شوق میرے دلمین یہ پیدا ہوا
مین بھی تاریخ اسکی از فکرت لکھون — اور ہو تاریخ بھی کچھ خوش نما
سر بزانو جب ہوا مین غور مین — یہ سروش غیب سے مژدہ ملا
سنکے خوشخبری سروش غیب سے — وجد مین آکر یہ مین نے لکھدیا
لکھدے سال عیسوی مین ایک شعر — آخری مصرع ہو ہجری کی بنا
طبع اب دیوان ہوا با آب و تاب — یا چھپا گلدستۂ فرحت فزا
۹۹ ۱۸ء — ۱۳۱۷ھ

از نتیجہ فکر شاعر لائق فائق جناب منشی محمد شیخ علی صاحب ناطق بنارسی ہیڈ محرر تھانہ سیدراجہ ضلع بنارس شاگرد جناب رحمت

لکھون کیا مین وصف جناب حفیظ — ہین مداح اونکے صغیر و کبیر
چھپا اونکا دیوان بصد اہتمام — ہوا جلوہ گر مثل مہر منیر
ہراک بندش اسکی ہی کیا چست و صاف — ہراک شعر ہے اوسکا کیا دلپذیر
ہوئی فکر جب مجھکو تاریخ کی — تو معلوم کر میرا ما فی الضمیر
پکارا یہ ہاتف کہ ناطق لکھو — یہ دیوان بھی کیا چھپا بے نظیر
۱۳۱۷ھ

از نتیجہ فکر جناب شیخ نظر الدین احمد صاحب نظر خلف و شاگرد جناب قمر جونپوری

ہر طرف یہ شور یہہ مذکور ہے — چھپ گیا دیوان نہین جسکا بدل
طبع رنگین نظر نے سن لکھا — گلشن شاداب راحت بے مثل
۹۹ ۱۸ء

ولہ

شاعری کا شرف حفیظ کو ہے | فکر شعر و سخن مین رہتے ہین
طبع دیوان کا سال لکھدو نظر | سخن واثق اسکو کہتے ہین
۱۳۱۷ھ

ولہ

گلدستہ بنا ہوا ہے دیوان | صفحہ صفحہ بہار منظوم
ہے طبع کا امتحان منظور | لکھدیجئے نظر عیار منظوم
۱۳۱۷ھ

ولہ

طبع دیوان ہوا الحمد اللہ | لطف آمیز جسکی ہے تقریر
اے نظر پیشکش یہ ہدیہ ہے | طبع کا سن تحائف تحریر
۱۳۱۷ھ

ولہ

واہ دیوان کیا خوش آب چھپا | بحر معنے کا اک گہر ہے یہہ
لکھدین تاریخ طبع کی اک اور | سخن بہتر اے نظر ہے یہہ
۱۳۱۷

ولہ

واہ کیا دیوان رنگین ہے چھپا | خوشنما و خوش مضامین بے بدل
اے نظر چاہو مسیحی سال اگر | لکھدو نظم دلفریب بیمثل
۱۸۹۸ع

ریختہ کلک بلاغت سلک افصح الفصحا ابلغ البلغا جناب مولوی محمد فصیح اللہ صاحب فا لکھنوی فرنگی محلی تلمیذ حضرت صبا مرحوم

ہین پٹنہ مین اک دوست صادق ہمارے | جو اپنے زمانے مین ہین رشک سودا

حفیظ اونکو کہتے ہین سارے سخنور ثناخوان ہو عالم مین ہر ایک اونکا
تخلص سے کرتا ہون اونکی صفت مین کہ اس بحر مین نام اونکا نہ آیا
زبان اونکی پیاری ہے عمدہ ہے بندش نہو کسطرح چارسو اونکا شہرا
ازل خوشہ چین جناب صبا تھے اونھین سے اونھین شعر کہنا سکھایا
بری جملہ عیبو سے ہر اک غزل ہے غلط لفظ کوئی نہین ہے کسیجا
جو انصاف کی آنکھ سے دیکھے حاسد تو ہر شعر رکھتا ہے دیوان کا رتبا
ہین جتنے حسین خوبرویان عالم اسیکی دلدار رکھتے ہین دلمین تمنا
جو کوئی غزل اونکی گانے کو ملتی توجم جاتا محفل مین پھر رنگ اپنا
وفا فکر تھی ایسی تاریخ لکھون کہ جسکا معرف ہو ہر پیر و برنا
کہا سال ہجری مرے دل نے مجھسے کہ ہے یہ کلام سخندان یکتا
۱۳۱۷ھ

دیگر ہجری

ندر رحمٰن نام جسکا اور تخلص ہے حفیظ مصحفی وقت ہین پٹنہ مین وہ بے اشتباہ
سید عالی نسب ہین اور رئیس نامور مجھپہ رکھتے ہین عنایت اور محبت کی نگاہ
ہین نہایت وضعدار و ذی مروت اور خلیق رکھتے ہین سارے زمانے سے وہ بیحد رسم و راہ
شستہ و رفتہ زبان دھوئی ہوئی کوثر سے ہے شعر اونکے سنکے حاسد بھی ہین کہتے واہ واہ
شادمان اونکے عزیز و اقربا دائم رہین جو عدو ہو اونکا دنیا مین رہے وہ روسیاہ
ہین نے سال طبع کی تاریخ لکھی اے وفا کھل گیا ہے بوستان سخنوران واہ واہ
۱۳۱۷ھ

دیگر ہجری

حفیظ نیک خو کا ہے یہ دیوان کہ شہر پٹنہ مین جسکا وطن ہے

کہا ہین نے جو اس دیوان کو دیکھا | پری رونق فزاے انجمن ہے
احبا اور اعزا شادمان ہین | جو ہین حاسد او نہین رنج و محن ہے
رہیگا تا قیامت نام اون کا | پری خوف خزان سے یہ چمن ہے
جو سال طبع ڈھونڈھا دل یہ بولا | ق فا لکھدو کہ لا ثانی سخن ہے
۱۳۱۷

دیگر در سال فصلی

دیوان حفیظ نکتہ دان کا | خوشخط بمیثل چھپ گیا ہے
احباب و عزیز جو ہین اون کے | کیسا دل خوش ہر ایک کا ہے
حاصل نہوا کبھی کسیکو | جو انکے کلام مین مزا ہے
پائی ہے زبان کمال پیاری | ہر شہر مین شہرہ جابجا ہے
محفل ہوتی ہے دم مین پامال | یہ اونکا کلام چلبلا ہے
روشن کیا نام کو ہمارے | ق تربت سے آنرل کی یہ صدا ہے
اس ذہن رسا یہ آفرین ہے | شاباش حفیظ مرحبا ہے
پٹنہ مین تمام شہر اون کو | مانند آنرل کے مانتا ہے
فصلی لکھون سال اے وفا مین | اب دلکو مرے یہ حوصلا ہے
یون بلبل دل چہک کے بولا | بستان سخن کھلا ہوا ہے
۱۳۰۶ ف

دیگر در سال عیسوی

چھپا جو پٹنہ مین دیوان حفیظ کا نادر | تو فکر بھی ہے تاریخ عیسوی لکھو

ندائے غیب سنی سال عیسوی میں وفا — نسیم خلد ہے دیوان حفیظ کا لکھدو
۱۸۹۹ء

دیگر در عیسوی

مرے مہربان کا جو دیوان چھپا ہے — تو بیحد مرا دل ہے اب شاد و فرحان
وفا عیسوی مصرع سال لکھدو — کہ زیبا کلام حفیظ سخندان
۱۸۹۹ء

دیگر در سال بکرمی یعنی سمت

شد دلم خوش ز طبع این دیوان — باد یارب قیام نام حفیظ
بہر تاریخ انطباع او — بمن آمد وفا پیام حفیظ
دل من گفت سال در سمت — گنج مخفی ببین کلام حفیظ
۱۹۵۶ سمت

از نتائج افکار گوہر بار یگانہ زمن جناب مولوی محمد نور الحسن صاحب ہاشمی صفی پوری

نذر الرحمن چہ گفت دیوان — اردو بزبان سلیس مطبوع
دیوان حفیظ طبع گردید — در خلوت دل جلیس مطبوع
تاریخ بدیہہ ہاشمی گفت — دیوان حفیظ انیس مطبوع
۱۳۱۷ھ

قطعات تواریخ نتیجہ فکر نور چشم راحت جان قوت بازوی من ناتوان سید نور الرحمن سلمہ اللہ المنان

متخلص بہ نذر فرزند دلبند بندہ حفیظ عفی عنہ

شکر ہے چھپ رہا ہے وہ دیوان | کہتے ہین جسکو مہرِ اوجِ شرف
اسکی تاریخ لکھدو یہ اے نذر | کلیاتِ سپہرِ اوجِ شرف
۱۳۱۷ھ

ولہ

صد شکر چھپ رہا ہے والد کا میرے دیوان | ایک ایک شعر جسکا ہے معدن فصاحت
دلچسپ ہین مضامین اور لاجواب بندش | لطفِ زبان یہ دل سے قربان ہو لطافت
مطبوع طبع عالم اے نذر ہے یہ دیوان | تاریخ طبع اسکی ہے سرورِ بلاغت
۱۸۹۹ء

ولہ

سید و شاہ حاجی و حافظ | ایک سے ایک ہین صفات حفیظ
ہے وہ پاکیزہ اور لطیف کلام | رونق شاعری ہے ذات حفیظ

لکھدو تاریخ اسکی تم اے نذر
ہے یہ پر درد کلیاتِ حفیظ
۱۸۹۹ء

غلط نامہ دیوان ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۵	بتایا	بنایا	۳۷	۳	دل وجگر	دل حزین
۱۲	۸	لوٹا تھا	لوٹی تھی	۳۸	۹	ہو	ہوا
۱۳	۱	وفلیتا	فلیتا	〃	۱۱	ہوشیار	ہشیار
〃	۱۵	سنایا	بڑھایا	〃	۱۲	تھراکے	تھرا گئے
〃	〃	جور	ناز	۳۹	۱۸	سوتا	ہوتا
〃	۲۰	دے تومری فریاد	دیدے تو میری آہ	۴۵	۵	دردکا عشق کے	عشق کے دردکا
۱۴	۴	حسن	داغ	۴۷	۱۲	دعوہ	دعوی
۱۷	۲۰	اونکے	اونکو	۵۱	۷	تھی	تھا
۲۰	۸	لگے	لگا	〃	۹	آئے بھی تو	آئے تو
۲۱	۳	پہلومین بیٹھے ہین	بیٹھے ہین پہلومین	〃	۲۰	جوجی مین آئے	جوآئے جی مین
۲۲	۱۹	پہلومین ہوتا	زینت پہلو	۵۷	۱۱	جان	روح
۲۳	۱۳	سدا	ازل	۶۳	۸	دیکھا تھا	دکھایا تھا
۲۹	۵	حفیظ	اے حفیظ	۷۴	۴	تمھارے آگے	یہان آکے عدو
۳۲	۳	تو	یہ	〃	۱۴	یا مرا ٹکرائے	یا مجھے ٹکرانے دین
۳۴	۱۶	دیوانہ	دیوانا	۷۵	۱۳	پہلوسے میرے	میری بغل سے
۳۶	۵	ہواکھا	ہواہو	۷۷	۲	دیکھے	دیکھین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۵	۵	پہ	پہ	۱۷۸	۱۵	تیری او	کیسی ہین
۸۶	″	ہمدمون	ہمدمو	″	۱۸	بارا	مارا
۸۷	۵	″	″	۱۸۲	۱۵	عکس آئینے	عکس آئینہ
۹۳	۳	اگر کرے	کرے اگر	″	۱۷	ہمدمون	ہمدمو
″	۱۲	کیا	بھی کی	۱۸۳	۱۱	خدارا	دلارا
۹۶	۲۱	بیک	پیک	۱۹۲	۱۸	دین جگہ پہ پہلو مین	کبھی پہلو مین جگہ دین
۱۰۰	۲	افسوس	بیتاب	″	″	سینے سی لگائین صاحب	کبھی تلوون سے ملین
۱۰۲	۱۸	روئینگے	روئیگی	۱۹۳	۴	فخر	رشک
۱۰۵	۱۴	اسلئے پھرتے ہین	لئے پھرتے ہین جو	۱۹۴	۲۱	اپنی	آپ نے
۱۰۶	۲۱	آتی ہے	ملتی ہے	″	″	بخشی	بخشا
۱۱۳	۱۹	اگر	کبھی	۱۹۵	۲	دیدیجئے	دیجئے
۱۱۵	۵	نامہ بر	نامہ بر	۲۰۳	۱۱	آنکھ نہ	آنکھوں نہ
۱۱۶	۱۴	ضبط نے آبرو	آبرو ضبط نے	۲۰۵	۱۱	پہلے تصفیہ	تصفیہ پہلے
۱۲۱	۳	جان دینے	جان جانے	۲۰۹	۷	تو ہے کیا	کیا تو ہے
۱۲۵	۹	پہ بھی	پر بھی کیا	۲۱۱	۱۹	میری	اپنی
۱۵۶	۴	ہر اک	یہ سب	″	۲۰	ٹھہرتے	ٹھہرتے ہین
۱۶۰	۱۷	دعوہ	دعوی	۲۱۶	۱۰	پہلو	سینے
۱۶۱	۱۰	فنون	یہ شغل	۲۱۹	۲	ملنے	مٹنے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۲	۱۶	بھی	بھی مین	۲۶۳	۱۶	فزا	فضا
۲۲۵	۱۱	تو تو	تم تو	۲۶۸	″	ہمارے	یہ اپنے
″	″	ناصحا	ناصحو	″	۲۱	خیر	خیز
۲۲۸	۲۰	ہمدمون	ہمدمو	۲۸۱	۱۵	فزا	فضا
″	۲۱	″	″	۲۸۵	۱۸	او	بھی او
۲۲۹	۲	″	″	۲۹۱	۲۱	تو	کیا
۲۴۱	۱۰	تجھے	ترا	۲۹۲	۲	چلے	تم چلے
۲۴۲	۲۱	سراپا جلوہ	بہار گلشن	۲۹۴	۱۱	سوے	گھر سے
۲۴۴	۶	کھپ گئی اوہ	کھب گیا کوئی	۳۰۱	۹	تمہارے پہلو سے	مرے پہلو سے تھا
۲۴۵	۹	تیرا	تیری	۳۰۳	۷	اب ساکن	وہ صاحب
″	″	تیری	تیری ہی	۳۱۲	۹	ہی	ہی کو
۲۵۰	۱۵	وہ	وہ بت	۳۱۷	۶	منہ	نہ
۲۵۳	″	جھائیان نے لیکے	رند جماہی لیکے	۳۱۸	۸	ہم سراپا ہین	مین سراپا ہون
۲۵۴	۸	پر حول	پر ہول	۳۲۰	۱۵	ہمدمون	ہمدمو
″	۱۸	یون ہے	سہے	″	۲۰	یہ سنگدلون	یہ ان سنگدلو
۲۵۵	۹	ہائل	حائل	۳۲۴	۲	تمھین	ہمین
۲۵۷	۲۰	پاون بھی	اب پاون	۳۲۵	۲۰	آئے	آئے بجو
۲۶۳	۷	ہمدمون	ہمدمو	۳۲۸	۲۱	نالان	نادان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳[illegible]	۹	پہلو مین بندگی کے	بندگی کے پہلو مین
۳۶[illegible]	۱۵	سخن سنج و	نکوبیان
۳۶۶	۱۹	متبوع	مطبوع
۳۹۳	۱۴	در تاج سخن ۱۳۱۷ھ	در تاج سخن ۱۳۱۸ھ

خاتمۃ الطبع

الحمدللہ والمنہ کہ دیوان اوّل جامع الفضائل والکمالات مجمع الحسنات والبرکات افصح الفصحا ابلغ البلغا سخنور شیوا بیان شاعر شیرین زبان ذوالمجد والمناقب جناب مولٰنا مولوی حافظ حاجی سید شاہ **نذر الرحمٰن** صاحب المتخلص بہ **حفیظ** رئیس عظیم آباد پٹنہ دام فیضہ نبیرہ و سجادہ نشین قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین استاذ الکملا افضل الفضلا حضرت مولٰنا **محمد سعید** متخلص بہ **حسرت** المخاطب بہ **شمس العلما** قدس اللہ تعالے سرہ العزیز حسب فرمایش صاحب صدق و صفا جناب سید مرتضےٰ حسین صاحب رسا باہتمام ناچیز بندگان **محمد عبد القادر** و خاکسار **عابد حسین عابد** عفا اللہ عنہما مطبع **احسن المطابع** واقع پٹنہ محلہ گوبند عطار مین چھپکر مطبوع طبایع خاص و عام ہوا

واضح ہو

کہ دیوان ہذا کے چند فرمے اوّل کے اور چند اجزا آخر کے مطبع احسن المطابع مین چھپے ہین باقی اجزا مطبع احمدی کے چھپے ہوئے ہین۔

الراقم

محمد عبد القادر عفا عنہ

مالک مطبع احسن المطابع پٹنہ

اشتہار

ہر خاص و عام کو اطلاع دیجاتی ہے کہ دیوان ہذا کے کل حقوق
تصنیف محفوظ ہین بدون اجازت مصنف قصد طبع نفرمائین
جسقدر نسخے مطلوب ہون نقد قیمت بھیجکر یا بذریعہ
ویلو پے ایبل پارسل مشتہر سے طلب فرمائین۔

قیمت فی جلد عصہ۔ علاوہ محصول ڈاک

زیادہ جلدون کے خریدار کے ساتھ خاص رعایت کیجائیگی

المشتہر

سید مرتضی حسین

پٹنہ۔ محلہ مغلپورہ۔ دولتکدہ جناب
مولانا حافظ سید شاہ نذر الرحمن صاحب حفظہ

سنہ ۱۳۱۸ھ